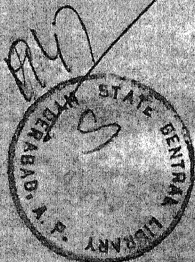
بہ فضل خالق آسمان و زمین خدای سخن آفرین

کلام دلفریب بے ہمتا مطبوع طبائع شعرا گل سرسبد گلشن لکھنؤ مسمی



غنچہ آرزو

۱۲۷۲ھ

نتیجہ فکر رسا افصح الفصحا جناب میر وزیر علی مغفور متخلص بہ صبا

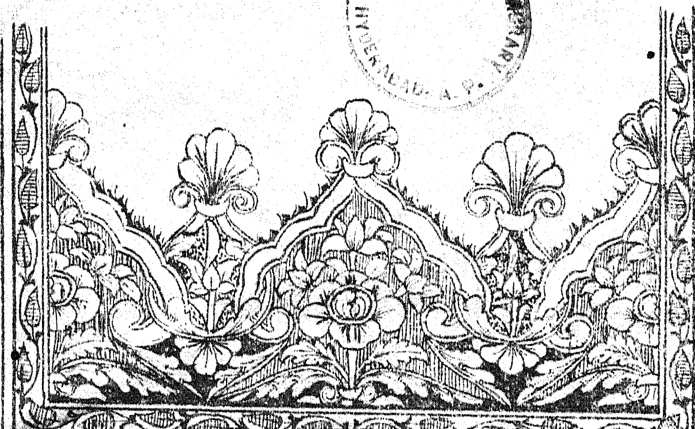
مطبع کارنامہ واقع گولہ گنج میں باہتمام محمد یعقوب چھپا

بتوفیق خدای سخن ساز کی بخشش مضامین گوہر

غنچۂ آرزو

[illegible]

در مطبع [illegible] باہتمام محمد یعقوب طبع شد





آبرو کی جو صفات فقرا سی پیدا — صورت وصل معیٔ ذات خدا سی پیدا

نفس امارہ سی کیون زیر ہوا جاتا ہی — زور کر روح مین تقلیل غذا سی پیدا

اور ہی حال زمانی کا نظر آئیگا — آگہی کر تو ذرا فقر و فنا سی پیدا

گوش دل سی نہ سنا قافلی مین یوسف کی — تہی زلیخا کی صدا بانگ درا سی پیدا

چار دن کی لئی کیا کیا ہوا دنیا مین — خاک سی آب سی آتش سی ہوا سی پیدا

رتبۂ دیر و حرم گبر و مسلمان سمجھی — منزلت اپنی نہ کی ذہن رسا سی پیدا

اوٹھ گیا دیدۂ دل سی جو دوئی کا پردا — ایک ہی نور ہوا ارض و سما سی پیدا

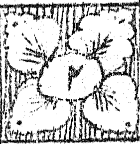
آئینہ بنکی رخ یار کا جلوہ دیکھا — خوبصورت ہوئی اس دل کی صفا سی پیدا

کھل گئی عمر دو روزہ کی حقیقت جس دم — ایک سا حال کیا شاہ و گدا سی پیدا

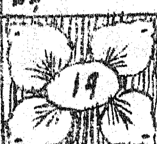
الفت کعبۂ مقصود نی صورت پکڑی — شکل محراب ہوئی دست دعا سی پیدا

ای جنون جذب کا عالم جو ہی یہی کھلا مین — جلوہ یار ہو ہر چاک قبا سی پیدا

نہ کر دنیا ہی فنی سی نہ یہ عالم ہوتا
پیشتر ہم نہ ہوئی ارض و سما سی پیدا



ای صبا دیکھ کے جلوہ چمن عالم کا
حالت وجد ہی ہر موج ہوا سی پیدا



نہایت جوش پہ دریا ہی اپنی طبع موزون کا
جہان مین شور ہے طوفان آیہ مضمون کا

نہ ہوتا ای جنون گر پاس ہمکو موج مجنون کا
پتا ملتا نہ دامن کی طرح دامان ہامون کا

امید چیم مین حوائل ہر دم گردون ہے
کبھی پیروی ہوتی کا کبھی شہدار دونکا

صفائی ہو گئی شب کو بہت خورشید طلعت سے
خدا کی فضل سی کیا سرکہ مارا ہی گردونکا

نہ کیون کیفیت اشراق ہم مستونکو حاصل ہو
ہر اک غم اپنی سیخافی مین سینہ ہی فلاطونکا

حرارہ جب داغ جنون لاتا ہی صحرا مین
بگولی ڈھونڈھتی پھرتی ہین یہ سید مجنونکا

ہوائی وہر ہم مستونمی ان روز محلی لفت ہے
خدا حافظ ہی ساقی کشتی صہبا گلگون کا

مین شاعر ہون مرا ایجان اسپ ہم کلمنا
بہت اعلی ہی یہ مصرع تمہاری قد موزونکا

شب تاریک ہی روز روشن اپنی نظر مین
پڑا ناہید ہی سودا ہوا ہی زلف شبگون کا

حقیقت مین ہوا اور کربلا دامان قاتل پہ
قضا نی لکھ دیا شنجرف سی محضر مری خونکا

وقیر مست مین ہر وقت کیفیت مین رہتی ہین
کبھی طرہ ہی سبزی کا کبھی گیسو افیونکا

ملایا خاک مین گردون نے کس کس نام آور کو
نشان ملتا نہین ہے قبر جمشید فریدون کا

ہمارا سوز دل کیونکر نہ روشن ہو زبانی سے
کہ خورشید فلک تارا ہی اپنی نخل اشجونکا

صفا حاصل ہوئی ہی الفت دندان جانان سے
بغل مین دل نہین قطرہ ہی آب ہندون کا

بلند و پست عالم ایک ہی چشم حقیقت مین
حصیر فقر ہم پایہ بنا تخت فریدون کا

رہیگی گریون مین سر رونہ بیتابی مری دلکو
بدل جائیگا عالم چار دن مین بیچ مسکونکا

دل سودا زدہ اپنا نہ چھوٹیگا نہ چھوٹیگا
ہر اک حلقہ ہی کالا جلمانہ زلف شبگون کا

لب معجز نما ایجان انھون سی جاتی ہین | مسیحا دیکھکر کشتہ تری آنکھونکی افسون کا



صبا حیران ہین ہم اک بت خود بین کی ہاتھون سے
مکدر آئینہ رہتا ہی اپنی طبع مفتون کا



ای صبا جذب یہ جسدم دل ناشاد آیا
اپنی آغوش مین اوٹھکر وہ پریزاد آیا

کھچ ابرو کے لئی خنجر فولاد آیا
ذبح کرنا بھی نہ تجھکو مری جلاد آیا

سرکشی پر جو وہ سرو ستم ایجاد آیا
پاس اوسکے گھٹتا ہوا شمشاد آیا

چشم موسی ہمہ تن بنگیا مین حیرت سے
دیکھا اک بت کا وہ عالم کہ خدا یاد آیا

دم آغاز جنون طوق گلوگیر ہوا
نل مجانی بھی نہ پای تھی کہ حداد آیا

کٹ گئی ماری خجالت کی جوانان چمن
بانکہ پرتہ جو ترا او ستم ایجاد آیا

عاشقون سی نہ رہا کوئی زمانہ خالی
کبھی وامق کبھی مجنون کبھی فرہاد آیا

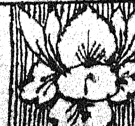
دلمین اک درد اوٹھا آنکھون مین آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانئی کیا یاد آیا

رو دی غربت مین ہجوم گل صحرائی پہ
چمن مجمع یاران وطن یاد آیا

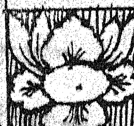
مژہ یار کے نشتر سے کیا سودائی
خون فاسد کیطرح جوش مین فصاد آیا

بنگیا خال جبین کوکب بخت یوسف
کس ترقی پہ ترا حسن خداداد آیا

عارض صاف کا کھینچا نہ گیا جب نقشہ
آئینہ لیکی تری سامنی بہزاد آیا



بیت ہستی کی صبا ہوگئی معنی روشن
خواجہ آتش سا زمانی مین جو اوستاد آیا



توسن طبع کو کرتا ہو مین کوڑا کیا کیا
ایک اک گام پہ تھمتا ہی یہہ گھوڑا کیا کیا

اہل دولت سی کوئی نزع مین اتنا پوچھی
ساتھ کیا کیا لیا اسوقت مین چھوڑا کیا کیا

سوزش دل سی ہی افسانہ شب تنہائی ہین
ہای رہ رہ کے چلکتا ہی یہہ پھوڑا کیا کیا

پیچ و تاب دل عاشق کی نہ صورت بگڑی
زلف کو یار نے دہر کے مروڑا کیا

کیسا کیسا نہ کیا آکی خزان نے برباد
زر گل کا منہ وا باغ میں توڑا کیا

مر گئی پہ نہ دیا اونکو کفن گردون نے
زندگی میں جو سپنتے تہے جوڑا کیا

کیوں نہ ہو جائیں پانی میں ہزاروں دریا
ہمنے رو رو کے ہی دامن کو نچوڑا کیا

طاقت ضبط ہم نفس نہ غالب آئے
لنگر اس دشمن شہ زور کا توڑا کیا

سیکڑوں میں جو بچی ایک گئی قسمت کی یار
ختہ خم سی سر شوریدہ کو پھوڑا کیا

شرم سے سر نہ اوٹھایا تری نرگس نے
باغ میں گل کو صبا نے بھی جھنجھوڑا کیا

حال رونیکا جو لکھتا ہون تو کتنے میں
چشم پر آب پہ طوفان ہی جوڑا کیا

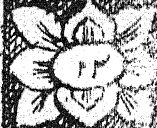
دل کو برباد کیا اصناف جگر سے گذرا
ایک تیر نگہہ یار نے توڑا کیا

حلق زاہد کا جو روزہ میں بہت خشک ہوا
دامن تر مرا اونکی نچوڑا کیا

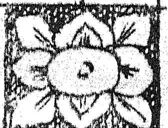
بار ہا رجوع سکندر کو ... میں ...
آئینہ سی بھی ہی منہ یار نے موڑا کیا

ہاتھہ عناب لب ... تک پہنچا
ہمنے میوہ چمن حسن ہی توڑا کیا

اوسکے چہلے کو انگشتری ہی نہ بہلا ...
ہاتھہ رکہہ کر نگینہ کی سلیمان نے مروڑا کیا



ہی جلوہ دار صبا خاک مجہت آوارہ کی
آج کف لائیگا اوس ترک کا گہوڑا کیا



آیا جو موسم گل تو یہ حساب ہوگا
ہاتہ ہم ہون سبو کے ہاتہہ ہوگا جام شراب ہوگا

نالوں سے اپنی اکدن وہ انقلاب ہوگا
دم بھر میں آسمان کا عالم خراب ہوگا

دکہلائینگے تجہے ہم داغ جگر کا عالم
منہ اسطرف کبھی تو ای آفتاب ہوگا

ای زاہد ریائی دیکھی نماز تیری
نیت اگر یہی ہی تو کیا ثواب ہوگا

وہ رد خلق ہونگے گردش بگڑ مرونگا
مر کر مرا اوڑیال دوش حباب ہوگا

وہ مست ہین اونکو رکھتی نہین مین ساغر
مغرب سی ہان نمایان جب آفتاب ہوگا

ای زود رنج تجھسی جو لوگ جان دینگی
رہ رہ کی تربتون مین اونپر عذاب ہوگا

خون سیاوش اک دن دکھلائیگا جزا بھی
اس ظلم کا عوض ای افراسیاب ہوگا

تو نقد دل کو لیکر کرتا ہی ہی ٹھہر جا
روز حساب میری تیری حساب ہوگا

اللہ رے اونکا غصہ اتنا نہین سمجھتے
کیونکر کوئی جئیگا جب یون عتاب ہوگا

داغ جگر کو لیکر جائینگی ہم جو ای دل
جنت مین حور یونکو رہنا عذاب ہوگا

کیا سیر ہوگی وہ مہ لایا اگر حرارہ
چہرہ جو تمتمایا تو آفتاب ہوگا

وہ رند ہون مین زاہد اٹھے وہی تھر گان
اوس روز بھی یہہ بندہ مست شراب ہوگا

برسات ہی او بہارین آتی ہی برق وش گھر
چھایا ہوا چمن پر کیسا سحاب ہوگا

ای صروش تو کیونکر پردہ مین چھپ سکیگا
اہر تنگ کی صورت منہ پر نقاب ہوگا

ای چرخ پیر آب تو یہہ حال ہی ستم کا
کیا ہوگا جن دنون مین تیرا شباب ہوگا

ای شیخ جو تمھارا پایان قدم مین لغزش نگا
زاہد کا گر عمامہ ہن شراب ہوگا

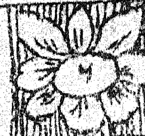
دھوئیگا اپنی بلوی وہ بت جو شستی کیسی
شیرین کا بی ستون پر نقشہ خراب ہوگا

زلفون کا عشق کیونکر اوس سی بیان ہوسکیگا
حال دل پریشان گو نگی کا خواب ہوگا

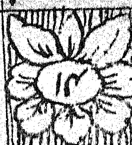
سرگشتگی مین میرا کیا ساتھ دی سکیگا
ای آسمان ٹھہر جا ناحق خراب ہوگا

غربت مین ضبط نالہ ہمسی نہو سکیگا
قابو مین دل نہوگا جب اضطراب ہوگا

لکھتے کی کیا خبر تھی یہہ کون جانتا تھا
لیلی کی ساتھ پڑھکر مجنون خراب ہوگا



ایمان تم صبا کا اوس وقت دیکھہ لینا
آنکھون مین دم لبون پر پا بو تراب ہوگا



اونکی رفتار سی دل کا عجب احوال ہوا
زندہ گیا پیکا سی ہوا پامال ہوا

دست وحشت کا علاقہ مجھے آسان ہوا
داغ سودا صفت نیر اقبال ہوا

اس کھڑی سے ابھی کہین چھٹکارا ہو
عشق گیسو سے ہوا جان کا جنجال ہوا

نظر لطف نہ کی تو نے مری رونی پہ
طفل اشک ای مہ شبی نہ خوش اقبال ہوا

ہین وہ صوفی جو کبھی نالۂ ناقوس سنا
وجد کرنے لگی ہم دل کا عجب حال ہوا

پڑ گیا اینہ مری پیچ مین لانیکا بال
کیا پریشان تری گیسوونکا حال ہوا

دولت فقر ہوا ای منعمو اور کچلی ہو
فخر کیا ہی جو دو شالہ ہوا رذال ہوا

اپنی قسمت کا نوشتہ جو وکہایا ہمنے
حشر کی روز غلط نامۂ اعمال ہوا

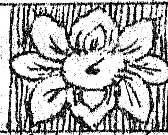
آسمان نے مجھے محروم شہادت کہا
تیغ قاتل کے لیے بخت سیہ ڈھال ہوا

لوگ کہنے لگے گردن پہ چڑہا ہی مینا
سبزۂ خط سے وہ خوش رنگ اگال ہوا

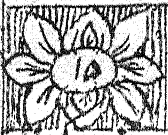
تیغ حسن ای گل تر ہو گئی خون آلودہ
مجھپہ غصے مین تراشہ جو بہت لال ہوا

طائر دل کے لیے آپ ہی صیاد ہی کی
رشتۂ دام بلا زلف کا ہر بال ہوا

لامکان تک کہین ٹھہرا نہ مرا اپنی خیال
مزرع سبز فلک پیچ مین پامال ہوا



ای صبا آپ رعایت نکرین لفظونکی
زر گل پایا جو گلچین نے تو کیا مال ہوا



آپ کو یار نے عشاق سے اتنا کھینچا
حشر تک وعدۂ دیدار نے عرصہ کھینچا

جب کہا وصل ہوئی اتنی تعب ہم رندونی
دست ساقی طرف گردن مینا کھینچا

جذبۂ دل سے ہی عاشق کی تم آگاہ نہین
آہ کھینچی کی جو ہمنے کبھی نالا کھینچا

نکلا اندا سی مین سر گشتہ اجل کی ہاتھو
پاؤن کا دم صفت خار کف پا کھینچا

دست بردار ہونا تہا تمہین عاشق
تا تہ بیمار تن ای رشک مسیحا کھینچا

کہینچی تصویر مصور نے جو مجھ گریان کی
چشم پر آب کا نقشہ لب دریا کھینچا

واہ کیا زور نزاکت ہی تری اے ساقی
لطمی تو تی [illegible] اٹھائی ہی کہ چسا کھینچا

کشتہ زلف کو تشبیہ کیا قاتل نے
باندھ کر [illegible] الاشیا کھینچا

ہانک کر یار سی بوسہ مین پڑا جھگڑا مین
[illegible] بات نی بھی طول بہت سا کھینچا

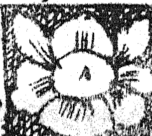
وصل [illegible] جو تھا یار کمان ابرو سے
اثر تیر [illegible] چلا کھینچا

[illegible] بزم مین اغیار سے ملک بیٹھے
کیا تکلف مین بھی آپ نی بیجا کھینچا

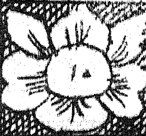
جذب الفت نی دکھلائی کچھ اپنی تاثیر
ہاتھ سے دامن یوسف کو زلیخا کھینچا

حرف ایمان پہ آیا ہوا وصل صنم
خط قسمت نہ مٹا ہاتھی پہ قشقا کھینچا

بوسہ سبزہ خط دیکے گنہگار کیا
تو نے کانٹوں مین مجھے اے گل رعنا کھینچا



ای صبا یاون نہ اوٹھتے تھے چمن سے اپنے
دشت وحشت نی ہمین جانب صحرا کھینچا



تمہاری جان بت بیباک نکلا
بڑا قاتل بڑا سفاک نکلا

[illegible] کسی مین خاک نکلا
وہ سرو قد چمن کی ناک نکلا

فرشتون کو کیا مات آدمی نے
قیامت کا یہ مشت خاک نکلا

اوڑادی قید مذہب دل سے ہمنی
قفس سے طائر ادراک نکلا

محبت سے کھلا حال زمانہ
یہ دل لوح طلسم خاک نکلا

نکل آئی فلک کی دور سے روح
بھنور سے خوب یہ تیراک نکلا

[illegible] تھا فصل گل جو آئی
چمن سے صورت خاشاک نکلا

[illegible] آنگن مین دل کو جانتا تھا
غزال بستہ فتراک نکلا

[illegible] اوسکی برچھی نے
ہمارا حوصلہ کیا خاک نکلا

[illegible] ناکام کر کو بھی [illegible]
عجب صحرا سے وحشت ناک نکلا

نکلتی ہے بدن سے جس طرح روح
تری گھر سے مین یون غمناک نکلا

تمھاری قد سے کچھ کم سرو ٹھہرا
عدو بر تو بہت کاواک نکلا

ہماری سادہ لوحی کام آئی
حساب روز محشر پاک نکلا

ترارہ بھرتی ہی پہونچا عدم مین
سمند عمر کیا چالاک نکلا

بھری لڑکون نے دامن پتھرون سے
جہان بیٹھا گریبان چاک نکلا

مٹایا دور ساقی محتسب نے
عدو جمشید کا ضحاک نکلا

۶

صبا ہم حشر کو مجرم جو نکلے
شفاعت کو شہ لولاک نکلا

۱۴

خود پرستی کا جو سودا ہو گیا
آپ مین اپنا تماشا ہو گیا

داغ غم دل سی ہویدا ہو گیا
مشرق خورشید ذرا ہو گیا

دیکھکر اوس بت کو سکتا ہو گیا
مین بہت محو تماشا ہو گیا

جب مجھے اپنی حقیقت کھل گئی
جز سی کل قطرہ سی دریا ہو گیا

کھو گیا ایسا طریق عشق مین
خود نہین معلوم مین کیا ہو گیا

دی دیا دل یار کو مٹی کے مول
منفعت اس یوسف کا سودا ہو گیا

ٹاٹ کا ٹکڑا لباس فقر مین
قاقم و سنجاب و دیبا ہو گیا

دین و دنیا کا بکھیڑا چھوڑ کر
دو نون عالم مین مین یکتا ہو گیا

طوطی خط کے سبب گیسوی یار
شہپر پرواز عنقا ہو گیا

ای صنم تیری نگہہ کی تیر سے
شرع مین زاہد کے رخنا ہو گیا

دیدی یوسف کی مین شوق دید مین
مردم چشم زلیخا ہو گیا

رونق بزم بتان بندہ ہوا
داغ دل شمع کلیسا ہو گیا

دیکھنے کے قابل تری حیرت ہوئی — یار بھی محو تماشا ہو گیا

چاندنی کی سیر اور غیروں کی ساتھ — ای قمر یہہ کیا طریقہ ہو گیا

منزلت دل کو جو کعبی کی ملے — سنگ اسود داغ سودا ہو گیا

جان شیرین ہنسے کس سختی سی دی — نیمچہ قاتل کا دونا ہو گیا

دیکھکر شب کو رخ پر نور یار — شمع کا شعلہ پتنگا ہو گیا

کہینچ کر تصویر روی یار کے — اور ہی مانی کا نقشا ہو گیا

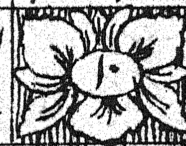
لے اوڑا تجھکو ترا حسن شباب — ابتو عالم ہی نرالا ہو گیا

روتے روتے چشم نابینا ہوئی — یہہ کنوان ٹوٹا تو اندھا ہو گیا

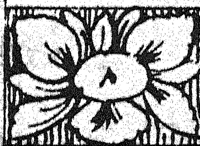
ضعف کے بڑھنے سے ہمکو ای جنون — خانہ زنجیر صحرا ہو گیا

جای عبرت ہی جہان بی ثبات — دیکھتی ہی دیکھتی کیا ہو گیا

کیون چڑھا منہہ پر مین تیغ یاس کے — سفت مین خون تمنا ہو گیا



ای صبا یہہ ہی لکھا تقدیر کا — ہمسے اور اوسنے مچلکا ہو گیا



شعر مین یار کو ہمنی جو چھلاوا باندھا — زلف کو موج رم آہوی صحرا باندھا

عشق گیسو مین یہہ مضمون جنون زا باندھا — دل کو مغز سر آمادۂ سودا باندھا

ہمنے تا نظر دیدۂ دشمن ہی سے — کلیہ یہہ ہی کہ شیرازۂ اجزا باندھا

مجھسے لاغر کو بنایا ہدف تیر نگاہ — یارنے بال سے باریک نشانا باندھا

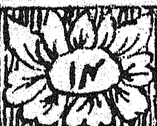
حسن نے چاند کا ہالی مین دکھایا عالم — خوبرویون نے تری گرد جو حلقا باندھا

جامہ یار کی پائی نہ صبا نے خوشبو — تجھہ غنچہ و گل باغ مین کہولا باندھا

طاق عقل کو سعد ور رکھا زاہد نے — پر پرواز مین تسبیح کا ڈورا باندھا



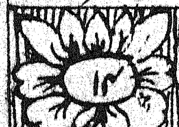
ای صبا قلعۂ ہستی ہی جو دم بھر اپنا
بڑھ سکے دو چار قدم موت کا آگا باندھا



یہہ ہی نشان عشق کدورت مآل کا — تربت ہماری ڈہیر سے گرد ملال کا
شاکی ہون گردش فلک بد خصال کا — آئی شب فراق گیا دن وصال کا
ہی بی ثبات دور ہے پرتگال کا — جام بلور رہا تہہ پہ شعلہ ہی رال کا
عاشق ہزارون یون تو ہوئی صلوۂ چشم — چہرہ مگر بحال رہا خال خال کا
جمشید اپنی وقت کا ہون مین بہر مست — جام جہان نما ہی پیالہ سفال کا
کو لیہ مین گردش نگہہ یار سی پیا — تل تیل ہو کی بہگیا چشم غزال کا
آتی ہی کسکو نیند مری انجمن کیطرح — سنگ فسانہ یار کی حسن جمال کا
مجہہ مست کی ہی حال پہ کیا کیا عنایتین — ساقی کا مین غلام ہون بندہ کلال کا
شبنم جو گرتی ہی تو اوٹھاتا ہی آفتاب — پرسان نہین وہ عاشق گریہ کو حال کا
میری فروتنی مجہی معراج ہو گئی — حاصل ہوا زوال مین رتبہ کمال کا
طوبیٰ کی مرتبے سے دوبالا ہو مرتبہ — سایہ پڑے جو سرو پہ اوس نونہال کا
ہوکر اسیر باغ عدم سی ہم آئی ہین — رشتہ نہین حیات کا ڈورا ہی جال کا
پیغام وصل پر وہ مری بوٹیان اوڑاتین — دانتون سی دین جواب بان سوال کا



شانی کیطرح سی دل صد چاک ای صبا
بند ہوا ہی اونکے گیسوونکی بال بال کا



عشق کا غم نہ گیا حسن کا غمزا نہ گیا — میرا رونا نہ گیا آپ کا ہنسنا نہ گیا
ہوئی تشخیص مری دل کی نہ عیسی سی بہی — عرش تک چرخ چہارم سی مسیحا نہ گیا
دہیان تہا سبکو وہ بہ چین گی سفر سے آگے — چار اونگل کا بہی پرزا کبہی لکہا نہ گیا

کوی جانان مین رکھی ضعف نے ثابت مجھے
مثل نقش کف پا بیٹھ کی اوٹھا نہ گیا

ہم وہ می کش ہین کہ دم اپنا [illegible]
ہاتھ ساقی کا جو تا گردن مینا گیا

چھوڑ کر مجھکو تڑپتا وہ سدھارا گھر کو
حال میرا مری بیرحم سے دیکھا نہ گیا

اوس شہ حسن کی ہین تابع فرمان معشوق
حکم محفل کا ہوا شمع کو پروانہ گیا

صحبت می نہ رہی عشرت وصلت نہ رہی
پاس ہی یار گیا ہاتھ سے پیمانہ گیا

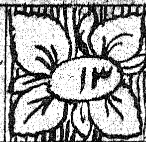
مثل دیوانہ بہت شاہد آبی کف لائی
وہ پری سیر کو جس دن لب دریا نہ گیا

ہو گیا رشک سی اپنا دل حیران صد چاک
روبرو اونکے جو آئینہ گیا شانہ گیا

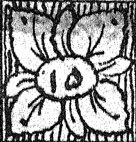
کچھ بھی ای دل ہی اثر عشق تیرے نالے مین
کوئی نالہ طرف عالم بالا نہ گیا

خاکساری مین ہمیشہ مین رہا سرگشتہ
کون سی جا صفت خاک کف پا نہ گیا

لاغری نی مجھے سایہ جو بنایا تو گیا
چڑھ کی دیوار پہ گھر مین تری اوترا نہ گیا



ای صبا گوشۂ زندان مین مکدر مین رہا
خاک اوڑاتا طرف دامن صحرا نہ گیا



توڑ کر سینہ ہمارا دل مضطر توڑا
نگہ یار نے برچھی کے برابر توڑا

یار نے آکے مری نعش پہ زیور توڑا
باندھا تار آنسوؤن کا رشتہ گوہر توڑا

زر سے مطلب نہین مجھ مست کو ای اہل دول
دیکھ لی رکھ کی بط می کی برابر توڑا

کہکشان ہالہ نگ ہی منھ چاند ہی خال اختر مین
ہالہ ہی تیری گلی مین مہ انور توڑا

سر زمین کوچۂ جانان کی چھوڑائی مجھسے
آسمان غم کا فلک نی مری سر پر توڑا

سرکشی نفس کی موقوف ہوئی فرقت مین
ضعف نی زور کیا دیو کا لنگر توڑا

نہ چھٹا یار نے احوال شکستہ میرا
خط کی پرزے کئی بازوی کبوتر توڑا

رہا اس آئی مجھی گو دل کا نشانہ بنا
لای سفاک بیاکی کی برابر توڑا

دیکھنے والون کی محفل مین یہ کیون آئینہ توڑ
رقص مین لی جو وہ رقاص سنگھو توڑا

سرد یار مین ہم دیکے سبکدوش ہوئے
کوچۂ کٹوا کی بڑا پاون کا لنگر توڑا

نشہ مین وہ لب میگون جو مین یاد آئی
خشت خم سی لب جام مئی احمر توڑا

محتسب آنہ تعلی پہ گرا کرنے کو
جام توڑا کہ فلک سی کوئی اختر توڑا

چشم تر مین کبھی ہوگی نہ کمی اشکونکی
موتیون کا نہین ڈالیگا سمندر توڑا

خوف کی جا ہی نہ چھیڑ دل سوزانکو مری
آگ بہیلی جو کسی نے کہین اخگر توڑا

ای صبا وہ در مقصد ترا بر لائینگی
پر جبریل نی جنکی لئے گوہر توڑا

۱۴ ۱۳

قلقل شیشہ ہی بلبل کی صدا سی پیدا
نشہ ہوتا ہی گلستان کی ہوا سی پیدا

گرد غم کا ہی سبب حرص و ہوا سی پیدا
آندھیان ہوتی ہین تحریک ہوا سی پیدا

سرخ پوشاک اوتارا ہی گلی سی قاتل
خون ہوتا ہی مزار شہدا سی پیدا

بار الفت کا سنبھالا نہین جاتا مجھسے
سر گرانی ہی مری لغزش پا سی پیدا

دہن یار کا مضمون جو نکالا ہمنے
واہ کیا بات ہوئی فکر رسا سی پیدا

عارض یار مین منہہ صاف نظر آتا ہی مجھے
صورت آینہ ہی جوش صفا سی پیدا

سنبل باغ جنان سی ہوئی پیشانی جبین
سلسلہ ہو جو تری زلف رسا سی پیدا

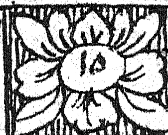
شرمگین آنکھون کی بوسی لئی گستاخی سے
گدگدی دل مین ہوئی اونکی حیا سی پیدا

پھر ہی ولولی ہون پھر وہی گلگشت چمن
پھر وہی جوش ہو تاثیر ہوا سی پیدا

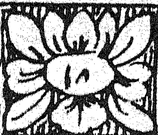
رنگ خون شہدا کا نہ چھپا ای قاتل
کی لگاوٹ تری ہاتھون نے حنا سی پیدا

لو مبارک ہو تماشای چمن بلبل کو
آمد فصل بہاری ہی ہوا سی پیدا

کوہی قاتل مین ہمین شوق شہادت لایا
للہ سمجھ ہوئی راہ قضا سی پیدا



اے صبا ہجر میں گلگشت سے دم رکتا ہے
خفقان کیوں نہ ہو بلبل کی صدا سے پیدا



گھر سے وحشت میں جو میں چاک گریباں نکلا
کوہ فرہاد سے مجنون سے بیابان نکلا

ملک الموت نے دی ہچکی بیمار کیا دی
دم ہمارا ترے زانو پہ جو اے جان نکلا

تنگ ہوس ہوئی جامہ دری میں خارج
تا بدامن مرے ہاتھوں سے گریبان نکلا

چشم سفاک میں سرمے کا نہیں دنبالہ
عاشقوں پر ہے نشان صف مژگان نکلا

الفت کوچۂ جانان نے کیا خانہ خراب
برہمن دیر سے کعبہ سے مسلمان نکلا

دیو غم روز جدائی کا نہ سر سے اوترا
سایہ کی طرح مرے گھر سے پری خوان نکلا

میرے اشعار سے مضمون رخ یار کھلا
بے احادیث نہیں مطلب قرآن نکلا

روز و شب فرقت جانان میں بسر کی ہم نے
تجھ سے کچھ کام نہ اے گردش دوران نکلا

آستین ہر گھڑی چڑھتی ہے مری دامن پہ
دست وحشت بھی برابر ستم دستان نکلا

ہے مقابل جو ہے اے گل دل پر داغ اپنا
آئینہ جوہروں سے کیا چمنستان نکلا

ڈھیر پھولوں کا چڑھا ہے عاشقوں کی قبر پر
جانب گور غریبان جو وہ خندان نکلا

جوش وحشت میں ہے ہم جامہ درونکی تجلیل
برہنہ کتم عدم سے ہر اک انسان نکلا

حال ہو زتپ فرقت کا ہوا جب روشن
شمع سان رشتۂ جان رشتۂ سوزان نکلا

دیدۂ مور میں اعلے ہوئی ادنی ادنی
ایک اک مور بھی رتبے میں سلیمان نکلا

خلق کیوں دولت دنیا پہ لٹی مرتی ہے
گنج کس فرقے کا گنج شہیدان نکلا

طفل معصوم ہے انساں کی اجل حافظ ہے
دشمن جان جسے سمجھے تھے نگہبان نکلا

خندۂ بے محل انسان کا ہے باعث نقص
بد نما ہے جو لبوں سے رہے دندان نکلا

بحث نالہ رہی مرغان چمن سے کیا کیا
اے صبا پر نہ بخار دل نالان نکلا

۱۶ ۱۴

عازم دشت جنون ہو گئی مین گھر سے اوٹھا
پھر بہار آئی قدم پھر نئے سر سے اوٹھا

عمر بھر دل نہ مرا یار کے گھر سے اوٹھا
بیٹھا دیوار کی نیچی جو مین در سے اوٹھا

جوش گل بادِ بہاری کی اثر سے اوٹھا
بار صد بار ہر اک شاخ شجر سے اوٹھا

گیسو اونکی جو رخ رشک قمر سے اوٹھا
پردۂ ظلمت شب روی سحر سے اوٹھا

سبب رحمت حق ہو گیا مین تر دامن
ابر چھایا جو دھوان نار سقر سے اوٹھا

ہمنشین ملک عدم کو گئے میلے کیطرح
جا کے پہونچا وہین جو یار ادہر سے اوٹھا

ہو گیا عالم بالا سے بھی بالا پانی
جبکہ طوفان مری دیدۂ تر سے اوٹھا

کوہ غم چرخ ستمگر نے مری سر لادا
بار جب کاو زمین کی نہ کمر سے اوٹھا

عشق گیسو نے نہ چھوڑا دل پر داغ اپنا
بیٹھ کر سانپ نہ گنجینۂ زر سے اوٹھا

جاتی ہی وصل کی شب کے مجھے سر سام ہوا
درد سر نالہ و فغان سحر سے اوٹھا

پڑ گئی دھوم زمانے مین قیامت آئی
فتنہ ایسا مری نالون کی اثر سے اوٹھا

ہجر ساقی مین جو یاد آئی مجھی بادہ کشی
ابر کی طرح دھوان داغِ جگر سے اوٹھا

۱۷ ۱۲

گریۂ الفت دندان مین صہبا ڈوب گیا
آج طوفان نیا آب گہر سے اوٹھا

بجلی کمان مین اونکی نظر سے نکل گیا
اک تیر تھا کہ صاف جگر سے نکل گیا

خود رفتگی ہی چشم حقیقت جو وا ہوئی
دروازہ کھل گیا تو مین گھر سے نکل گیا

محو جمال رہ گئی ہم کچھ خبر نہین +
آیا کدہر سے یار کدہر سے نکل گیا

کیسا ہوا ہوا میرے رونیکو دیکھکر
دامان ابر دیدۂ تر سے نکل گیا

رونے سے ہجر یار مین تسکین ہو گئی
دل کا نجار دیدہ تر سے نکل گیا

آخر کیا اخیر شب وصل نی مجھے
دم پہلے بانگ مرغ سحر سے نکل گیا

اونھون نے مجھکو آتش غم سی نجات دی ‫ ‫مانند دود نار سقر سے نکل گیا

دکھلایا ناتوانی نی گھر یار کا مجھے ‫ ‫مثل نگاہ روزن در سے نکل گیا

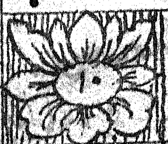
ساقی کی چشم مست نی ایسی ہوئین اوڑاے ‫ ‫شعلہ سا ایک آتش تر سی نکل گیا

جوبن سی ڈھل چلی ہین کمان اوسکے کی چال ‫ ‫وہ پیچ اونکے موی کمر سے نکل گیا

اوس گل کی داغ عشق نی ایسا کیا گداز ‫ ‫کھل کھل کی مغز شمع کی سر سی نکل گیا



مشکل ہی ای صبا پہ کرو جبر اختیار
رہی خیر دل جو عشق کی شر سی نکل گیا



سر کشش کوئی ہو کبھی برپا نہین ہوتا ‫ ‫انجام برے کام کا اچھا نہین ہوتا

سچ ہے ہین یار ہویدا نہین ہوتا ‫ ‫وہ عقدۂ لاحل ہی کہ جو وا نہین ہوتا

ساقی تری سب دیکھ لی تعظیم تو ہم نے ‫ ‫خم جام کی آگے سر مینا نہین ہوتا

ہی دید کی قابل مری اشکونکی روانی ‫ ‫بہادون کا یہ سیلاب دریا نہین ہوتا

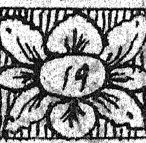
معدوم ہوئی جاتے ہین ہم فکر کی مارے ‫ ‫مضمون کمر یار کا پیدا نہین ہوتا

گردش سی زمانہ کبھی خالی نہین رہتا ‫ ‫کس دن تہ و بالا یہہ ہنڈولا نہین ہوتا

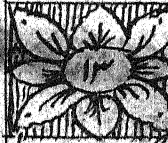
کس طرح سی ہم جان فدا کرتی ہین تم پر ‫ ‫یہہ دل نہین ہوتا یہ کلیجہ نہین ہوتا

ناصح سے یہ کہتے ہین تری زلف کی وحشی ‫ ‫بی مغز وہ خود ہی جسے سودا نہین ہوتا

نادان ہین جو رکھتے ہین امید کسی سے ‫ ‫جز ذات خدا کوئی کسیکا نہین ہوتا



ہوتی ہین صبا سینے مین گھری مری لگی
پہلو مین جو وہ چاند کا ٹکڑا نہین ہوتا



بزم قاتل سے نہ بیٹھونگا مین زنہار جدا ‫ ‫شمع سان سر مری گردن سے ہو بار جدا

رخ دلدار سی ہو گیسوی دلدار جدا ‫ ‫روز روشن ہو جدا اور شب تار جدا

دشت وحشت مین مری ساتھ سی آبلہ کیونکر — پاون پڑ گئی ہوئی آبلوں سے خار جدا

کیونکر ای حور پری سی ہین تجھی لنتی ہوئی — چشمہ نور جدا ہی گرہ تار جدا

مار رہزن ہی کوئی کوئی کمند عیار — پیچ کرتا ہی تری زلف کا ہر تار جدا

دیکھیی آج وہ تشریف کہان فرماتین — ہمسے وعدہ ہی جدا غیر سی اقرار جدا

دانت مدت سی مرا ناوک قاتل پر تھا — دہن زخم سی کیا ہو لب سوفار جدا

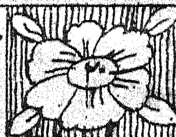
گرد کلفت جو پڑی گوشہ غربت کو سجھ — میان ہی زنگ مین ہوتی نہین تلوار جدا

مجھکو ڈر ہے نہ کہین چاند گہن مین آجائی — زلف شبگون رخ روشن سی کہین یار جدا

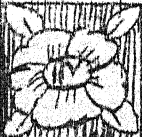
ساتھ چھوڑون مین تمہارا یہ نہین ممکن ہی — غیر ہا تکھو کہین ہوتی ہین وفادار جدا

حال دل کیا مین کہون پاس ہی رہنے کے — ایک دم یار سے ہوتی نہین اغیار جدا

دور سی ابروی قاتل کا اشارہ ہی سمجھی — پاس سی چاہیے دیوانی کی تلوار جدا



جان کی ساتھ صبا عشق بتونکا رکھو
مثل شہرگ کی گلی سی نہوز نہار جدا



غیر سے ہنستا ہے جانان میرا — دیو سی خوش ہی سلیمان میرا

کیون ہو جامہ دری کا مانع — ہاتھ میلا ہی گریبان میرا

پا ہی جانان مین لگاتا ہون حنا — ہاتھ ہی پنجہ مرجان میرا

خط کی سودی مین ہوا ہون لاغر — خانہ مو ہی زندان میرا

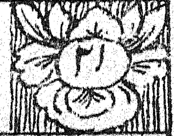
کیا بنایا ہی بتون نے مجھکو — نام رکھا ہے مسلمان میرا

فیض باران کرم سے تیرے — ہو گیا نامہ عصیان سبز میرا

ہر بگولی یہ ہے مجنون کا گمان — کیا جنون زا ہی بیابان میرا

ہڈیان کیون دہن گور مین جائین — میہمان ہو سگ جانان میرا

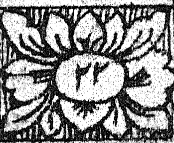
آئینہ بھی ہی ترا محو جمال — صاف ہی دیدۂ حیران میرا
صید ہی آہوی مضمون اسکا — کاواک ہی شیر نیستان میرا
ابتو صاحب کی ہوئی خاطر جمع — سن چکے حال پریشان میرا
گل مقصود کا سودا ہے مجھے — صحن گلشن ہی بیابان میرا
سحر وصل کی مانگون جو دعا — بھور کردی شب ہجران میرا



بوسہ دیکر وہ صنم کہتے ہین +
یاد رکھیے گا یہ احسان میرا



اشک افتادہ نظر آتی ہین سارے دریا — سیل گریہ نے یہ نظرون سے اوتاری دریا
دیکھیں گر مری اشکون کی شراری دریا — خشک برسات مین ہون خوشکی ماری دریا
دونون چشمون سے مری اشک بہا کرتی ہین — موج زن رہتا ہے دریا کی کناری دریا
رغبت اوس ترک کو مچھلی کی کبابونسی نہین — آتش شوق سی شیخی نہ بجھاری دریا
کام اشکون کی روانی سی نہ نکلا آخر — جستجوی در مقصود مین ماری دریا
جسکو غیرت دی اوسی پھر نہ کری بی عزت — گلہ پھر نہ حبابون کی اوتاری دریا
ساتھ غیرونکے وہان تم تو نہانے کو گئی — روی یہان ہم غم فرقت مین تمہاری دریا
حاصل گوہر مقصود ہے رونے سے مجھے — دیدۂ تر کے بدولت ہی اجاری دریا
آنکھ سے مجھکو بلاتا نہین وہ قلزم حسن — چشم گرداب سے کرتا ہی اشاری دریا
بار الفت کو جو لی سر پہ تو نکلے نہ کبھی — تا قیامت کمر کوہ جو دھارے دریا
جب مین روتا ہون نظر آتا ہی پانی پانی — دم گریہ مری آنکھونسے ہین جاری دریا



فرقت یار مین کیا سیر کرین دریا کی +
ای صبا دیدۂ گریان ہین ہماری دریا



شام سی حال عجب تا بسحر ہمنے کیا
کس خرابی سی شب غم کو بسر ہمنی کیا

ناتوانی مین جو رو روکی عدم اپنا توڑا
سمجھی ہم قلعۂ فولاد کو سر ہمنی کیا

بیستون پہ کبھی ٹھہری کبھی تا نہ گئی
کون سی جا نہین جس مین گذر ہمنی کیا

پونچکر بادہ کشتی مین لب گلگون اونکی
پنبۂ شیشۂ می کو گل تر ہمنے کیا

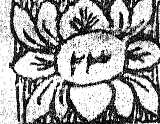
مہر کیطرح سی تہر گئی گلہای چمن
صبحدم نالہ جو ای مرغ سحر ہمنی کیا

خرد سالی ہی مین بازیچۂ ہستی سی چلے
اشک کیطرح سی طفلی مین سفر ہمنی کیا

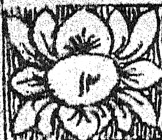
پردۂ دل مین ہوا چادر مہ کا عالم
جب تصور ترا ای رشک قمر ہمنے کیا

طپش عشق سی گھر دلمین کیا اونکی
آگ کیطرح جسے پتھر مین گذر ہمنے کیا

شیشۂ می کی لیے شیشۂ دل کو توڑا
چور ساغر کے لیے کاسۂ سر ہمنی کیا



ای صبا کیکے اغیار کا جی چھوٹ گیا
تیغ سفاک سی جبدم نہ حذر ہمنے کیا



خوبرویون سی دل صفا نہ ہوا
آئینہ صورت آشنا نہ ہوا

وہ پری محبۂ فقیر کا نہ ہوا
نقش جب نقش بوریا نہ ہوا

قبل تخصیص چاہیے تعمیم
بعد یوسف ترا دوانہ ہوا

بوسۂ خال پا کے سیر ہوئی
ہمکو خرمن یہ ایک دانہ ہوا

کس طرح سے ہوئی جہتوں کو فروغ
اسپ چوبی چراغ پا نہ ہوا

وہی زخم سے بے زبان رہا
شکر قاتل کا کچھ ادا نہ ہوا

شب ہجر آئی روز وصل گیا
منقلب عیش کا زمانہ ہوا

خوض ہی سر حسن مین بیجا
فکر کیا ہے دہن ہوا نہ ہوا

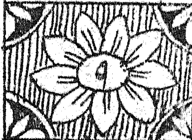
ان بتون سے سوای نقصان کے
خاک بھی ہمکو فائدہ نہ ہوا

اونکا تیر نگہ قیامت ہے
سامنے جو ہوا نشانہ ہوا

رہگئی حسن عشق مین اک لاگ
آج تک قصہ فیصلا نہ ہوا



مر گیا مین خیال مین جنکے
دو میان میرا او نہین فرا نہوا



ہجر مین تڑپا ہون مین صورت بسمل کیا کیا
دیکھنی کو تری لوٹا ہی مرا دل کیا کیا

داغ لالی کو چمن مین دیئے کیسے کیسے
شمع کو اوسنے جلایا سر محفل کیا کیا

وعدہ وصل نے تسکین دی کیسی کیسی
درد فرقت مین رہی ہم متحمل کیا کیا

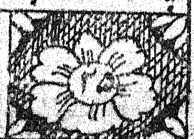
عشق کو عاشقون کی دلمین کیا کس طرح
جن کو شیشی مین اوتار کیے عامل کیا کیا

ہجر سی جان بچی وصل ہی اوسبت ہی ہوا
ہیری یا اللہ کی حل کی مری مشکل کیا کیا

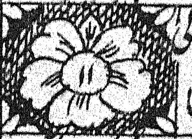
عکدہ بزم طرب ہوگی تری اوٹھنی سے
کف افسوس مین گی نہ جلاجل کیا کیا

نقش پا جو ہی مرا ہی وہ لہو کا چشمہ
خواب رولاتی ہے مجھے دوری منزل کیا کیا

چاندنی رات مین چڑھتے ہین جو کوٹھی پہ
داغ کھاتا ہی فلک پر مہ کامل کیا کیا



ای صبا جامہ دری دیکھنی کو مجنون کی
چاک لیلی نی کیا پردہ محمل کیا کیا



دکھائی رندون کو نیرنگی شراب گھٹا
پی کڑک کری طاوس کو کباب گھٹا

گہہ آئینہ ہوا گہہ دیدہ پرآب گھٹا
کبھی پڑہا کبھی دریای اضطراب گھٹا

عزیز آئی نہ رونی کو میرے تربت پر
بہا کی اشک ہوئی داخل ثواب گھٹا

نہین ہے جابجون کو میکشی کی کیفیت
گئی حرم کو تو ہوگی بہت خراب گھٹا

سقر ہی باغ جہان گزرا تشین ہی برق
فراق مین ہی مری جان کو عذاب گھٹا

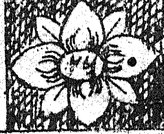
تمہاری زلف نہ گرد اناف تک پہونچے
ہوئی نہ چشمہ حیوان سی فیضیاب گھٹا

زوال حسن فی سودای زلف کو کھویا
بڑھا خط آپ کا تو نرخ مشک ناب گھٹا

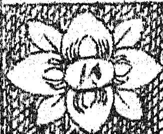
ہوای سرد ہی باد سموم کا جھونکا
ہو خاک آب تو ابر ہی ہی شراب گھٹا

فراق یار مین بیکار سب ہین ای ساقی
پیالہ شیشہ گر گل بیکدہ شراب گھٹا

کسی کا منہ نہ زلف سیاہ یاد آیا
کبھی جو آگئی بالاسے آفتاب گھٹا



تری کمر کی لچک پہ تڑپتی ہی بجلی
ہوای زلف مین کھاتی ہی پیچ و تاب گھٹا



نہ چھوڑیگا جو سونا مدل کی کروٹ کا
تو سر ہی ہند یکا اور پایہ ہی چھپر کھٹ کا

کلام کیا ساقی سے جب کا دٹ کا
زمین پہ ہاتھ سی جام شراب دی پٹکا

ہوا مین شیفتہ گیسوی یار کی لٹ کا
اوٹھایا پیچ پڑا پڑ گیا بڑا جھٹکا

شہید عشق کی مٹی بہت خراب ہوئی
نہ تکیی کا سر امر دہ ہوا نہ مرگھٹ کا

بغیر یار مین گلگشت مین ہلاک ہوا
رغل تری کوئی غنچہ جو باغ مین چٹکا

چمن مین دیکھ کی تمکو بہت اکڑتا ہی
لگاؤ سرو پر ای جان ہاتھ پایٹ کا

کسی نے معرکہ عشق مین نہ ساتھ دیا
ہمارا سایہ رہا ہے تیر بھر ہٹکا

نہ نازنین ہین کہ بیچی وہ لف چھوڑتی ہین
کمر مین باندھتی ہین پہلے کھینچکر پٹکا

بغیر یار ہی پینا حرام ای ساقی
لنڈھا دی مار کی ٹھوکر شراب کا مٹکا

ہماری ڈسنی کو مار سیاہ بنتے ہے
تمھاری زلف کا ادنی ہیہ ایک ہی لٹکا

عنا سیکمن گی نہ ہرگز مری نوشتی بھی
مین خوب جانتا ہون حال آپ کی ہٹ کا

پڑیگا سامنا تج کا تری جو ای گلرو
بنی گا خر مین گل ڈھیر کوڑی کرکٹ کا

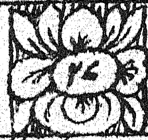
پڑی ہین عشق کی کھڑاگ مین ہم ای منظور
کسی خیال ہی وحدت ترانہ ترٹ کا

شراب جیش کدورت مآل ہوتی ہے
اخیر دور مین چلتا ہی جام تلچھٹ کا

بلایا خاک مین کیا اپنی نفس سرکش کو
اوڑھا کی ہی فلک کو زمین پہ بوی جھٹکا

عروس گل پہ ہستی کا گمان ہوتا ہی
فراق یار مین سنبل ہوا ہی جھنگا

شراب صاف مبارک زلال نوش لبکو
فقیر مست ہون مین مستحق ہون جھنگا




بغیر یار کی رلوایا باغ مین شبنم کو
چراغ گل مری آنکھون مین ای صبا اشک کا

جلوہ ہی ہر اک رنگ مین ای یار تمھارا
اک نور سے کیا مختلف آثار تمھارا

ہوتا نہ یہ بندہ جو خریدار تمھارا
رونق نہ پکڑتا کبھی بازار تمھارا

دل ہو مری قابو مین جو ای یار تمھارا
سایہ بھی نہ دیکھین کبھی اغیار تمھارا

کس منہ سے ہی کہتا ہون الٰہی ہم رحمت
لو جاو تم اللہ نگہدار تمھارا

تلوار کو جب دیکھتا ہی سر پہ چمکتی
جلاد یہ کہتا ہے گنہگار تمھارا

طعمہ جو دیا تنے مری طائر دل کا
شہباز نظر ہو گیا طیار تمھارا

ای شمع سامان سواری پہ نہ بھولو
اوڑ جائیگا اک روز ہوادار تمھارا

ہوتی ہی نہین شربت دیدار سے سیری
پیاسا ہے بہت تشنۂ دیدار تمھارا

ای پردہ نشین تم مری آنکھون مین چھپی ہو
نظرون مین ہی ہر روزن دیوار تمھارا

تم قتل کروگے جو مجھے تیغ نگہ سے
منہہ دیکھکے رہجائیگی تلوار تمھارا

ہو مد نظر تیر نگہ کا جو لگانا
تو وہ بھی ہر ایک کماندار تمھارا

بوسے لب شیرین کی عنایت نہین کرتے
پرہیز مین مرجائیگا بیمار تمھارا

لہراتا ہی دل کو رخ رنگین کا خط سبز
سرسبز ہمیشہ رہے گلزار تمھارا

مغرور بہت حسن پہ تھے خط نکل آیا
اللہ نے توڑا بت پندار تمھارا

وصل ایکطرف ایک بھی بوسہ نہین ملتا
کیا یاد کریگا کوئی ای یار تمھارا



فریاد بتون کی جو صبا عرش کو کرتی
اللہ بھی ہوتا نہ طرفدار تمہارا



یار گل اندام سے پیالہ جو خالی ہو گیا
جب سے عیش وصل مضمون خیالی ہو گیا
قتل فرقت مین مین رند لاابالی ہو گیا
جان دیگر جنگ ہفتاد و دو ملت سے بچے
رقص جب کرنی لگی ہم مست دیوانہ بانکر
ہوی میری اشعار نی زینت بخشی ای کان حسن
ہو گیا مین قتل اونکا نام لیکر پیار سے
چرخ مینائی نی مستونسی تنگ ظرفی جو کی
قتل مجھکو یار نے حسن تواضع سے کیا
شکل ماہ چاردہ روشن گری حال عیان
سیکڑون غمزی جو اک ساغر کو دینی مین کیے
فصل گل مین ہاتھ سے جاتا رہا اپنا مزاج
ہجر مین کیفیت گلزار مجھکو ہم ہوئی
مل دیا مینی جو اونکے چاند سے منہ پر گلال
کی جو اوس گل نی ہماری باغ دیوانگی
ہر طرف غم کر دیا دکھلا کی اونسے صاد چشم
کھو دی دور چرخ نی کیفیت روز وصال
معتقد ہون اے صبا مین عرش کے اللہ کا

سو کہہ کر مین شکل تصویر نہالی ہو گیا
نالہ موزون میان مصراع عالی ہو گیا
منہہ سر و ہی کا لب جام سفالی ہو گیا
فتح پائی قلعہ ہستی جو خالی ہو گیا
شیشہ می شمع فانوس خیالی ہو گیا
گہ شوارہ ہر در مضمون عالی ہو گیا
مجھکو سیفی یار کا اسم جمالی ہو گیا
مجھکو جام شراب پرتگالی ہو گیا
قامت خم گشتہ شمشیر ہلالی ہو گیا
داغ دل کا باعث صاحب کمالی ہو گیا
عاشق ساقی مین رند لاابالی ہو گیا
جوش سودا باعث بد اعتدالی ہو گیا
جام ہر لالی کا افیون کی پیالی ہو گیا
تیغ خون آشام ابرو کی ہلالی ہو گیا
مصرع تر اپنا ہر اک خشک سالی ہو گیا
چہرۂ عشاق کو حکم بحالی ہو گیا
ایک دم مین ساغر لبریز خالی ہو گیا
شیر جسکی معجزے سے شیر قالی ہو گیا

ہوای یار مین گیا دل کو اضطراب رہا
چکور چاند کے خاطر بہت خراب رہا

تپ فراق مین یہہ حال اضطراب رہا
کہ ضعف سی صفت موجۂ سراب رہا

ہمیشہ کوشش دنیا مین اضطراب رہا
بہت خراب دل خانمان خراب رہا

ہوتی تھی جس سی چکا چوند چشم موسی کو
ہماری آنکھ کا تلا وہ آفتاب رہا

نہ برشکال مین جب تک شراب پلوائے
بلا کی طرح سی سر پر مری سحاب رہا

ہم اپنی حال پہ روتی ہین اب ضعیفی مین
خوشا وہ عہد کہ طفلی رہی شباب رہا

نہ مستفیض ہوئی آب تیغ قاتل سے
ہمیشہ بار پہ دریای اضطراب رہا

فروغ داغ محبت کبھی نہ پائیگا
عبث جہان مین جلنے کو آفتاب رہا

رہا دماغ مین گیسوی یار کا سودا
برنگ خواب پریشان مرا شباب رہا

وہ بادہ نوش تھی پیری مین بھی [illegible]
شراب خم مین رہی شیشی مین [illegible]

ملائی خاک مین کیون دلکی منزلت تو نے
یہہ وہ مکان ہی جو عرش کا جواب رہا

ہر اک مقام پہ نقش و نمار ہی دل کی
چمن مین پھول رہا بحر مین حباب رہا

خطا گیا نہ عشق مصحف رخ یار
نہ وہ کتاب رہی اور نہ وہ حساب رہا

ہمیشہ قلزم ہستی مین صورت [illegible] مین
کبھی تو موج رہا اور کبھی حباب رہا

یہہ وہ فلک ہی کہ جسکی سبب سے عالم مین
نہ ایک حال پہ دور روز ماہتاب رہا

ق

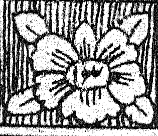
خوشی وہ کون سی دی جسکی بعد غم نہ دیا
ہمیشہ سر پہ فلک بر سر عتاب رہا

عجیب طرح کی حوادث ہین بحر ہستی مین
ہر اک کا حال یہان مثل نقش آب رہا

کمند لیکی وہین موج ہو گئی موجود
جہان ذرا سر او شاہی ہوی حباب رہا



برنگ موج ہوای صبا ہوی تھی خلق
رہی جہان مین جبدم تک اضطراب رہا



کیون اونکی چال دیکھی جو یہ حال ہوگیا
مین آپ اپنی ہاتھہ سی پامال ہوگیا

کچھہ قیس سی بھی بڑہ کی مرا حال ہوگیا
کس قہر کا جنون مجھی امسال ہوگیا

مین بدنصیب غیر خوش اقبال ہوگیا
یہہ آپ کی مزاج کا کیا حال ہوگیا

مژدہ سنا ازل کو جو بلبل کی عشق کا
ماری خوشی کی چہرۂ گل لال ہوگیا

دریا بہا مری عرق انفعال کا
کاغذ کی ناؤ نامۂ اعمال ہوگیا

ہاتھ [illegible] نی کہا
پاپوش سی اگر کوئی پامال ہوگیا

آنکھون [illegible] تصویر
جب تار آنسوؤنکا بندھا جال ہوگیا

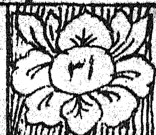
پیری مین اپنا نفس [illegible] ہوا
یوہی بنا جو سانپ کہن سال ہوگیا

ساقی تری کرم سی تشفی مری ہوئی
جام شراب شیر اقبال ہوگیا

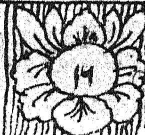
اللہ ری تیری ای بت کافر صفائی تن
زنار صاف آئینہ کا بال ہوگیا

مجھسے فضول خرچ کی ہتھی جو چڑھ گیا
دو دن مین آسمان بھی کنگال ہوگیا

لی لیگی ہمکو یار سی آغوش مین بنا
کیا غم عدو جو چرخ بد افعال ہوگیا



روئی جو یاد گیسوی جانان مین ای صبا
دامان ابر بھیگ کی رومال ہوگیا



بنی ہی تیری زلف سا یا ہمارا
تیا رنگ لایا ہے سودا ہمارا

پڑھی یار غیرون مین نام ہمارا
یہہ قسمت ہماری یہہ لکھا ہمارا

فقیرانہ معبود کی ہی عبادت
یہی بوریا ہی مصلا ہمارا

ہوا اسکی گلبانگ سی ہمکو ظاہر
اوڑایا ہی بلبل نے نالہ ہمارا

نیا سوانگ لائی ہین عشق صنم مین
ذرا کوئی دیکھی تماشا ہمارا

نکل جائیگی سب کجی آسمان کی
کبھی تو پھریگا زمانا ہمارا

وہ میکش تھی ساقی کی الفت کی مارا ق
نہ خم ہوا دفن لاشا ہمارا

دلا یا گیا فاتحہ جام جی پر
ہوا میکدے مین پیالہ ہمارا

شب ہجر مین عرش تک ہل رہا ہی
بہت دور جاتا ہے نالا ہمارا

ہوئی صورت آئنہ جب صفائی
ہوا خود وہ محو تماشا ہمارا

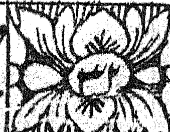
ترے ہاتھ سے واشد دل نہو گی
کھلے گا نہ تجھسے معما ہمارا

فقیر اک سہی قد کا ہمکو جو پایا
ہوا سرو آزاد چیلا ہمارا

کدورت نہین اپنی طبع روان مین
بہت صاف بہتا ہی دریا ہمارا

نہ کی منصفی دہر مین ان بتون نے
رہا روز محشر پہ قضیا ہمارا

سنی گا نہ وہ بت رقیبون کی نالے
رہیگا سدا بول بالا ہمارا



صبا چشم پر آب بادل نہین ہے
جائے گا یہ باد رونا ہمارا



واعظ کی ہین غرور و انسے ڈر گیا
جام شراب لائے ہی ساقی کدھر گیا

سو بار مجھپہ ہجر مین محشر گذر گیا
ابتک نہ آیا خوب مرا نامہ بر گیا

عیسی کا دم تری لب جان بخش پر گیا
بیموت خضر سبزہ عارض پہ مر گیا

بلبل کہان بہار کہان باغبان کہان
وہ دن گذر گئے وہ زمانہ گذر گیا

تیری شب چہاردہم کے بناؤ سے
دو دون مین ماہتاب کا کچھہ منہ اوتر گیا

ابرو سے ایک طفل حسین نے کیا ہلال
کہا یا وہ نیمچہ کہ جگر تک اوتر گیا

چھوٹون کا بادشاہ کہون ای صنم تجھے
یہہ حال ہی کہ بات کہی اور مکر گیا

تازہ دماغ جان گلہ خفقہ سے ہوا
سامان کیا گیا کہ بڑا درد سر گیا

ایسی ہوا چلی مری آہون کی رات کو
سب آسمان پہ خرمن انجم بکھر گیا

ایسی کفن کی قطع پسند آگئی ہمین / دل سی ہماری جامۂ ہستی اوتر گیا

کی صبح جاگ کر تری زیور کی شوق مین / سونا تمام رات کا ای سیمبر گیا

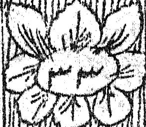
صورت ہماری دیدۂ حیران کی دیکھکر / آئینہ صاف اوسکی نظر سی اوتر گیا

محضر ہماری خون کا ہوگا یہ حشر کو / اچھا ہوا لہو تری دامن مین بھر گیا

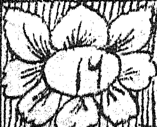
اچھا ہوا جو ہوگئی وحدت پرست ہم / فتنہ گیا فساد گیا شور و شر گیا

کعبے کی سمت سجدہ کیا دل کو چھوڑ کر / تو کس طرف تھا اور ہمارا کدہر گیا

مثل حباب بحر جہان مین نہ دم لیا / اک موج تھا کہ مین ادہر آیا اودہر گیا



پھر سیر لالہ زار کو ہم ای صبا چلے / آئی بہار داغ جنون پھر اوبھر گیا



دیر و حرم مین معتمد و معتبر ہوا / کیا کیا تری طرف سی تری دلمین گھر ہوا

جی یار ہوی گل سی جیبی در در بسر ہوا / نالی سی عندلیب کی ٹکڑی جگر ہوا

بندہ کسی کی یاد مین جب چشم تر ہوا / گردون کے ڈوبنی کا فرشتونکو ڈر ہوا

پیدا ہوئی ہین ہم بھی عرفان کے واسطی / اس آفتاب کی لیئی دور قمر ہوا

جنس وفا کی بو نہین بازار دہر مین / بیوقت اپنا اس گذر مین گذر ہوا

وہ بحر حسن جب مری رونی پہ منفعل ہوا / اشکونکا تار موجۂ آب گہر ہوا

بعد از فنا پتا ہمین یار کا ملا / کیا سازوار ملک عدم کا سفر ہوا

آغاز عشق ہی مین ہمین موت آگئی / آگاہ بھی نہ حال سی وہ بیخبر ہوا

ہم رند و خت رز کو نہ چھوڑینگی بے پیا / ہونی دی یار خیر جو قاضی سی شہر ہوا

اندھا کیا جبھی شب مہتاب ہجر نی / آنکھونکا نور پنبۂ داغ قمر ہوا

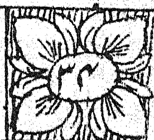
آگاہ تھا کبھی نہوا اوسکی حال سی / جبتک نہ اپنی حال سی مین بیخبر ہوا

نوع دگر کرونگا مین نقشہ جہان کا
ابکی عدم کی سمت سی آنا اگر ہوا

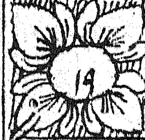
زاہد ہی تھی رہی جو سدا قیل و قال مین
مستون مین کوئی بہی نہ کسی سی خبر ہوا

نالی کیطرح آگی نہ عشاق گرد ہتی
عالم ہی ابتو اور ترا ای قمر ہوا

سیر چمن سی خوب جلی ہم فراق مین
ہر گل برنگ شعلۂ نار سقر ہوا



دیکھا جو سوز جنس شہادت مین ای صبا
قاتل کی ساتھہ ساتھہ مین سیخ کر ہوا



وار ہر دم جو یہ نہین تیغ جفا کا ہوگا
یہہ تو کہیے کوئی مرجائیگا تو کیا ہوگا

کون ہوگا جو نہ محو رخ زیبا ہوگا
سیر کو آپ جو نکلین گی تماشا ہوگا

خوف عقبی نہ اگر ای سگ دنیا ہوگا
یہہ تو دنیا ہی تو عقبی مین بتا کیا ہوگا

عشق کی ہاتھہ ہی اخگر گئی غم مین فروغ
بجھہ گیا دل تو چراغ ید بیضا ہوگا

الفت زلف مین سودا جو ہمارا چمکا
اختر بخت چراغ شب یلدا ہوگا

کشتی مے کیطرف دیکھہ رہا ہی ساقی
لہر آئی ہی تو خیمہ لب دریا ہوگا

بیقراری شب غم مین بچین گی کیونکر
کوئی دم بھر کو جو سنبھلے تو سنبھالا ہوگا

وہ بہی دن ہوگا کہ پہلو مین تو ہوگا
ہاتھہ مین بادۂ گلگون کا پیالا ہوگا

بدمزاجی دل بیمار کی لا حول و لا
روگ لایا تو بہت دق وہ مسیحا ہوگا

گرد غم صیقل دل کی لیے ہوگی اکسیر
خاک مین ملکی یہہ آئینہ مصفا ہوگا

یاربی ڈہب سے رخ ادہر ناوک مژگان کا ہے
دیکھیئی دیکھیئی غربال کلیجا ہوگا

ہجر ساقی مین ترقی جو ہوئی رونیکی
ابر گردون پہ برنگ کف دریا ہوگا

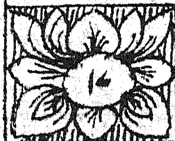
موسم گل مین ہر اک رنگ نیا لائیگا
خفقان یار کو ہوگا مجھے سودا ہوگا

بیطلبی جو ہوئی کعبۂ مقصد کی تلاش
دیدۂ غول ہر اک آبلۂ پا ہوگا

ای جنون بن گئین پاؤن کی رگین زنجیرین مین وہ لاغر ہون کہ مجنون بھی توانا ہوگا
جم گیا رنگ جو ساقی کا بہار گل مین در یہ میخانے کی زاہد کا مصلا ہوگا
دسترس ہوگا جو ای بت نہ تری قدمون تک ہاتھہ ہوگا مرا اور عرش کا پایا ہوگا
دیکھہ پچھتائیگا تو کیون مجھی تڑپاتا ہی آفت آئینگی زمانہ تہ و بالا ہوگا



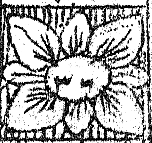
باغ عالم مین جو آہو نکا یہی عالم ہی
ای صبا اور ہی کچھہ رنگ ہوا کا ہوگا



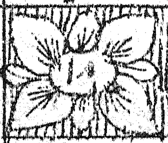
بزم جہان سی عیش ہمارا اوٹھا لیا کیا قہر ہی ہمین نہ خدایا اوٹھا لیا
عقبی کی سمت سی جو دل اپنا اوٹھا لیا کیا لطف تو نے ای سگ دنیا اوٹھا لیا
وہ پست ہین کہ مار لیا آسمان کو جب ہاتھہ مین شراب کا شیشا اوٹھا لیا
میرے جنون کا حال جو لیلی نے کہہ دیا مجنون نے دشت سی عمل اپنا اوٹھا لیا
آمد سنی جو باغ مین اوس بادہ خوار کی گل نی پیالہ سرو نے مینا اوٹھا لیا
روز ازل کھلا جو کتب خانہ بہار سوسن نے وس ورق کا رسالا اوٹھا لیا
اب تو وفا کہین بھی نہین ہی جہان مین وہ حرف اس ورق سی خدایا اوٹھا لیا
کوہ الم کو دیکھیے اور مجھکو دیکھیے کیا بار تو نی اول سے شیدا اوٹھا لیا
برباد چھوڑا جو ہوا مجھہ غریب کا اپنا بھی آسمان نے خیما اوٹھا لیا
اب بھی کہو کہ خاک کشش عشق مین نہین کیون بزم غیر سی مجھین کیسا اوٹھا لیا
حلقہ ملا کمند کا عیار ہوگیا جب آدمی نی ہاتھہ مین کنٹھا اوٹھا لیا
ہم خاک اوس صنم کی کوچی کی اکسیر ہوگئی کیا کیا برہمنون نی شوالا اوٹھا لیا
وہ زہد مین ازل کو جو سرشتی نظر پڑے مینے جھپٹ کی ساغر صہبا اوٹھا لیا
خونبار ہی فراق سی گلپوش ہوگئے گردون سے مینے رنگ خون جگر کا اوٹھا لیا

اٹھایا ہی مری جگر و دل کا حوصلہ
دونون نی ملکے عشق کا صدمہ اوٹھا لیا

جو اشکبار تھی نہ وہ بھی آسمان سے
کشتی کا بوجھ صورت دریا اوٹھا لیا



جو نیہ فلک کی دانت صبانی بٹھا دیے
کیا شب فراق کا صدمہ اوٹھا لیا



ہی اپنی داغ پر اونکی نقاب کا پہاہا
نمونہ ہی گھگلہ آفتاب کا پہاہا

ہمارا زخم جگر دیکھنے وہی قاتل کو
نکالی ہیچ سی رخنہ حجاب کا پہاہا

خدا کیواسطے جام شراب لا ساقی
جگر کی داغ پہ رکھہ آفتاب کا پہاہا

وہ کھاو ہین مری آنکھین کہ بار جن پر
رونی کا پہوہا بنا ہی سحاب کا پہاہا

جو حشر ہو تو جہنم کا داغ کھونے کو
ضرور ہی مری فرد حساب کا پہاہا

بہ ضعفی ہی جو ٹکڑا کتان کا ہاتھہ لگے
بنائین داغ دل ماہتاب کا پہاہا

بتون کی داغ محبت سی یہ دل تنہا
ہوا مری لیے آیا عذاب کا پہاہا

یہ ہی مری دل روشن کا زخم ای جراح
کرنکا صوف ہوا و آفتاب کا پہاہا

…ن ہی داغ جہالت کا اسکی مٹ جائے
ہماری ہاتھہ لگا ہی کتاب کا پہاہا

بجھہ اشکبار کا داغ اور علاج ای جراح
ابھی دکھائیگا ترنا حباب کا پہاہا

خیال حلقہ زلف پری ہی سو دین
جنون کی داغ پہ ہی مشکناب کا پہاہا

یہ حال داغ جگر حشر کو بیان ہوگا
رہی گواہ مری اضطراب کا پہاہا

وہ اشکبار ہون پہوڑا جو دل کا رستا ہے
پہوٹا بنتا ہی چشم پر آب کا پہاہا

عجب مرض کی دوا ہی پری ترا رخسار
یہی ہی داغ جنون شباب کا پہاہا

ہم اپنی داغ جگر کا اگر علاج کرین
مسیح لائی ابھی آفتاب کا پہاہا

وہ رند ہون ہین جہانی جو لی تو دل نی کہا
ہوا یسی زخم پہ جام شراب کا پہاہا

دیا ہے دوری ساقی نی دماغ ای ؟ | بنا شراب کا مرہم کباب کا پہاہا

صبا کی داغ جگر نی یہہ گل کہلایا ہی
کہ بنگیا ہی کٹورا گلاب کا پہاہا

آئی ای گلعذار کیا کہنا — خوب آئی بہار کیا کہنا
مہندی ملکر ہے چوٹ مرجان پر — ہاتھہ لاتا نگار کیا کہنا
مجھسے عاشق کی اور یون نفرین — واہ شاباش یار کیا کہنا
برق بہی ور کنار رہ جائے — ہان دل بیقرار کیا کہنا
لاکہہ بار امتحان عشق کیا — نہ کہا ایک بار کیا کہنا
بحث گریہ مین ابر بول گیا — دیدہ اشکبار کیا کہنا
مین تو روتا ہون آپ ہنستی ہین — یہی ہوتا ہے یار کیا کہنا
سختی عشق جہیل بی ای دل — واہ رے بردبار کیا کہنا
گئے ہم مگر نہ رحم آیا — وہی تیور ہین یار کیا کہنا
خار خار غم دل پر درد — ہے چیخ کر ای ہزار کیا کہنا
کہہ تو للکار لین رقیبون کو — بات رکہہ بے نگار کیا کہنا
جوش الفت مین اور ضبط ای دل — جبر پر اختیار کیا کہنا
یون تو جو گل ہی خوب ہی لیکن — تیرا ای گلعذار کیا کہنا

ای صبا دعوی انا الحق سے
خوب سوچے ہو یار کیا کہنا

نزع مین ہین نہ ادہر آئیگا — ابہی کچہہ سن نہین ڈر جائیگا
آج وعدی یہ ضرور آئیگا — سہے کو کام نہ فرمائیگا

عالی عاشق کی جو سن پائے گا — ہوش اوڑ جاینگے گھبرائے گا

یار اسدم نہ اگر آئے گا — ڈھونڈھیگا تو نہ پھر پائے گا

سیر ہر روز چمن کی کیسی — کچھہ نہ کچھہ رنگ مگر لائے گا

ساتھہ چھوڑینگے نہ سائے کیطرح — ہم بھی جاینگے جدھر جائے گا

بے تکلف ہی ملاقات کا لطف — کبھی تکلیف نہ فرمائے گا

کچھہ جو ہنسیے تو وہ فرماتے ہین — کہین روتے ہوئے گھر جائے گا

چشم حسرت سے جو دیکھین گے ہم — آنکھہ جھپک جائیگی شرمائے گا

چھو نہ جائے مرے آہونکی ہوا — پھول کی طرح سے کمھلائے گا

دیکھہ کر سبزۂ خط آئینے مین — زلف کی طرح سے لہرائے گا

آج اندھیر ہے گر وصل نہو — رات آئی ہی کہان جائے گا

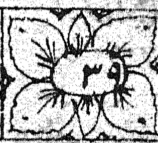
آپ کو غیر بہت دیکھتے ہین — ایک دن دیکھیے پچتائے گا

بیقراری دل عاشق پر — دل تڑپ جائیگا جل جائے گا

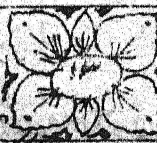
لیے زلف کو دیکھین پڑھکر — مجکو مجنون تو نہ ٹھہرائے گا

حال دل راہ مین سن لیجیے گا — منہہ اوٹھائے نہ چلے جائے گا

نزع مین صلح کی باتین کیسی — ملک الموت سے لڑوائے گا



ای صبا کونی ہو کعبہ ہو کہ دیر
دل جدھر جاے اودھر جائے گا



بستر پر بعد فنا آئے گا — بے محل پاون نہ پھیلائے گا

لاکھہ ہو وصل کا وعدہ لیکن — وقت پر صاف نکل جائے گا

جائین دم بھر کو تو فرماتے ہین — جیا وفی تو نہ کہین چھپائے گا

سرہوئی اسکے ملیع سے آپ +
زلف مشکین سے خطا پائے گا

منکرین آپ وفا ہوگیا +
بیوفا آپ ہی کہلائے گا

اوٹھ گیا دل سے دوئی کا پردا
چھپ کی اب آپ کہان جائے گا

کہکشان صاف بنی گارستہ
آپ توسن کو جو چمکائے گا

رنگ لائیگی نزاکت بڑھ کر
پہول کے بار سے چپائے گا

کیا کرین وصف دہن ڈرتے ہین
منہہ مین جو آئیگا فرمائے گا

زلف کو ہاتھ لگائین گے جو ہم
بیڑیان پاؤن مین پہنائے گا

دیکھین رغبت سی تو کہتا ہے وہ شوخ
کوئی حلوا ہے کہ کہا جائے گا

کیا کیا عشق نے کیون حضرت دل
ہم نہ کہتے تھے کہ پچتائے گا

آپ چلتے تو ہین اٹھکہیلیون سے
کوئی آفت نہ کہین لائے گا

۴۰ ای صبا عشق پریرویان مین
اذیت سے گذر جائے گا ۱۸

بڑہایا آبروی دل سی وہ رتبہ تصور کا
خم گردون بنا ہے سلسلہ تجز نقار کا

خرام ناز کا جلوہ ہوا باعث تحیر کا
بنا ہے نقش پائی یار آئینہ مہ خور کا

یہہ ممکن ہی نہین ہی صورت مقصود پیدا ہو
لگا یا جب مکان دلمین آئینہ تصور کا

تلاش کعبۂ مقصد مین کیا کیا ٹہوکرین کہائین
گری دو دو قدم پر ہم ارادہ باندھ کر جسکا

وہان بھی تو عاشق کی نہین تمہید ہے جی کی
ہوا اللہ اکبر حال یہہ پہنچا تکبر کا

کہلا پردہ پچہہ ای دل حباب زندگانی کا
گریبان بنگیا گرداب دریائی تفکر کا

تجہی بیدرد ہو جہنجہلا کے پڑہنے پہ عاشق کے
تمہارا کیا بگاڑا تہا جو طفل اشک کے گھر کا

کیا وہ زار ہمکو اشتیاق دید جانان نے
تن لاغر بنا موئی مژہ چشم تصور کا

سبکدوشی سی رہنا چاہیی ہی باغ عالم مین
برنگ بوی گل اکدن سفر درپیش ہی ہر کا

سیہ بختون کی ابر غم مین یون آنسو ٹپکتی ہین
شب تاریکی مین جیسی کہ عالم ہو تقاطر کا

اگر منظور ہی دید فلک سی کشتیان لڑنا
جوانو زال دنیا سی رہی موقع تنفر کا

سر محفل ٹہاکر چاہنی والونکو رلوایا
نیا گانا نکالا آپ نی بی تال و سر کا

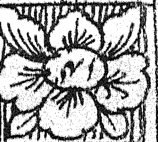
بگولی کی طرح ہر دم جگر سی آہ اوٹھتی ہی
کہین کیا خاک ہم احوال اس دل کی تکدر کا

ہمارہی پہنچی طالع ہمین یہان تک دو لاگی
پی گا ور مین گرداب ہوگا سر نشان کہر کا

ہوا ہی وصل و آب تشنگی سوز ہجر و گرد غم
یہہ ہی اک ایک جزو ہم عاشقونکی چار عنصر کا

دیا ہی ہمنی اپنی نقد دل پر اختیار انکو
تعجب کا تصرف کا تبدل کا تغیر کا

نہ رستم ہی نہ برزو ہی نہ خسرو ہی نہ بہمن ہی
کیا تیغ اجل نی خاتمہ کس کس بہادر کا



یقین ہی زندہ در گور ای صبا ہو جائینگی ہم تو
یہی عالم اگر چندی رہا دل کی تکدر کا ✣



دل صاف ہوا آئینہ رو نظر آیا
سب کچھہ نظر آیا جو ہمین تو نظر آیا

افعی بلا یار کا گیسو نظر آیا
آنکھون مین جگایا ہوا جادو نظر آیا

گلشن مین نہ جب ساقی دلجو نظر آیا
سرو لب جو آہ لب جو نظر آیا

حورون کی طرف لاکہہ ہو زاہد کی توجہ
کھلجاینگی آنکھین جو کبھی تو نظر آیا

چکرائینگی افلاک بہت ہم نظر آئی
جس دم اثر نعرۂ یاہو نظر آیا

اب دامن نظارہ ہی اور خار مژہ ہی
ای وحشت دل لی وہ پریرو نظر آیا

سودای محبت مین طبیعت کو تولا
تیر نگہہ یار ترازو نظر آیا

اک خال سیہ بھی تری آنکھونکی قرین ہی
اچھی رہی ترکون مین بھی ہندو نظر آیا

کس حسن سی رندونکا جما رنگ چمن ہی
ہر کاسہ می خال لب جو نظر آیا

مرجائینگے گھبرا کی تری زلف کی وحشی
سودے مین اگر فرق سر مو نظر آیا

کس شوخ کی آنکھون کی تصور نے رلایا
تار اشکون کا موج رم آہو نظر آیا

وہ درد خلائق سی ہی ہم اعمال جو تولے
اوڑتا ہوا شاہین ترازو نظر آیا

بیتابیِ دل نی بغل گور جھکا دی
آرام نہ ہرگز کسی پہلو نظر آیا

دیکھا نہ یا ہوش فرا بھی تن و جان کا
ہم بھول گئی آپ کو جب تو نظر آیا

حوران جنان کو بھی کبھی دیکھ ہی لینگے
پریون سی تو اچھی یا پری تو نظر آیا

میکش بھی ساقی کی نظاری نی بنایا
بجلی سی کمر ابر سا گیسو نظر آیا

جو بات ہی ہر مذہب و ملت سی جدا ہے
دیکھا تو صبا سب سے الگ تو نظر آیا

پستی سی اوج خاک مین ملا بدل گیا
ذرے سے لو نصیب کا اختر بدل گیا

سو خوف دلبری ہوئی دلبر بدل گیا
وہ محراب کہان سر انور بدل گیا

آتی ہی فصل گل کی جنون ہو گیا ہمین
بدلی جو رت مزاج برابر بدل گیا

رونیکی جا ہی قصر فریدون کو دیکھکر
کنج لحد نصیب ہوا گھر بدل گیا

ساقی نی شب کو لی وہ تعلی کی دور مین
خم آسمان ہی ماہ سی ساغر بدل گیا

خود بینی کا رواج کبھی پیشتر نہ تھا
آئین آئنی سے سکندر بدل گیا

ساقی کی بھول چوک سی ہم رند لٹ گئے
جام جہان نما سی جو ساغر بدل گیا

گذری شب وصال قیامت بپا ہوئی
جیب سحر سی دامن محشر بدل گیا

اک بت سی جھوٹ کر جو ملے دوسرے سی دل
یہہ جان لی کہ آئنی کا گھر بدل گیا

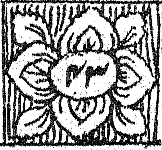
اوس بادشاہ حسن کو نامہ جو دے گیا
شہباز بنکر آیا کبوتر بدل گیا

ٹک بیٹھیے آپ روپ برہمن کی بت پری
صدقے کے پتلے سی بت آذر بدل گیا

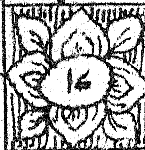
رتبہ مری جنون کا کھلا روز حشر کو
زنجیر پای عرش سے لنگر بدل گیا

آب زلف کس حساب مین خط کا ہوے
سرکار حسن یار کا دفتر بدل گیا

یکسان رہا نہ ٹھاٹھہ کسیکا جہان مین
کون اگلی پیتری نہ یہان پر بدل گیا



اب ای صبا وہ لطف نہین جانبین مین
یہہ دل بدل گیا کہ وہ دلبر بدل گیا



پیادہ پا مین رواں سوی لالہ زار ہوا
بہار آتی ہی سر پر جنون سوار ہوا

پی نجات جو مر کر مین اشکبار ہوا
سفینہ نوح کا ہر تختہ مزار ہوا

چمن مین جب مری ہمراہ وہ نگار ہوا
گلون کو داغ ہوا بلبلونکو خار ہوا

ترقیان ہوئین مرنی پہ خاکسارونکے
چراغ مہر ہر اک ذرہ غبار ہوا

مٹا دیا مری کوہ وقار نے مجھکو
پڑا وہ بوجھ کہ ہفت آسمان پہ بار ہوا

نہ روز حشر سہی جب اپنی داد کو پہونچا
خدا کے سامنی وہ بت بھی شرمسار ہوا

بنا کی گیسوؤنکو تم تو دام دار بنی
ہمارا طائر دل مفت مین شکار ہوا

بہا کی اشک محبت مین فتنہ زائی کی
یہہ طفل باعث آشوب روزگار ہوا

سموم غم نے نیا لالہ زار کھلایا
عجب بہار ہوئی دل جو داغدار ہوا

وہ خاکسار تہا مین لا کہہ آندہیان آئین
زمین سی خاک نہ اونچا مرا غبار ہوا

ہوئی شہید جو الفت مین لالہ رویونکے
سدا بہار مین میلہ سر مزار ہوا

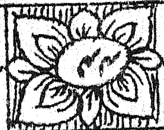
نگاہ بہر کے عجب وحشت کی نی کبہی دیکھا
لگا وہ تیر کلیجے سے کے وار پار ہوا

وہ ناقبول تہا مر کر ہوا جو شوق جنانہ
تو گل فشان نہ چراغ سر مزار ہوا

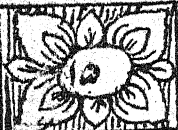
بڑا خلاف کلو او اشر ہوا کی صغنی مین
مین بادہ خوار ہوا شیخ روزہ دار ہوا

مزا چکہاتی ہتو تمکو جبر کرنی کا
خدا گواہ ہی دل پر نہ اختیار ہوا

یہہ کس حسین کی الفت نے مجھکو خاک کیا | کہ غازۂ رخ یوسف مرا غبار ہوا



غم فراق یہہ کس غیرت چمن کا تھا
کہ دود آہ صبا ابر نو بہار ہوا



ہم نزع میں ہیں نہ وہ آیا غضب کیا
مرتے ہیں ہم تو منہ نہ دکھایا غضب کیا

دل کی طرف میں دیکھ کے کہتا ہوں عشق میں
اس چاند کو یہ داغ لگایا غضب کیا

تڑپا کیا میں نشہ میں بجلی کی طرح سے
ابر آ کے میکدے پہ نہ چھایا غضب کیا

طرہ نگاہ یار ہوئے برق طور پر
سرمہ جب انکھڑیوں میں کھلایا غضب کیا

گرد بیان عرش نہ گئے آہیں لب سے تو
نالوں کو تھمتھو نہیں اوڑایا غضب کیا

دل نے جو کچھ کہا وہ کیا میں نے عمر بھر
کچھ دھیان میں کسیکو نہ لایا غضب کیا

نازل عجب بلا کرہ خاک پر ہوئے
کیوں تم نے گیسوؤں کو بڑھایا غضب کیا

جام شراب کی ہوئی محتسب کو قدر
رندوں کا کیا چراغ بجھایا غضب کیا

عمر دو روزہ میں نہ کوئی کام بن پڑا
رہ رہ کے آسمان نے مٹایا غضب کیا

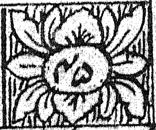
گل کی طرح کیا نہ گریبان چاک چاک
آئی بہار رنگ نہ لایا غضب کیا

کوتاہ ہمتی مری ذہن رسائی کی
حال مزاج یار نہ پایا غضب کیا

تر نے بھر گئے ہفت فلک صورت حباب
طوفان آنسوؤں نے اوٹھایا غضب کیا

ہنسنا نہ تھا تمھیں مری رونی پر اے گلو
روتے ہوئے کو اور رولایا غضب کیا

آنکھیں لڑائیں یار سے کیوں ہم نے بزم میں
نظروں میں دشمنوں کی سمایا غضب کیا



دنیا کی کاروبار میں تم ای صبا رہے
عقبیٰ کا کام کچھ نہ بنایا غضب کیا



بیکیا حسین کے دل مہ بت پر فن کیسا | رہ گئی دیکھ کے منہ شیخ و برہمن کیسا

پھیر کر دل کو وہ سن لیتی ہیں چھین کیسا
کوک دیتی ہیں تو بجتا ہے ہمہ ارگن کیسا

نقد دل ہائی چورا کر بیت پرچن کیسا
چپکا بیٹھا ہی جھکائی ہوی گردن کیسا

پیچ و تابِ تعجب ہے قیامت کا گئے
یاد ایام کہ گذرے لڑکپن کیسا

فوج اندوہ و الم ٹوٹ پڑی ہو گی عشق
اے رویئن ہوئین سب قتل پڑا رن کیسا

خار صحرا کی جنون کے فقرہ ادا ہوئے
رہ گیا ہے ٹکڑے گریبان سے دامن کیسا

گرد کی طرح تری سا ہیں اسی اشیا و دور
بیٹھا صورتِ نقش سم توسن کیسا

نالۂ دل مری شکر و ستم کہتا ہے
پھنک رہا ہی کہیں نا قوس برہمن کیسا

جب وہ اٹھا بزم ساقی کا کرم یاد آیا
ہائی روتے مجھے گذرا ہے یہ ساون کیسا

دل ہی کچھ جانتا ہے عشق شرہ جلیا ہے
آپ کیا جانیں کلیجے میں ہی زور کیسا

جھوکے چلنے لگے سیم جو ہوئے غم کے
رہ گیا بجھ کے چراغ دلِ روشن کیسا

ای ہوس جو ملی خاک درِ جانان کے
ایک چٹکی میں مس قلب ہی کندن کیسا

دوستانہ تھیں کہتے ہیں خبر دار رہو
ای جوانو فلک پیر ہی دشمن کیسا

گیسوے یار سے کس کس کو گزند پہنچی
اور کی کاٹا کیا ہے یہ افعی رہزن کیسا

دیکھکر حال رقیبو نکا ہی دل جلتا ہے
پھنک رہا ہی تپ فرقت سی مرا تن کیسا

خاک پر لوٹتی ہیں طائر بسمل ہیں ہم
آشیانہ کیسی کہتے ہیں نشیمن کیسا

راگ لاتا ہے فقرہ ان سے زمانہ پس مرگ
بیجل عرس و گر نہ سر مدفن کیسا

ساقیا آج چلی دور لب جو چلکر
دیکھہ وہ ابر او ٹھا ہی سوی گلشن کیسا

شب غم فی چمن دہر ہیں اندھیر کیا
ہستارہ ہی برنگ گل سوسن کیسا

آہ ہی برق پی خرمن ہستی رقیب
پھر نہ کہیے گا کہ تو ہی ہی جلی تن کیسا

ملل کرتا ہوں تو شرما کی وہ فرماتی ہیں
پھر بھی کچھ بات ہی چپکے رہو شیون کیسا

خامشی کی سمجھی کچھہ قدر نہین او غافل
دیکھہ تو بوچھی ہین بت کو برہمن کیسا

جلوۂ کوچۂ جانان نے ترقی پکڑی
خاک مین مل گیا سب وادی ایمن کیسا

طلب جام پہ ساقی نی دیا سخت جواب
شیشۂ دل پہ برابر سی پڑا گھن کیسا

بجھہ چلا تھا شب فرقت مین چراغ ہستی
کام آیا تری تصویر کا روغن کیسا

مرگئی پہ نہین تکلیف احبا منظور
شرم سی لاش گڑی جاتی ہی مدفن کیسا

۴۶

صدمۂ باد خزان کی متحمل نہ ہوئے
چل بسی آپ صبا چھوڑ کی گلشن کیسا

خلاف بلبل گلشن سی یہہ زمانہ ہوا
کہ غنچہ ملک الموت آشیانہ ہوا

بہار آئی ہی ساقی کا یہہ زمانہ ہوا
تمام میکدون مین جشن خسروانہ ہوا

بہار عشق پہ طرہ ہوئی ہوای بہار
سمند ہوش پہ کس روین تازیانہ ہوا

یہہ آپ آب ہوئی انفعال عصیان سے
کہ تن پہ ہر بن مو مشک کا دہانہ ہوا

عجب وقت پہ کام آیا آہ کا کوڑا
جب اوکھڑا ابلق ایام تازیانہ ہوا

بھڑک کی رہ گیا آخر ہمارا طائر روح
خیال زلف کاغنی آشیانہ ہوا

یہہ نخل وہ ہی کہ جسکی سبب سی ای منعم
زمین کی تحت مین قارون کا خزانہ ہوا

۴۷

یہہ مرغ روح پھنسا کیا عذاب دنیا مین
اسیر دام الم پھر آب و دانہ ہوا

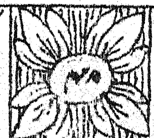
داغ جنون دماغ پریشان مین رہ گیا
دامن مین خار چاک گریبان مین رہ گیا

جب دو قدم جنون مین مرا ساتھہ ہو گیا
پھیلا کی پاون قیس بیابان مین رہ گیا

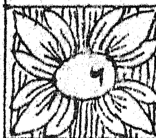
ابروی یار سے جو بہت منفعل ہوا
منہ ڈال کر ہلال گریبان مین رہ گیا

تقلید بن پڑی نہ تمھارے خرام کی
طاوس لڑکھڑا کی گلستان مین رہ گیا

آئی بہار اور نہ چھوٹا مین ای جنون | کیسا تڑپ کی خانہ زندان مین گیا
تو وہ قضا نے ناوک جلاد کا گیا | مین وہ ہیر ہو کی گنج شہیدان مین گیا



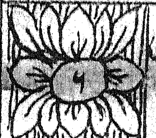
کیا حادثہ پڑا مری یوسف پہ ای صبا
دل گر کے اوسکے چاہ زنخدان مین رہ گیا



حسن نے کچھ گنہ عشق جو دیکھا ہوتا | دست یوسف مین گریبان زلیخا ہوتا
نقشہ تجھہ رند کا مانی نے جو کھینچا ہوتا | جام اک ہاتھہ مین اک ہاتھہ مین مینا ہوتا
آبرو دل کی کدورت نے نہ چاہی ورنہ | یہہ وہ قطرہ ہی جو بڑھ جاتا تو دریا ہوتا
وہ غمین ہون کہ مجھے دیکھکے سب کہتے ہین | تم نہ ہوتی تو کوئی رنج نہ پیدا ہوتا
خاک اوڑاتا جو مری دشت جنون مین مجنون | ہر بگولے سے عیان ناقہ لیلا ہوتا



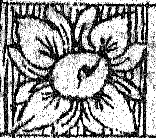
ای صبا اوس سے ملاقات جو کرتے تھی تمہین
حرف مطلب کا زبان سی نہ نکلا ہوتا



آنکھون سے جب نہان رخ دلدار ہو گیا | تار نگاہ آنسوون کا تار ہو گیا
پیش نظر جو وہ گل رخسار ہو گیا | مرغ نگاہ بلبل گلزار ہو گیا
ای سرو خوشخرام جو چلے کس روش سے تم | طاؤس باغ عاشق رفتار ہو گیا
مستی مین زلف یار کے جب لہر آگئی | بوتل کا منہ ہمین دہن مار ہو گیا
روتی جو مثل ابر غم کوہکن مین ہم | دریا کا پاٹ دامن کہسار ہو گیا



اظہار عشق ضعف مین ہمسے نہ ہو سکا
لانا لبون پہ آہ کا دشوار ہو گیا



آنکھین معشوق کی ہمین عاشق کا ملنا یکھا | تجھکو ہر بزم مین ای رونق محفل دیکھا
شہر شہر آیا صفت طائر بسمل دیکھا | چہرہ کر یار نے پہلو جو مرا دل دیکھا

نا تھا اوس بت کی نہ گردیمین جہان دیکھا
حوصلہ تنگ ترا ای کشش دل دیکھا

کھل گیا قیس کے دعوای انا لیلا سی
ہمنی پردہ ترا ای صاحب محمل دیکھا

وله

مین دیکھہ دیکھکو جو رخ یار رہگیا
کچھہ سوچ سوچ کر وہ ستمگار رہگیا

تیر نگاہ یار نے دم کر دیا فنا
آنکھون مین پھر اکی آہوی تاتار رہگیا

آئی شب فراق مین ابرو جو تیری یاد
قاتل مین ڈھونڈھ ڈھونڈ کے تلوار رہگیا

وله

ساغر ہماری عمر کا لبریز ہو گیا
جب دو قدم پہ خانہ خمار رہگیا

خون دل سی رنگ اشکونکا سبدا ہو گیا
جب رکھا آنکھو نپہ دامن لال لال ہو گیا

آیا اپنی پاس وہ ماہ دو ہفتہ شہر سے
ای جنون لی دن سے پھر جنگل مین منگل ہو گیا

وہ جلا کر مجھکو مرہم کی نگاہون سے کبھی
دود شمع آہ سی آنکھون مین کاجل ہو گیا

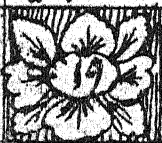
نرگس مخمور جانان تک رسائی ہو گئی
حلقۂ گیسوی گلگون کی بوتل ہو گیا

وله

پرتو فگن جو عارض پرنور ہو گیا
کافور نور صاعقہ طور ہو گیا



اوس بادشاہ حسن کا سایہ جو پڑگیا
ہر سرو لنگ باغ مین تیمور ہو گیا



موجد گلشن ہی تاثیر بیان عندلیب
ہی نموی تحمل گل نوک زبان عندلیب

لوٹ گیا گلشن سے نام آشیان عندلیب
تیر ہی باد خزان بے نشان عندلیب

فصل گل گلی جاتی ہی نکلی ہی جان عندلیب
کیون نہ ہر برگ خزان ہو نوحہ خوان عندلیب

باغ مین جاتی رہی تاب و توان عندلیب
ہای لوٹا ہی خزان نی کاروان عندلیب

الفت گل ہی بہار بی خزان عندلیب
ایک صورت پر ہی رنگ بوستان عندلیب

ہو گئی گل ہی تو سن عمر روان عندلیب
ہمنواران چمن ہین ہمزبان عندلیب

جو رگلچین عشق گل خوف خزان انکی جفا
لا کھہ آفت مین پھنسی ہی ایک جان عندلیب

سیر گلشن سے یہ دل سی ہی منظور نظر
چشم نرگس ہی گلِ داغ نہان عندلیب

وحشتِ دل مین ہی میان حاسل بہارِ چمن و عشق
شکل گل خندان ہوئین نالان لبان عندلیب

باغ مین صیاد اور گلچین سے قصہ ہو گیا
جم گیا کچھ آج رنگ داستان عندلیب

کہکشان عشقہ ہی ہر گل نیر اقبال ہے
ہی زمین صحن گلشن آسمان عندلیب

چند روزہ حسن کی ہی مہربانی عشق پہ
گل چمن مین چار دن ہی میہمان عندلیب

کام آتی ہین بدونکی نیک بعد مرگ بھی
طعمۂ زاغ و زغن ہین استخوان عندلیب

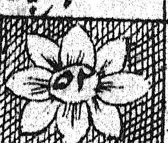
باغ کی خانہ خرابی دیکھکر سودا ہوا
تنکے چنتا ہون مین پھر آشیان عندلیب

بند ایسا ہو گیا سنکر ہماری چہچہے
بنگیا چاک قفس زخم دہان عندلیب

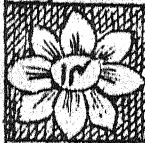
آنکلتا ہی پی گلگشت جب وہ لالہ رو
باغ مین ہوتا ہی ہر گل رگِ جان عندلیب

دیکھکر اے غیرت گلشن تری عاشق کا خون
رنگ لائی گل برائی امتحان عندلیب

منکشف اہل چمن پر ہو گل معنی عشق
ہون اگر مفہوم الفاظ زبان عندلیب



پھول جاتی ہی زبان ماری خوشی کی ای صبا
جوش گل ہی کیون نہو غنچہ دہان عندلیب



کاسۂ سر کیطرح جام سی ہی زینت شب
صحبت دختر رز ہی پی کیفیت شب

کہکشان مانگ ہی ہر بال مین ہی ظلمت شب
یار کی زلف پریشان مین ہی جمعیت شب

ہجر مین چار پہر لاکھ پہر ہوتے ہین
دو گھڑی وصل مین ٹھہری یہ نہین عادت شب

ہر بن مو سی صدا آتی ہی توبہ توبہ
مین سیہ کار جو کرتا ہون قضا طاعت شب

پہنے اوس مہر درخشان نے جو کالی کرتی
غیرتِ پیرہن صبح ہوا خلعت شب

نام روشن مجھے کرنا ہی تو کر لو غافل
شمع سان بزم جہان مین ہی فقط مہلت شب

کف افسوس جلاجل ہین تو نالی شہنا
فرقت یار مین ہی سینہ پہ نوبت شب

صاف دل ہو تو سیہ کار نہ کہلائیگا / روز روشن پہ کریگا نہ کوئی تہمت شب

عو وہ پیری مین جوانی بھی کہین کرتی ہے / کیا دعا کیجیے دم صبح پی رخصت شب

ہی فزا نفس کشی کا جنہین ای بی خبر / مرچین آنکھون مین وہ بہرتے ہین پی غفلت شب

بھول جاونگا پس مرگ مین اس عالم کو / صبح کو یاد رہیگی نہ مجھی صحبت شب

جان دونگا جو کبھی بال منڈائی تمنے / گل کرونگا مین چراغ اپنا دم رخصت شب

دوستو تمکو چراغ سحری کا ہو گمان / فرقت یار مین دیکھو جو مری حالت شب

٥٣ قدرت حق ہی صبا روسے مخطط اونکا / ورق صبح پہ لکھا ہے خط قسمت شب ١٥

یون ہی فرقت مین یان جگر بیتاب / مرغ بسمل ہو جس قدر بیتاب

یار سی کیا جواب خط لایا / دوڑا آتا ہے نامہ بر بیتاب

لب شیرین پر اونکے خط نکلے / چیونٹیان ہین پی شکر بیتاب

دیر و کعبے مین ڈھونڈھتا ہون اوسے / دوڑتا ہون ادہر اودہر بیتاب

عشق جانان مین مضطرب ہین حسین / صورت برق ہی قمر بیتاب

ور غلطان جہان مین ہین مشہور / عشق دندان من مین گہر بیتاب

ہین قیامت بتان گرما گرم / سنگ ہین صورت شرر بیتاب

یار کے پاس جلد جا قاصد / ق / ہو رہا ہون مین نوحہ گر بیتاب

جو مرا حال ہے وہ کہدینا / دیکھہ لے ہون مین کسقدر بیتاب

ہجر مین دل کو بیقراری ہے / جان بی چین ہے جگر بیتاب

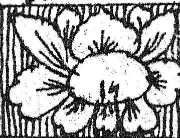
صبح سی شام تک نہین آرام / شام سے ہون مین تا سحر بیتاب

برق و سیماب کو کہ ہین بیتاب / وہ بھی مجھسے نہین ہین بیتاب

کیا تڑپتی ہی ماہی بے آب | اوس سی مین ہون زیادہ تر بیتاب
وصل مین جتنی پائی ہے راحت | ہجر مین ہون اوسی قدر بیتاب



چاہیے غم مین صبر بھی تہوڑا
ای صبا ہو نہ اس قدر بیتاب



ہجر ساقی مین جو دیکھی جوشش صہبا سحاب | بیٹھہ جائے صورت درد تہ مینا سحاب
بحث گریہ مین ہماری دیدۂ پرآب سے | بہاگ جاتا ہی ہمیشہ چہوڑ کر پالا سحاب
ہم وہ مجنون ہین ہماری سر پہ سایہ کیلیے | بنگیا دود چراغ لالۂ صحرا سحاب
رحم فرمایا تمہاری حال پر اللہ نے | لو مبارک ہو تمہین ای میکشو آیا سحاب
کشتی گردون مرے طوفان سے طوفانی ہوئی | بہگیا امواج مین مثل کف دریا سحاب
جہولنی مین اوس پری کی بال بکہری دیکہکر | بنگیا سنبل سر آمادۂ سودا سحاب
مثل موج آب دل لوٹا لطمی کی بغیر | لہر گیا آئی جب دیکہا لب دریا سحاب
ابر رو کیا ہماری اشکباری سی ملے | دیدۂ تر کی بدولت ہوگیا اعلا سحاب
کیا تصور ہی ہمین برق نگاہ یار کا | ہی ہماری دیدۂ پرآب کا پردا سحاب
بہر نکلتی ہی فضا برسات کی ساقی بغیر | ہی کمر حق مین دہان یار کا چہالا سحاب
بیکشی اگلے برس کی یاد آتی ہی مجھے | داغ دیتا ہی فراق یار مین کیا کیا سحاب
ہی تصور سے کسیکی چشم تر مین روشنی | پرتو خورشید سی ہی نور کا بکا سحاب
آبرو پائی ہی اپنی آنسوؤنکی تار سے | ایک گوشہ ہی ہماری دامن ترکا سحاب
چاہتا ہون ای فلک مین بیٹھہ آ بیٹھون | رطل ساغر خم سبو مینا گزک صہبا سحاب
ننگ مین توگیسوے دلدار کی ہمسری | پر کہان سی ہو تمہین کالا ئیگا جہالا سحاب
ای صبا شہرہ جو میری اشکباریکا اوڑا | گیا معدوم مثل سایۂ عنقا سحاب

۵۵

ویرانہ ساں ہی ہجر کی شب انجمن خراب
مثل چراغ غول ہی شمع لگن خراب

خوبونکا حب زر نے کیا ہی چلن خراب
پہرتے ہین نیاریونکی طرح سیم تن خراب

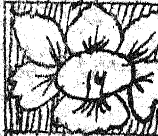
کہوتی ہی خط نے آبروی حسن دہی بلے
اندہی کنوئین کیطرح ہی چاہ ذقن خراب

دیکہا نہ لعل لب سا تری لعل دوسرا
جوہر شناس ہند پہری تا یمن خراب

صحرا مین بہی جنون مرا لگتا نہین بتا
مثل غزال پہرتی ہین اہل وطن خراب



رسوا ہون ہر ایک سی آنکہین لڑا کی آپ
کرتا ہی آدمی کو بہت بانک پن خراب



رہتی ہی یاد ابروی دلبر تمام رات
کٹتی ہی زندگی تہ خنجر تمام رات

مہمان رہا وہ مہ جو مری گہر تمام رات
کیا کیا جلا ہی چرخ ستمگر تمام رات

اوس آفتاب کی جو مجہی لو لگی رہی
دہنتا رہا ہین شمع صفت سر تمام رات

سودا بغیر ساقی مدہوش رہا ہین
پیتہر تہا اور شیشہ و ساغر تمام رات

کوئی سہار سنبل باغ وصال کی
سونگہا کیا ہین گیسوی دلبر تمام رات

صبح شب وصال قیامت ہی جان کو
ہم سہی ہین بس تمام ہوئی گر تمام رات

تمنے تو سوتہون مین بسر کی سحر تلک
رویا کیا یہ عاشق مضطر تمام رات

لوٹا کیا ہین خاک پہ بی یار تا سحر
خالی پڑا رہا مرا بستر تمام رات

سودمی ویانہ قامت جانان کی یاد نی
محشر بپا رہا مری سر پر تمام رات

کیفیتین ہین عجب وصل یار مین
اڑتی رہی ہین شیشہ و ساغر تمام رات

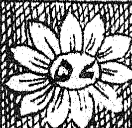
سامان وصل مین تری ای بادشاہ حسن
تاروں سی بہی زیادہ او ٹہا زر تمام رات

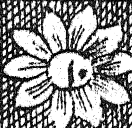
ای گردش فلک ترا خانہ خراب ہو
رہتی ہین ہم عذاب مین دن بہر تمام رات

ای رشک آفتاب تری انتظار مین
جہپکی نہ آنکہہ صورت اختر تمام رات

اوٹھنی دیا نہ شام سی تا صبح وصل مین
چھوڑا نہ ہنسنے دامن دلبر تمام رات

ای بت تری بغیر جو رہتا ہون با غمین
شبنم کی بدلی پڑتی ہین تہپر تمام رات





اللہ ری تیرگی شب فرقت کی ای صبا
چمکا کوئی فلک پہ نہ اختر تمام رات

یاد گیسو مین ہوئے اشک روان آجکی رات
بنگئی صاف پی چشم ہی وان آج کی رات

خوب باندہا ہی تصور نے سمان آج کی رات
شکل جانوس خیالی ہی سکان آج کی رات

واہ کس ناز سی وہ رشک قمر سوتا ہی
چشم انجم سی فلک ہی نگران آج کی رات

بوسہ ہای دہن حور شمائل ہین نصیب
ماہی چشمہ کوثر ہی زبان آج کی رات

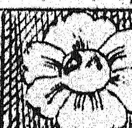
کیسا پامال ہوا بخت سیہ کے ہاتہون
بنگئی میری لئی چیل مکان آج کی رات

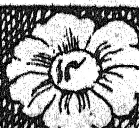
ہجر ہی گھر ہو جہنم کا گمان ہوتا ہی
کس قیامت کا ہی دلکو خفقان آج کی رات

ہم وہی ہین جو کیا کرتی تہی دن با ہمدگر
لڑکھڑاتی ہے نقاہت سے زبان آج کی رات

چپکے چپکے تہین شب وصل مین کل تک باتین
عرش تک جاتی ہی فریاد وفغان آجکی رات

آپ فرمائین جو ای یار نزول اجلال
لیلۃ القدر ہو بندہ کی ہیان آج کی رات





پاس ہمسایہ ہی چپ ہون مین شب فرقت مین
جاؤن دل کہول کی رونیکو کہان آج کی رات

غافلو تقدیر کا رونا عبث
سب گلہ بیجا ہے سب شکوا عبث

ایکدن گرگ اجل کا ہے شکار
ہیہ تک و دو ای سگ دنیا عبث

کارخانہ عالم اسباب کا
کچھ نہین بیفائدہ بیجا عبث

توڑئے اپنے بت پندار کو
کیون بنا رکہا ہے یہ نقشا عبث

قبر مین جانا ہی او خانہ خراب
کیون پڑا پہرتا ہے تو ہرجا عبث

کیون چھپے ہو چھپ نہین سکتی کو تم — بے حجابانہ ملو پردا عبث
سعی بہی کوئی طور ہی رفتار کا — دل کو کرتے ہو تہ و بالا عبث
پہر دوبارہ طور پر تجلی گر ہے — تمنے آنکھون مین دیا سرما عبث
گوش گل قابل سماعت کے نہین — نعرہ زن ہی بلبل شیدا عبث
کیا مٹی جاتی ہوس عقبیٰ کی سی لیے — زاہد و تمتو ہوئے پیدا عبث
اپنی ماہیت سی آگاہ ہی نہین — کیون روان ہین ہر طرف دریا عبث
بینشان دنیا مین جب خود ہو گئے — نام ہی پہر صورت عنقا عبث
کل کی کل کے ہاتھ ہی ای غافلو — آج تمکو ہی غم فردا عبث

۵۹ — زلف جانان تنگ سائی ہو چکی
ای صبا ہی آپکو سودا عبث — ۱۷

بد ہی حریص سیم و دینار کا مزاج — کوڑی کی کا ہم کا نہین زردار کا مزاج
کیا پوچھیے گا عاشق بیمار کا مزاج — ملتا نہین غلام سے سرکار کا مزاج
خالی نہ جائیگی کبہی آہ دل حزین — سمجہا ہی کیا کہ ہر ہی ستمگار کا مزاج
بیٹھا ہوا ہے وعدۂ فردای حشر پر — اللہ ری تیری طالب دیدار کا مزاج
جنت کو جاؤن آپ کی کوچی کو چھوڑکر — توبہ کرو نہین یہہ گنہگار کا مزاج
ای آسمان سمجہہ کے ذرا سر اوٹھائیو — جاتا رہی نہ ہاتھ سے مختار کا مزاج
ٹلتی نہین بلا کسیطرح ہی اڑی ہوئے — سودائی کسقدر ہے شب تار کا مزاج
بپہرا ہی ہدیونیہ مری شیر کی طرح — دیکھی کوئی ذرا اسکے دلدار کا مزاج
اللہ ہی جو حال یہ بندی کی ہو کرم — پہچانتا ہون خوب مین سرکار کا مزاج
بوسے جو روز ملتی ہین روی ملیح کے — کیا اعتدال پر ہی نمکخوار کا مزاج

لوگون کی چاہ نے اوسنہین مغرور کر دیا
تو کر بکار دیتے ہین سردار کا مزاج

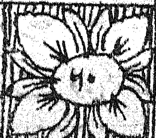
انصاف ہو تو بندہ ہی زر ہو یار کا
ہی خوب پسند یوسف بازار کا مزاج

در گذری بت کدہ سے حرم کو کیا سلام
پاکر کلفت کافر و دیندار کا مزاج

کوچی مین یار کی نہ کسی نے لیا سلام
پوچھا کسے گھر ہی در و دیوار کا مزاج

ہمسایہ خوب ہوتا ہی آگاہ حال سے
پوچھی کوئی جگر سے دل زار کا مزاج

اوس لالہ رو کو دیکھکے ہوتا ہی عشق گل
پیرنگ ہی عنادل گلزار کا مزاج



ثابت ہی انقلاب زمانہ سی ای صبا
قائم نہین ہی چرخ جفا کار کا مزاج



دل ہی غذا ے رنج جگر ہی غذای رنج
پیدا کیا ہی ہمکو خدا نے برای رنج

حاصل کسی سی کچھ نہین ہوتا سوای رنج
دنیا مین لائی ہی ہمین قسمت برای رنج

آدم سے باغ خلد چھٹا ہمسے کوئی یار
وہ ابتدای رنج ہی یہ انتہای رنج

ہمکو نہین ہی آتی جو بوی گل نشاط
ایسی دماغ جان مین بھری ہی ہوای رنج

بھر لی دہی کالیان وہی ستمگر و بلبل کر
کافر ہوای صنم جو ذرا دل مین لای رنج

ہم نخل آہ سے چمن روزگار مین
باندہا کئی ہوا ہی نشو و نمای رنج

ای صانع ازل مری ہستی خراب کی
کیا چاہیے تھی خانہ دل مین بنای رنج

سب دوست اپنی حال مین ہین آپ مبتلا
کس سی کہون مین کون سنی ماجرای رنج

ہم بار عشق کی متحمل نہ ہو سکے
بس دل کی پکڑ کی بیٹھ گئے وہ اوٹھای رنج

ہین سکہ ہای داغ ہزارون بھرے ہوے
قصر دل فقیر ہے دولت سرای رنج

بھولی نہین نصیب کی لکھی کی خوبیان
تحریر لوح دل یہی ہی سب ماجرای رنج

ممکن نہین فراغ رہی ایک حال پہ
گہہ آشنای عیش مین گہہ آشنای رنج

اچھے ہیں ضعف سے مہین عاشق کی چال سے
دیکھو تو نازکی ہنسی ہین کہین ہو نہ جای رنج

ہوتی ہین کس لباس مین اشعار دردناک
پہر عروس فکر کی زیبا ردای رنج

کیا غم جو کوئی یار مین ہوتا ہون پائمال
فرط خوشی سی خاک مین مل جای رنج

کہتے ہین میری دوست مرا حال دیکھ کے
دشمن کو بھی خدا نکری مبتلای رنج

سودای عشق مین یہ سعادت حصول ہے
بخت سیہ ہی سایہ بال ہمای رنج

اندھیر صدمہ شب فرقت ہی ای صبا
اندھی چراغ جان کی لی ہی ہوای رنج

شکوہ تاثیر شب ہی شکوہ تاثیر صبح
گاہ دامنگیر شب ہون گاہ گریبان گیر صبح

ہمسری گر یار کی رخسار روشن سی کری
ہر شعاع شمس ہو ذرہ پی تعزیر صبح

زلف کو روی مخطط پر جگہ دی یار نے
زندگی شب کو ملا پروانہ جاگیر صبح

اونکی سودی آتشین کی عشق کا ہے جوش سے
کاسہ خورشید تپتا ہی حباب شیر صبح

رات کی آنی کا وعدہ جب کیا اوس ماہ نے
شام سی پیر فلک کرنی لگا تدبیر صبح

آب می مین عکس روی ساقی پر نور ہے
جام آتا ہی نظر آئینہ تصویر صبح

وہ دو آہ بی اثر سی ہی شب غم نوحہ گر
نالہ شبگیر مین یان باعث تاخیر صبح

جبہہ سائی کی تری در کے جو ای گردون
نیر اعظم بنا داغ جبین پیر صبح

مر گئے ہم جب ہوئی آخر شب وصل صنم
ہوگئی تند بوج سنگ نعرہ تکبیر صبح

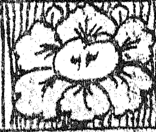
اپنی گھر سی یون نکلتا ہی مہ رشک آفتاب
جسطرح مشرق سی ہوتی ہی عیان تنویر صبح

چہرہ لف یار سی اپنا دل روشن چھٹی
دام شب سی چھٹ رہا یارب کہین نخچیر صبح

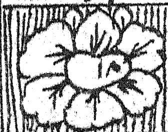
رات وصل یار کی گذری تو اپنی موت ہے
بھور ہی نکلے نیام شب سی جب شمشیر صبح

چھوڑ دی جب زلف اوسنی عارض پر نور پر
تیرگی شب مین پنہان ہو گئی تنویر صبح

حیلہ سازی نی کیا روشن فریب حسن کو — صبح کاذب سی عیان ہم پر ہوئی تزویر صبح



صورت یوسف شب غم ای صبا ناپید ہو
روی نورانی کہیں اپنا دکھاوی پیر صبح



نہ کس طرح سے ہوا ہو ہوای یار میں روح — برنگ بوی رگ گل ہی جسم زار میں روح

اوٹھا سکے نہ اذیت فراق یار میں روح — گریز کر گئی آخر کو اضطرار میں روح

بھیر یار تڑپتی ہی لالہ زار میں روح — بنی ہی موجۂ باد خزان بہار میں روح

پس از فنا بھی ہی اندہی ہوای یار میں روح — بجا ہی موج ہوا ہی مری غبار میں روح

خدا کی واسطے قصہ دوئی کا یکسو کر — ادہر ادہر کہیں بھٹکے نہ انتشار میں روح

ہزار بار سی اک بت پہ ہم فدا کرتے — خدا گواہ ہی ہوتے جو اختیار میں روح

بہا ہو موت کا جسنے یہ تفرقہ ڈالا — مزار میں مری میت ہی کوئی یار میں روح

محال کیا نہ دریای عشق تک پہونچے — حباب ہو رہی اس بحر کے کنار میں روح

خدا کو مان نہ اتنا چھکا شراب پلا — نکل نہ جای کہیں ساقیا خمار میں روح

کہ جیسکے وہ دیکھا رہ سکے وہ بیان آتا ہی — انکھا ملک کی نکلتے ہی انتظار میں روح

عجب حساب سی دنیا میں زندگی کاٹی — نفس کی آمد و شد سے رہی شمار میں روح

عذاب گور سے ہمکو ڈرانہ ای واعظ — رہیگی بعد فنا کوچۂ نگار میں روح

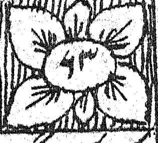
بیدا خراب دکھا اپنی ساتھ اسکو بھی — تمام عمر رہی دل کی اختیار میں روح

چمن کو دیکھ کے تفریح دل کو ہوتی ہی — خوشی سی پہولی سماتی نہیں بہار میں روح

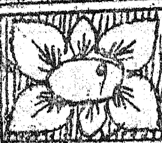
شب فراق میں کیا اضطراب ہوتا ہی — کبھی ہی لب پہ کبھی چشم اشکبار میں روح

سمجھے نہ آتش شوق سوزش اسی ظالم — لگی ہی تیری شمشیر آبدار میں روح

شب فراق میں کیونکر ہمیں قرار آئی — جو اضطراب میں دل ہی تو انتشار میں روح



اوسی کی ہاتھ حیات و ممات ہی سبکی
حقیقتاً ہی مسیحا حکم کردگار مین صبح



دکھلاینگے ہمین وہ قامت کسیطرح
نالی کرین بپا ہو قیامت کسیطرح

سیاح گور ہا مین بہتر طریق کا
پیدا ہوئی نہ راہ حقیقت کسیطرح

راہ عدم مین رسم نہین پاتراب کی
ممکن نہین رکون دم رحلت کسیطرح

داغ جگر کے لے گئے حشر مین ہم
نکلا نہ آفتاب قیامت کسیطرح

مرکر جو منعمون کی بنی مقبری تو کیا
کام آئی قبر مین نہ عمارت کسیطرح

ممکن نہین بچین جو غم ہجر یار مین
جیتے نہ جاینگے یہ مصیبت کسیطرح

ٹکراتی آہ جاتی جو اس خاکسار کی
رہتا نہ آسمان سلامت کسیطرح

کعبے مین بھی گیا مین کلیسا مین بھی گیا
حقا کہ ہوسکے نہ عبادت کسیطرح

چاہا کہ حال جلوۂ حسن بتان سے کھلے
حق تو یہ ہی کھلی نہ حقیقت کسیطرح

ولہ

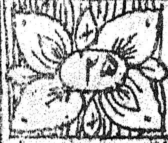
ہی گرد روی یار کی آگی وقار صبح
ذرہ ہی آفتاب میان غبار صبح

ملتے تمام رات کٹی ہجر یار مین
سرخاب کیطرح سے رہا انتظار صبح

ساقی نے جب بغل مین لیا شیشۂ شراب
سمجھا مین آفتاب ہی زیب کنار صبح



کیا کیا ہوئی زیارت روی صبیح یار
لوٹا کیا ثواب عبادت گذار صبح



رخ پر تری نقاب ہین ای نگار سرخ
خورشید پر ہی لکہ ابر بہار سرخ

مین خون دل سے ہی مرا اشکون کا تار سرخ
یکرنگ جسطرح سے لہو سے ہو دار سرخ

باغ جہان مین ہمکو یہ دو رنگ ہین پسند
معشوق سبز فام ہی خوشگوار سرخ

دم بھر مین خون کی دیکھین ندیان بہین
جوڑا گلے سے یار خدارا اوتار سرخ

مضمون ہین یک قلم رخ گلرنگ یار کے
کاغذ کا تختہ ہی صفت لالہ زار سرخ

سہہ رنگ ہوگا حشر کو مشتاق یار کا
جیسی کہ عید کو ہو رخ روزہ دار سرخ

زرد و سفید و سبز ہوئی عاشقونکی رنگ
غصے سے تو ہوا جو کبھی ای نگار سرخ

دیتے ہین جان ہم لب لعلین یار پہ
یاقوت کا تمام نہی گا مزار سرخ

روئی ہین خون تمام کی ہاتھونسی ہم رنگکا
دامان زین تمام ہی ای شہسوار سرخ

کیا ہی یار تو چمن روزگار مین
پایا نہ تیرا رنگ ہوئی گل ہزار سرخ

زلف سیاہ یار سی تپلا ہوا یہ رنگ
پھر خون ہو کی ہو گیا مشک تتار سرخ

ثریا کو یقین ہے خورشید حشر کا
کیف شراب ناب سی ہی روے یار سرخ

تیری شہید ناز کی ہٹی جو ہوش ربا یہ
شنجرف سی سوا ہو چمن کا غبار سرخ

جوش بہار سے یہ گلستان کا رنگ ہی
رنگین زمین ہو جیسی دم کارزار سرخ

آیا جو وہ نگار عیادت کے واسطے
منہ ہو گیا خوشی سی دم احتضار سرخ

کندن پہ یار صاف ہی مینا چڑہا ہوا
کیا رنگ پر ہی سبزہ خط سی عذار سرخ

اس خار کو خدا نے رگ گل بنا دیا
خون جگر سی ہی مژہ اشکبار سرخ

فرصت کہان جو وصل مین مہندی لگائیے
بوسونسی کیجیے تری ہاتھ ای نگار سرخ

جب سی کہ باغ مین تری خونین کفن گری
ہر گل ہی صاف صورت خونین ہزار سرخ

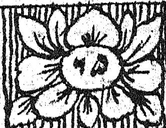
ابرو سی مارا و سنی اسیران زلف کو
کی شانیون کی خون سی کیا ذوالفقار سرخ

دکھلا رہی ہین بوقلمون حسن کی بہار
وہ سبز خط وہ چشم سیہ وہ عذار سرخ

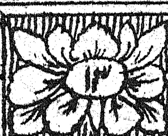
جوش بہار خون کف پا سی جب ہوا
پھولون سی بڑہ کی پائی بیابان کی خار سرخ

سہہ آہ بیکسانکی طمانچونکا سی نشان
روی فلک شفق سی نہین نہار سرخ

ہاتھ آیا اپنی خوب یہ گلدستہ ای جنون
خونبار یون سی جیب کا ہی تار تار سرخ

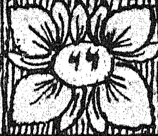


باغ جہان مین رنگ صبا کا جدا ہی
دشمن کا منہہ سیاہ برخ دوستدار سرخ

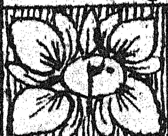


یو نہین رہی جو ہمارے سدا فغان فریاد
بہار آئی تو پہر ہو وہی فغان فریاد
ہی وجد ناقہ لیلی کو حال مجنون پر
ذرا سی آہ مین ہلتا ہی گنبد گردون
سنا جو نالہ ناقوس تو کہا ہمنے
نہ کیسے نالہ عاشق مین کچہ نہین تاثیر
زبان کاٹیو صیاد ہم اسیرون کی
ہوئی ہی غنچہ اوس گل رشک بہار سی باتین
پناہ مانگتی ہین حاملان عرش جلا
ازل کی روز سی ہی ساتہہ شادی و غم کا
لبون تک آہ نہین فرط ضعف سی آتی
پڑی ہین آتش غم مین ابہی باعث سے

کرو گی جا کی عدالت مین جان جان فریاد
مین غل کرون مری پاؤن کی بیڑیان نہ ہو
جدہی کی برہ مین کرتا ہی ساربان فریاد
بہلا کری کوئی دل کہو کر کہان فریاد
بتون کی عشق مین کرتی ہین بیڑیان فریاد
سنی ہی اتنی کسیکی ابہی کہان فریاد
قفس سی جائے اگر تا بہ آشیان فریاد
مثال برگ خزان کرتی ہی زبان فریاد
جب اپنی دل مین مین کرتا ہون ناتوان فریاد
ہی قہقہے سے زمانے مین توامان فریاد
ہتو خدا سی ڈرو مین کہان کہان فریاد
کرین گی حشر کو دلکی سب استخوان فریاد



صبا ہم ایک ہی گلگشت مین نہین سنتی
کرین ہزار گلستان مین باغبان فریاد



زاہد کو ہو گا سنبل باغ جنان پسند
پیمانہ مین یار ساتہہ مین جام شراب ہو
تیکون یہ باغ دہر مین لطف الہی ہی
آہون کی ساتہہ جان ہی آخر نکل گئی

میکش ہین ہیتون کا ہمکو سیہ ہوا پسند
اتنا ہی آسمان کو ہمنی ہی سمان پسند
اپنی گلون کو کیون نکری باغبان پسند
یوسف کو آئی ہمرہی کاروان پسند

برسات ہی مین بادہ کشی کی بہار ہے
سبزے کا فرش ابر کا ہی سائبان پسند

ناصح نہ میرے حال پہ تو التفات کر
یہ مہربانیان نہین ای مہربان پسند

حیرت کی جا ہی قالب خاکی کو دیکھکر
کیون روح کو ہوا ہی یہ بار گران پسند

ای ہمصفیر خیر قفس مین رہینگی ہم
ہو جو وہی جو برق کو ہوا آشیان پسند

باغ جہان مین بلبل عزلت گزین ہون مین
کنج قفس ہی بس کہ نہین بوستان پسند

ایسا نہو ہماری بھی نالی بلند ہون
اتنی بھی سرکشی نہین ای آسمان پسند

دیوانگی مین بھی ہمین پاس وقار ہی
بہار کیسی بہار ہی آئین تو ہون طبریان پسند

دم بھر بھی مین قرار نہین برق کی طرح
ایسی کچھ آگئی ہین تری شوخیان پسند

کوئی بھی بات انکی قریب قیاس ہی
کافر ہوا غلط ہو نکا جسے ہو بیان پسند

دیو غم فراق بھی کتنا حریص ہی
مرغوب خون گوشت پسند استخوان پسند

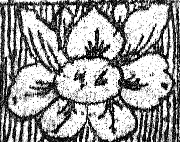
سودا ہی جس پہ یکا وہ نازک دماغ ہی
جھگکا خمیر ہو نہین وہ پیڑیان پسند

رہ ہی کلی مین بھی جو ستم آسمان کے
گذری ہی ہم اس جہان سے نہین یہ جہان پسند

اللہ رے ترابت پندار زاہد ا
یہ کبر یہ غرور نہین ہی وہان پسند

تاریخ کیا کہ قبر بھی بعد فنا نہو
ہو دون کیا اسطے نہین نام و نشان پسند

آفت ہی قید سبحہ و زنار جان کو
تار حیات مین نہین یہ گتھیان پسند




رغبت نہ شیخ سی نہ برہمن سی ای صبا
دونون مین ایک کی بھی نہین ہی دکان پسند

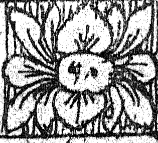
رکھتی ہی عاشقون کو سدا چشم تر مگر
پہر بال بانکے کرتی ہی آنکھون مین گھر گھر

بل کھا کی کیون نہ ای بت نازک کمر کمر
زلفون کی پیچ اوٹھاتی جو ہون سر بسر مگر

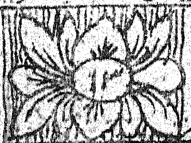
اودہر سرو قد کی سامنے مارے حجاب کے
گڑ گڑ گئی زمین مین سرو لب جو کمر کمر

اس کس طرح سے چھپتی ہیں نقد دل حسین
اسکی خبر کسیکی فرشتوں کو بھی نہیں
سینہ پا تہا اوس سکیت کی عاشق چھپا نہ
کیا سفت کی لپیٹ مین عشاق آگئے
رہتا ہی پیچ وتاب مین ہوی میان یار
پہلو تہی نہ کر تو مری خطا کے بار سے
اوٹہ کر نہ جا سکے گی مری دام فکر سی
خود رفتگی غرور نزاکت سی اس قدر
پہلو زیادہ اس سے نہو گا کوئی لطیف
بار خزانہ ہی مترادف پر اب تلک
ہلکا نہ اس دہنک کو ڈوپٹی کو چاہئے
زلفونکو چھوڑ کر نہ کرو تم خرام ناز
باعث ہماری دید کا ہی راز حسن یار
جب سیان اگیا ہی سجاوٹ کا یار کو
پہلو مین بیٹھنے کو جو اوسی کہا کبھی
مارا ہی عشق زلف و رخ یار مین مجھے
دریای حسن صاف سراپا ہی یار کا

تا دیر گردون کی باندہی ہی کیا لوٹ پر کمر
ثابت کیجئیگی یار کی کیونکر بغیر کمر
پالٹ طپانچہ جا کی کرے کہ ہو ٹنا سر کمر
باندہی ہی جو توفی ای بت بیداد گر کمر
کاکل کیطرح کرتی ہی اپنی بسر کمر
کچہہ ٹوٹ جائیگی نہ تری نامہ بر کمر
عنقا کیطرح سے کہتے ہو گو بال ہی پہ کمر
کیون گم ہوئی ہی اپنی قزالی خبر کمر
ہی چشم نا منہ یار کی تا ر نظر کمر
باندہی ہو نہ تا غلو کی تحصیل زر کمر
اک تار بادلی کی ہی ای سیمبر کمر
چہلکیگی نازکی سی ہر اک گام پر کمر
گر مدرک دہن ہی تو غلط نظر کمر
باندہی ہی کہل کہو لگی عدو دہ پہر کمر
لپٹنے پہ مستعد وہ ہوئی باندہ کر کمر
فوج الم نے باندہ کے شام و سحر کمر
ہی اوسکین مثل موجۂ آب گہر کمر



اے آلہ آیہ ہو تو سہی ای صبا
مرنی پیشتر سی بندہی ہی پیتر کمر



دہوکا ہوا افلاک کا تمہاری پلنگ پہ
اگر...کی گہیہ گری ... ستاری پلنگ پہ

مردہ پڑی ہین ہجر کی ماری پلنگ پر
تابوت کا گمان ہی ہماری پلنگ پر

گھر ہی شب فراق مین صحرا ہی ہول کا
پھبتی پلنگ کی ہی ہماری پلنگ پر

کسمجا رہی اولٹ کی نہ کروٹ لی آپ نے
لوٹا کیا مین رات کو ساری پلنگ پر

کیا نیند آئی بوریے پر مجھ فقیر کے
سویا کئی ہو اے مری پیاری پلنگ پر

تکیے ہا جائے پہلو کے مشعل بنا دیے
لاتی ہی تپ فراق حراری پلنگ پر

پایہ بلند سنبلہ سے ہو پلنگ کا
وہ بیٹھ کر جو بال سنواری پلنگ پر

توشک ہی اطلس فلک سبز رنگ کے
گل تکیے جھروسہ مین تمہاری پلنگ پر

لا کر کسینی پھول جو رکھی ہین ہجر مین
کانٹے بچھا دیے ہین ہمارے پلنگ پر

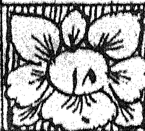
کروٹ بدلتی آپ جو سوئی ہین وصل مین
ہم لگ گئے ہین گور کنارے پلنگ پر

پھولونکی سیج گرد تھی صبح شب وصال
باسی جو اوسنے ہار اوتاری پلنگ پر

ای شوخ پھیل پھیل کی تو سو تمام رات
ہم بھی پڑی رہین سگے کناری پلنگ پر



اب داستان شوق کا موقع ہی ای صبا
سوئینگی واسطے وہ سدہاری پلنگ پر



گر عدم آپ کو تو تارک دنیا ہو کر
بیٹھ رہ سایہ نشین پر عنقا ہو کر

دشت وحشت مین پھرا ہون مین بگولا ہو کر
خاک چھانی ہی بہت بادیہ پیما ہو کر

دانت پیسی ہین بہت عشق مین سودا ہو کر
دشمن اپنی مین بانکا ہوا گویا ہو کر

میکدہ سی جو مین نکلا تو گیا مسجد کو
رشتہ سبحہ ہوا پنبہ مینا ہو کر

فیض صحبت سے بزرگون کے ہی خرد و نکو فروغ
قطرہ بنتا ہی گہر وصل دریا ہو کر

دیکھتی جاو ذرا حال دل عاشق کا
اپنی بیمار سی ہا گو نہ مسیحا ہو کر

آگ کیطرح کوئی دم مین خزان آئیگی
در گل باغ سی اوڑ جای گا پارا ہو کر

چشم وا رہ گئی دیکھا جو طلسمات جہان
آئینہ بن گئے ہم محو تماشا ہو کر

خاکساری نے اوٹھانے نہ دیا سر ہمکو
خاک مین مل گئے ہم نقش کف پا ہو کر

ہجر ساقی مین یہ رویا مین دم بادہ کشی
بہ گیا پنبۂ مینا کف دریا ہو کر

راہ نکلی جو بتون سے تو ملے راہ خدا
گیا کعبے کو پھر اب مین کلیسا ہو کر

باغبان بلبل کشتہ کو کفن کیا دیتا
پیرہن گل کا نہ اوترا کبھی میلا ہو کر

پڑ گئے ہاتھ مرے اونکے گلے مین دونون
لیا آغوش مین مہتاب کو ہالا ہو کر

الفت گیسوی جانان نے بڑا پیچ دیا
دام مین آ گئے ہم آپ کے دانا ہو کر

حسن نے عشق کو عالم مین دکھای کیا کیا
کبھی عذرا کبھی شیرین کبھی لیلا ہو کر

ضعف مین بھی ہی مجھی جامہ دری کا سودا
اپنی دامن سی اولجھتا ہون مین کانٹا ہو کر

غم فرقت مین وہ طوفان اوٹھا اشکونکا
رہ گیا چرخ حباب لب دریا ہو کر

نہ گئی بو دیدہ و دانستہ صبا آپ کو تو
گر نہ چاہ ذقن یار مین اندھا ہو کر

بہار آئی ہی دیوانہ ہو نیرنگ گلستان پر
چراغ عقل کو رکھدے بجھا کر طاق نسیان پر

جنون کا ولولہ موقوف ہی سیر بیابان پر
الٰہی بہت پڑی سقف فلک دیوار زندان پر

تری موج تبسم پر خضر کا دم نکلتا ہی
پھرا جاتا ہی پانی آبروے آب حیوان پر

پھر آئی فصل گل پھر شوق عریانی ہوا ہمکو
چڑھائی آستین دست جنون نے پھر گریبان پر

نہین قبرین تری روے مخطط کی جو کشتونکا
خضر نے زہر کھایا سبزۂ گور غریبان پر

لگی رہتی ہین دنیا کی طرف آنکھین حریصونکی
ہزارون زخم منھ کھولی ہوئی ہین اونکی نمکدان پر

بتان سیمبر کا وصل دنیا مین غنیمت ہی
یہ وہ دولت نہین جو چھوڑیے زاہد ایمان پر

تری اوٹھتے ہی شب کو بزم دلربائی سے
چراغ غول ہنستا تھا ہر اک شمع شبستان پر

نہی پیراہن تہ قاتل نی سیری پرده پوشی کی
لگائی زخم دامن دار کیا کیا جسم عریان پر

پڑی ہین جابجا کشتے ہزارون تیغ ابرو کے
تری تلوار کا قبضہ ہی سر گنج شہیدان پر

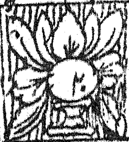
مقدر کا لکھا سچ ہی کسی صورت نہین مٹتا
نمود خط سی حرف آیا صفائی روی جانان پر

جنون کی جوش مین کپڑی گلی کی دہج کرتی ہین
گمان ہی دامن تیغ ہلالی کا گریبان پر

بیابان مرگ اوس لیلی کی دیوانی ہوی ہی سب
چراغ گور کا عالم ہی ہر چشم غزالان پر



صبا دست جنون موج ہوا کا کام کرتا ہے
گریبان صورت گل پھٹ کر آ رہتا ہی دامان پر



نہ جی غم پرستش اعمال سی ہو فرش راحت پر
نظیر خواب دیتی ہی گواہی جرم غفلت پر

کسی کو کیا ہی غم کیا ہی جو بیسری گرد کلفت پر
کوئی روتا نہین ہوتا ہی بی وارث کی تربت پر

گمان ہی مرقد کہنہ کا مجھکو ہر عمارت پر
یہہ غافل کیا سمجھکر جان دیتی ہین امارت پر

سفر ہی سرزمین دشت سے مجنون کو سودا ہے
چراغ غول چشمک زن ہی خورشید قیامت پر

یہہ مشت خاک ہی کس کس طرح بیکار نالاتی ہی
تماشا ہی نہین رہتا ہیولا ایک صورت پر

بتون کی درد الفت نی دکہائی نزع عرفان
کمند آه سی پہونچی ہین ہم بام حقیقت پر

ترا یہہ طاق ابرو ای صنم قتال عالم ہے
خم شمشیر کا عالم ہی محراب عبادت پر

حقیر و زار وہ رہتا ہی جسکو حرص دنیا ہے
کبہی بو ہی نہین چڑہتی ہی جسم بد دیانت پر

ہم عشق مین ہمنی شکست فاش پائی ہی
کمر باندہی ہی فوج غم نی شہر دلکی غارت پر

غرور حسن سی کرتی ہین دعوی بی نیازی کا
خدا کا قہر نازل ہو بتان خوبصورت پر

ترقی آج ہی جسکو تو کل اوسکو تنزل ہی
کبھی رہتا نہین دو دن زمانہ ایک صورت پر

ہوا تیری بدن پر ٹھیک جامہ پارسائی کا
پڑہی میرم نماز اگر تری دامان عصمت پر

مین وہ دہقان بد قسمت ہون جس پر ژالہ عالم مین
بچے پالے سی تو ٹڑی گری میری زراعت پر

ہماری جان لی ہی سوز عشق خط جاناں نے
ہجوم مور ہے پروانوں کی جا شمع تربت پر

چھپائی سی کہین چھپتا ہی مرا خون اہی قاتل
گواہی ہر زبان زخم دیتا ہی شہادت پر

عوض اللہ اوسکا تجھ سے مین حشر کے لیگا
کریگا جو سیاست حاکم ظالم رعیت پر

حسینان اون کو اگر باندہتے ہین حلقہ ماتم
پر ہیر و پیار پروانہ ہین اپنی شمع تربت پر

کوئی صورت نہین غمخانہ عالم مین اچھنے کی
سدا آفت ہی آفت پر مصیبت ہی مصیبت پر

فراق یار مین قہر خدا ہی موسم باران
بلائی آسمانی کا گمان ہی ابر رحمت پر

تعجب ای صبا کیا ہی جو اپنا دوست غمگین ہین
فراق یار مین روتی ہین دشمن میری حالت پر

روکین سمند عمر کو ہم کس مقام پر
کیا اختیار اس فرس بی لگام پر

کہا ینگے زہر اونکے خط سبز فام پر
سرسبز ہونگے خضر علیہ السلام پر

لائی ہی ہمکو وحشت دل کس مقام پر
ہنسنے کی جا ہی قیس کے سودے خام پر

ای نہ بزم عیش کبھی انتظام پر
کیا اعتماد ہے کبھی گردون کی کام پر

کعبی مین ہین کبھی تو کبھی سومنات مین
خود رفتگی سے بند نہین اک مقام پر

منہہ موڑنا بتان حسین سے حرام ہی
موقوف یہ نماز نہین ہے سلام پر

بندیکی قتل پر کمر اونکی بندہی رہی
قبضے مین ایک ہاتھہ رہا اک نیام پر

ہو دور جی مین جلوہ طاوس سا تھا
سینا ضرور چاہیے سو ہیکے جام پر

ای موسم خزان ترا خانہ خراب ہو
کانٹون کی ڈہیر اور گلون کی مقام پر

نکلا جو خط وہ ناز کی باتین نہ پھر رہین
کیا حرف آ گیا تری حسن کلام پر

کنعان مین آیا مصر سی یوسف کا پیرہن
رحمت خدا کی عشق علیہ السلام پر

گلگشت مین چلی جو وہ اٹہکیلیوں کی چال
طاوس لوٹ ہوگئی اونکی خرام پر

پروانی اس طرح نہین گرتی چراغ پر / ہم رند جس طرح سے کہ گرتے ہین جام پر

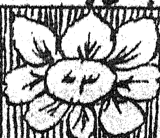
منظور دل ہی اک بت پردہ نشین کی دید / آنکھین چڑہی ہین روزن در کی مقام پر

اوس آفتاب کا جو کبہی سامنا پڑا / مہتاب چہپ گئی رخ ماہ تمام پر

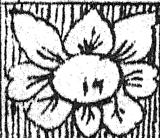
ای مرغ روح باغ جہان صیدگاہ ہی / بیمان آپ ہی چہپ رہین تو دانہ ہی دام پر

ساقی ہی میکدہ ہی شب ماہتاب ہی / چہٹکی ہے چاندنی در و دیوار و بام پر

چہلکی جو دست ساقی گردون فگار سے / عالم ہوا شفق کا مئی سرخ فام پر



شیطان بدسرشت سی کیا خوف ای صبا
فضل خدا ہے امت خیر الانام پر



وجد قاتل نے کیا میرا تڑپنا دیکھکر / حال آیا رقص بسمل کا تماشا دیکھکر

مدعی ہنستے ہین ہر دم کا یہ رونا دیکھکر / اک ذرا ای چشم تر اپنا پرایا دیکھکر

شرم کرتی ہی قضا کی سامنے جاتی ہوے / روح ای دل جابہ ہستی کو میلا دیکھکر

موی ژولیدہ ہمارا رشتۂ جان بنگیا / چہٹ گئین نبضین تری بالونکا جوڑا دیکھکر

بحر ہستی مین دوئی کا دخل ہو ممکن نہین / وجد ہی ماہیت امواج دریا دیکھکر

جاے گریہ آج کل ہم میکشونکا حال ہی / دل بہر آتا ہی خالی جام و مینا دیکھکر

شکل آئینہ اس آرایش نی حیران کردیا / کہل گئین آنکھین تری آنکھونکا سرمہ دیکھکر

واعظون نے میکشونکو دوزخی ٹہرا دیا / جلگئی ایسا فروغ شمع مینا دیکھکر

بوریا لیکر بسر کی مجہہ فقیر مست نے / پاؤن پہیلائی نہ فرش اہل دنیا دیکھکر

رقص کرتی ہین جنون مین ہم بگولی کی طرح / لوٹ ہی دل وسعت دامان صحرا دیکھکر

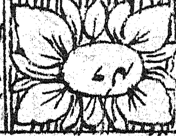
آئینہ دیکھا تو سوجہی خود پسندی یار کو / اور ہی نقشا ہوا روئے مصفا دیکھکر

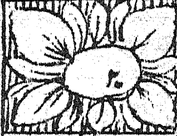
تہرکی جاتے ہے اونہین شوق تمنا ہم اونکو خوشی لکہا / ہاتہہ کاٹے جائینگے قاصد کے نامہ دیکھکر

خوب موسم ہی اُڑین چلکر بط مَی کی ترے
ساقیا خیمہ ہو دریا کا کنارا دیکھکر

کھینچ لی تصویر رخ مہہ منہہ نہین ہر ایک کا
رنگ فق ہوجائیگا نقشا تمہارا دیکھکر

صورتِ محراب کعبہ ابروے دلدار ہے
دل بچھا جاتا ہے زاہد کا مصلا دیکھکر





ای صبا اللہ اکبر کاٹ تیغ یار کا
غیر کو غش آگیا لاشا ہمارا دیکھکر

آئی گا جذب عشق اگر زور شور پر
مہتاب مثل باز گریگا چکور پر

ابھی برس جنون جو بہار زور شور پر
زنجیر ہم چڑہائینگے مجنون کی گور پر

تیار فوج آہ ہے ای دلِ حزین
بھیجین گی دوڑ یار کے مہدی کی چور پر

اللہ کے شہید ہے تری ای صید گاہ عشق
بیٹھے شکار تربت بہرام گور پر

پالا نہین پڑا ہے ضعیفوں کی آہ سے
بھولا ہوا ہے دیو فلک اپنی زور پر

پہلو نسی دو نون ہاتہہ ہین کیسی بہری ہوئے
جوبن ہی ای نگار تری پور پور پر

لیتا ہی ہای کوئی کلیجے مین چٹکیان
روتا ہون نوبتِ شبِ غم کی گہور پر

زنجیر زلف یار مین جیسے پہنسا ہی دل
عالم صدا ہی غل کا ہی نالونکے شور پر

رہ رہ کی ای جنون ہمین آتا ہی ولولہ
جاتی ہین دوڑ دوڑ کے مجنونکے گور پر

جلوہ ہر ایک داغ مین ہو برق طور کا
گرا نہی دو دو دل کی گہٹا چہائی مور پر

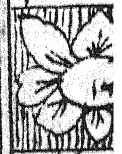
کودک مزاج ہی فلکِ پیر خوف کر
غافل نگر گہمنڈ جوانی کی زور پر

برسون رہا ہی قالب خاکی سی اتحاد
رو یا کریگی حشر تلک روح گور پر

حرص و ہوا مین رہتا ہی برباد آدمی
اوڑتا ہی یہ پتنگ کٹ جاتی ڈور پر

سچ تو یہ ہی کی تو مری مرنیسے خوش ہوا
بیجا یہہ جہوٹ موٹ کا رونا ہی گور پر

دشتِ عدم مین جاکے قیامت کرونگا قیس کو
ابھی مرا جنون ہی بڑی زور شور پر

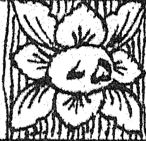


اوس آفتاب حسن کا گرو انع عشق ہو — ہو جاے صاف چاند کا عالم چکور پر

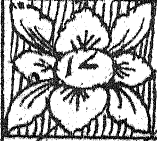
دینا تمام بازی شطرنج باز ہے — مہر دن کی طرح ایک کی ہی ایک ورپر

حاوی ہی عشق سرو و گل و پارہ ماہتاب — قمری پہ عندلیب پہ ہمپر چکور پر

وہ ناتوان ہین کہ اوسی کچھہ خبر نہو — سو بار سر کے بل ہو گرین پای مور پر



قربان اپنی چشم حقیقت کی ای صبا
ہی ایک سی نگاہ سلیمان و مور پر



ساقیا نوروز ہی سامان کر — روح پر جمشید کے احسان کر

رحم کر میری گناہون پر نہ جا — ای صنم اپنی طرف تو دہیان کر

بار الہا اپنا جوش عشق دے — قطرۂ ناچیز کو طوفان کر

تم وجہہ اللہ پر ایمان لا — زاہدا کعبے چلا کیا جان کر

دیر کو مسمار کر کعبے کو ڈھا — خانۂ دل کو نہ تو ویران کر

ایسے خوش طالع کہان سی لائیے — مسکراوے یار کہنا مان کر

کلمۂ حق ہے یحب المحسنین — جسطرح سے ہو سکے احسان کر

کاوش مژگان جانان دیکھنا — رکھدیا دم مین کلیجا چھان کر

کام اپنا چھوڑ دے تقدیر پر — عقل آرائی نہ اے نادان کر

یہہ نسمجھے ہم کہ یہہ بیگانہ ہے — جان کھوئی دل کو اپنا جان کر

شامیانہ منعمون کو چاہیے — ہم بسر کرینگے کمل تان کر

بندہ خانے مین کرم فرماسیے — ای صنم اپنی خدا کو مان کر

موج کوثر ایک اک مصرع ہوا — یہہ صفا پیدا کی باتین چھان کر

غیر کی توقیر ہمسے بھی سوا — یار کچھہ تو سوچ کچھہ تو دہیان کر

داغ الفت سے کہون گا نزع مین
دل کو یون فرقت مین سمجھاتے ہین ہم

سینہ بان کو رخصت ای جہان کر
ای مریض غم خدا پر دہیان کر

ای صبا کس شوخ کو دیتا ہی دل
ہوش مین آ دیکھکے پہچان کر

بیتابی دل نے زار پاکر
دسکے سے ٹپکا اوٹھا اوٹھ کر

گھر مین دعوی نہ حسن کا کر
یوسف سی شکل کے سامنا کر

زلفون کو نہ چھوڑ تو بڑھا کر
نازک ہی گریگا جھونک کھا کر

بیٹھے جو وہ شب نقاب اوٹھا کر
بجھنے لگی شمع جھلملا کر

برباد نکر تو آب رو کو
مانند حباب سر اوٹھا کر

اوس گل کی مژہ نے مار ڈالا
کانٹے کیطرح سکھا سکھا کر

بیتابی دل اگر دکھاؤن
بجلی رہ جاے تلملا کر

سفاک نی بند بند کاٹا
چوٹین مارین جھٹکا جھٹکا کر

اللہ ری سوزش دل ای یار
مارا اس آگ مین جلا کر

پیری کوئی خاک بحر غم مین
آخر ڈوبا مین ڈہب ڈہبا کر

پہبتی سے کہتے ہین ابر تر کے
اچھی سوجھی سبحے رو لا کر

وہ مست ہین عرش پہ پڑی ہاتھ
نشہ مین گری جو لڑکھڑا کر

گرد غم نے زمین جھکائی
چھوڑا اب مجھے خاک مین ملا کر

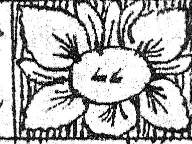
بوسے کے سوال پر وہ بگڑے
منہہ کی کھاتی زبان ہلا کر

نالہ کوئی بن پڑا جو ہم سے
افلاک کو دکھ دیا مٹا کر

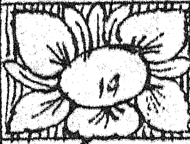
خوف دوزخ سے کانپتا ہون
ساقی مجھے جام دی تپا کر

وہ نزع مین حال سنکے روۓ — کام آئی زبان لڑکھڑا کر

قصۂ دل سے اوٹھا دینگا — پرچہ ہو جاۓ فیصلا کر



جب کوچ کیا صبا عدم کو
رہ جائینگے یار خاک اوڑا کر



موسی نہ طور پر نہ مسیح آسمان پر — دونو ڈٹی ہی دیے ہین تری آستان پر

کیا ہنس ہنس ہی حالت دل کی بیان پر — لوٹا ہوا ہی یار مری داستان پر

آفت تمام دلکی بدولت ہی جان پر — کس منہ سے لاسکے ترا شکوہ زبان پر

چڑھنے لگے جو نالۂ دل لامکان پر — تھرا کے آسمان گرا آسمان پر

نالہ کی ساتھہ منہ سی جو نکلینگے لخت دل — فوج الم چڑھائینگے سہرا نشان پر

آتی تو دیکھتے لب جانان کی معجزی — اچھی مسیح جا کے جیے آسمان پر

سنبل کا ذکر یار کی زلفون کی سامنے — ایسا نہو کہ مار پڑے باغبان پر

مسجد کو شیخ تبکدیکو گبر چل دیے — ہم مست تھی ڈٹی ہی مغ کی دوکان پر

ای جوشش جنون جو یونہین خاک اوڑاونگا — چڑھ جائیگی تمام زمین آسمان پر

صندل سی وہ کلائیان اپنی گلی ہین ہون — ہاتھہ پھیریان نصیب ہین جنکی سی ران پر

ملا نہین جو ظاہر و باطن مین فرق ہی — جو دل مین ہی وہی ہی ہماری زبان پر

شاید کہ وہ پری ہی کہین مسکرا رہا — بجلی چمک رہی ہی بہت آسمان پر

کیا نازکی ہی گوش صنم لال ہو گیا — ڈالا جو موتیون سنے ذرا بوجھہ کان پر

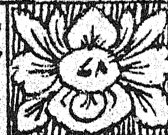
کچھہ بھی علاج درد محبت نہو سکا — عیسے یہ داغ لیکے گئے آسمان پر

باد خزان سی باغ پر افتاد پڑ گئی — کیا آسمان ٹوٹ پڑا باغبان پر

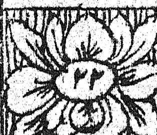
کچھہ آبرو نے گل نہوئی پیش روئی یار — کیسی چمن مین اوس پڑی باغبان پر

یوسف سے ہم کہین کے دیکھا اگر نگار کو
یوسف نکل کی چاہ سے زندان مین پہنچے

دیکھو تو اپنی آنکھہ پڑی کس جوان پر
رہتا ہی امتحان میان امتحان پر



یون رہ جہان مین کہ پس مرگ ای صبا
رہ جای ذکر خیر ہر اک کی زبان پر



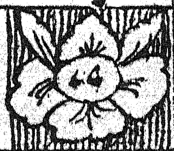
دیکھی انجام کو آشفتہ نگران کیونکر
ای جنون توڑ سے قفل در زندان کیونکر
رحم عاشق پہ کری وہ بت نادان کیونکر
قد قیامت کا بلا چال بلا کی پائے
رہ سکتے دو گھات مین میری جو خاک رہتا ہے
یہہ تو اوترا ہوا کتنا ہی تری کرتی کا
ہمکو تو ملکے حسینون سے بڑی رنج ہوے
مین وہ سرگشتہ ہون پہنچی گی نہ تو گرد کو بھی
یہی بیداد ہی تو حشر کو ہم تم ای یار
جاکی مسجد کیطرف اوس بت غارتگر نے
حشر کو قبر سے ہم سوختہ دل کیا اوٹھین
ای جنون غل جو رہے گا یہی زنجیرون کا
حرص دو دن لیے پھرتی ہی عجب سودا سے
ای جنون تنگ ہون دامان شب فرقت سے
بی مزہ زخم کے کھانے سے نہین دل بہرتا
ضبط سی خاک نگون ہو جو علم آہ ای دل

جای اس صید کو یہ شیر نیستان کیونکر
دیکھئے چھلکے تماشاے بیابان کیونکر
جان دینی کو جو کہیے تو کہی ہان کیونکر
آفتین ڈہای نہ وہ فتنہ دوران کیونکر
دیکھنا ٹوک کی مارا سر میدان کیونکر
ہاتھہ آیا مہ نو کی یہہ گریبان کیونکر
خوش رہا کرتے ستے پریون مین سلیمان کیونکر
ساتھہ دیگی مرا ای گردش دوران کیونکر
دیکھہ لینا کہ اوٹھی دست و گریبان کیونکر
لوٹ لی زاہدون کی دولت ایمان کیونکر
خاک مین ملکی اوگے دانہ بریان کیونکر
جیتا چھوڑیگا مجھے حاجب زندان کیونکر
جیب و دامن کو نہ پھاڑین سگ دیوانگان کیونکر
صبح محشر کا کرون چاک گریبان کیونکر
خالی کردیجیے قاتل کا نمکدان کیونکر
فوج اشک ای تو روکی صف مژگان کیونکر

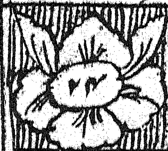
سجدی بھی کیجیے تو بھی نہین ہوتا تجھکو
جان تک بھی غم الفت ہی کی ہمنی عزیز
افعی گیسوی جانان کا خیال آیا ہی
ای جنون اوبہی تو ہین چل انبہ دہنے
سیکڑون مر گیے ہی موت تری الفت مین
ای صبا کیا کہین کس کس کا خیال آتا ہی

وله

جیت پائی کوئی او دشمن ایمان کیونکر
اور کرتا ہی کوئی خاطر مہمان کیونکر
جہلملائی نہ چراغ شب ہجران کیونکر
آنکھہ دیکھین تو ملاتی ہین نگہبان کیونکر
ملک الموت ہہون بندۂ احسان کیونکر
خاک اوڑاتین نہ سر گور غریبان کیونکر



یون نکالا مجھے قسمت نی وطن سی باہر
جس طرح روح جوان نکلی بدن سی باہر



بیٹھا تو رہ کبھی فلک پیر چار روز
لوٹین گی فصل گل کی لب جو بہار روز
کاوی لگا یا کرتا ہی وہ نی سوار روز
کیسا دبالیا ہمین گرد ملال نے
صیاد و باغبان نکرین کچ ادائیان
شاہد ہی آسمان ستارے گواہ ہین
ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسی
کہاتی ہین داغ ہم چمن روزگار سے
جس روز سی کہ خاک پہ بیٹھے ہین ہم فقیر
یارب چمن ہی گل و بلبل کی جنس ہو
منظور کیا ہے صانع قدرت کو دیکھیے
ایسا ہی عاشقون سی ہی چشم یار کا

غم نیکی لی تہا او ستمگر بہ مہار روز
کہیلینگے ساتہ ہی چاپلطی کا شکار روز
بنتا ہی گرد باد ہمارا غبار روز
رہتا ہی زندگی مین عذاب فشار روز
نازو نیاز بلبل و گل ہین ہہ چار روز
آنکھون مین کاٹتی ہین شب انتظار روز
ای دل کہا حلاوت وصل نگار روز
لالی کیطرح پیتی ہین خون بہار روز
رہتی ہین آسمان کی سر پر سوار روز
روتی ہی پہوٹ پہوٹ کی کیون ابر بہار روز
بن بنکی کیون بگڑتی ہین نقش و نگار روز
وہ ترک ہی نہین جو نہ کہیلی شکار روز

ہم میکشون کا بخت جو چمکے وہ جشن ہو — ہر شیشے کی گلی مین ہو گو ٹیکا نار روز

مجنون نہین کہ ایک ہی لیلی کی ہو رہین — رہتا ہی اپنی ساتھ نیا اک نگار روز

مجبور ہون مین کوچۂ جانان کی شوق مین — جاتا ہون دوڑ دوڑ کے بے اختیار روز

آٹھون پہر بتون کی مدارات مین ہون — اتنا تو دی مجھے مرے پروردگار روز

اللہ ری ای مسیح تری سرد مہریان — کرنے سے آفتاب کو آئی بخار روز

سودا جو تہا دماغ مین گیسوے یار کا — کالی بلا رہے مری سر پہ سوار روز

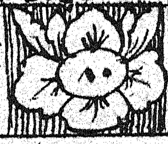
زاہد کی پنجگانہ سے ای دل خبر نہو — کر غور اپنی حال مین دو چار بار روز

دیکھو تو معبدونکی جہان مین ترقیان — یو نہین بڑھا کیا ہی دلون مین غبار روز

بچتا نہین ہے الفت مژگان مین ادو — پڑتی ہین ایک دلپہ ہزارون کٹار روز

مجھ رند کو بہت ہی یہ بہٹی کلال کے — مسجد مین جای زاہد شب زندہ دار روز

کیفیتین چمن مین ہین فصل بہار سے — اوڑتے ہین قہقہے صفت آبشار روز



اک دن ضرور گل ہی صبا شمع زندگی
لایا جو آندھیان یو نہین دل کا غبار روز



تیز ہی سودای مژگان نگار اب کی برس — کوڑیون کی مول بکتے ہین کٹار اب کی برس

لوٹ ہین سیر چمن پر بادہ خوار اب کی برس — خوب سبزہ ہی کنار جویبار اب کی برس

قدرت حق ہی تماشای بہار اب کی برس — ای جنون کس رنگ پر ہی لالہ زار اب کی برس

زور کیفیت سے آئی ہی بہار اب کی برس — بیٹھ ہونگی گرد ہین ہم بادہ خوار اب کی برس

بادہ نوشی پر رہا دار و مدار اب کی برس — طاق پر رکھی ہی سب کاروبار اب کی برس

ہوش کسکو ہی جو پہنائے کسیکو بیڑیان — ہو رہی ہین آپ دیوانی لوہار اب کی برس

سال آئندہ نہوگا یہ ہی عالم دیکھنا — وہ کہان سال گذشتہ کی بہار اب کی برس

سبزہ بھی دبنے لگے شمشاد بھی بننے لگے
بار ہو پر آیا جو نخل قد یار اگلی برس

خوب اپنا ساقی دیا دل اگلی ساتہ سے
کھیلتے پہرتے ہین طالع کا شکار اگلی برس

ہو گئی فرقت مین اک اک شاخ گل
دل کو برمانے لگے صوت ہزار اگلی برس

ابر تر پر چھتیان ہونگی کف سیلاب سے
جوش پر ہی گریہ بی اختیار اگلی برس

محتسب پیتا ہی ساقی کی ہوا اپنی ہی
جابجا اوڑتی پہرین سب اشتہار اگلی برس

ٹوٹی جاتی ہین گلونکی بار سے ڈالیان
بہت پڑی ہی باغ مین کیسی بہار اگلی برس

کیا برا چلن ہی ہی آرزو مین چہری
خوب ای ترک حسین کھیلا شکار اگلی برس

سبزۂ نوخیز ہی کشت خاک سی سبز تر
بات کرتا ہے شفق کو لالہ زار اگلی برس

روپ پر ہی یار کا باغ جوانی دیکھیے
کیا شگوفہ لاتی سینے کا او بہار اگلی برس

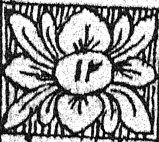
سرمہ آنکھو مین تیسون سے وہ لوانی لگے
بیس ڈال ای گردش لیل و نہار اگلی برس

مہندی ملکر پاؤن مین اس ٹھاٹھ سے پہرا تہا
کانپ کانپ اوٹھی شہیدونکی مزار اگلی برس

سال ہی بہر مین ترقی کی لیے طفل حسین
نی سوار اگلی برس تہا شہسوار اگلی برس



ای صبا جب سے ابھی تک ہی خبر اسکا نہ دو
آئیگی بھی یا نہ آئیگی بہار اگلی برس



کم بہت رکھتا ہی دلکو چرخ ناہنجار خوش
غم دیا سو بار تو شاید کیا اک بار خوش

ہی تری ہر بات کا انداز ای دلدار خوش
بندش دستار خوش رفتار خوش گفتار خوش

ہی یہ کیفیت کی جا ہنستا ہی ہر جام مے
گریۂ مینا یہ ہوتی ہین جو ہم میخوار خوش

اس قطع مین عجب نقشا ہی دیکھو جسطرف
صورتین ہس ہس بنیا خوش ہین جو ہین معمار خوش

ایک موتیکا ہی جنت مین گہر معمار کو
واہ کیا رکہا ہی قصر یار کا انبار خوش

بار ہو بر پا ہی فصل خنو کا جوش سے
اینٹ تی پھرتے ہین دیوانی سر بازار خوش

بی تکلف اوس سی ہو کر کیون نہون خوش ظالم ہم
توڑ کر پرہیز ہوتا ہے بہت بیمار خوش

چھوڑ چون مین ہم فقیرونکی بسر ہو جائیگی
اپنی محلون مین رہین ای آسمان زردار خوش

اوس سے ملتی ہو تو پھر نہ بیسے ملنا کیا ضرور
خوش رہین اغیار سی آپ آپ ہی اغیار خوش

خانۂ تن مین نہ کیون پھڑکی ہمارا مرغ روح
خاک ہو گنج قفس مین بلبل گلزار خوش

حیف کی جا ہی جا تری کوچے مین ہم غمگین رہین
دیر مین ہین گبر خوش مسجد مین ہین دیندار خوش

۸۲ — 19

اپنی مذہب مین کسیکا بھی نہین دل توڑتے
ای صبا کیون ہون نہ ہمسے کافر و دیندار خوش

اللہ ری شغب کو ترا ای ماہ لقا رقص
زہرہ نی کیا دور سے مجرا وہ کیا رقص

بزم مت سفاک مین ہوتا ہی نیا رقص
بسمل جو پھڑکتی ہین تو کرتی ہی قضا رقص

گرداب سی کیونکر کری آب سدا رقص
کرتی ہی تری یاد مین ہر موج ہوا رقص

آتی ہین تماشی کی لئی خلد سی حورین
کس ذوق مین کرتی ہین سر تربت پا رقص

میرے دل بیتاب کو تسکین نہین میتیا
کہتا ہی وہ ظالم ابھی ہو نی دو ذرا رقص

یون نازسے اوبت نہ اوٹھا ہاتھ دعا کو
ایسا نہو کرنے لگے محراب دعا رقص

اللہ ری تری کشتۂ بیداد کا رتبہ
جنت مین ہین دیکھکے حورونسے کیا رقص

پہر عیش ہو پہر جشن گل کا ہو زمانہ
پھر صحن گلستان مین کری باد صبا رقص

کیون دیکھکے غیرونکی طرف بہاو بتایا
یہہ بہی ہی کوئی اوبت بی شرم و حیا رقص

محفل مین جو پروانہ تو جنگل مین بگولا
ہر حال مین خوش رہتی ہین کرتی ہین سدا رقص

کیا کیا تری کوچے مین بگولی نہین اوٹھتے
اوڑ اوڑ کی کیا کرتی ہی خاک شہدا رقص

جو دیکھنا تھا دیکھ چکے بزم جہان کو
ای پیر فلک بیٹھ ہی جا تا بکجا رقص

روشن ہو کبہی شمع جو بزم فقرا مین
پروانون کے مانند کرین گے فقرا رقص

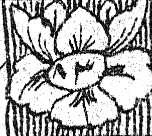
ہر وہ بھی جو قتیل بے اگر تو بیجا ہے
ای رشکِ پری اب تو ترا ہی وہ بلا رقص

زندان سے جو ای جوشِ جنون چھوٹنی یا دن
صحرا مین کرینگے جا کی بگولی سی سوا رقص

اس فن کی حقیقت سی تم آگاہ نہین ہو
ای صوفیو اچھا نہین بی ناز و ادا رقص

جب بزم مین دیکھا تجھی خوش ہو کی مغنی
بیساختہ کرنے لگے ہنگام غنا رقص

دیتی ہین خطِ پشت لب یار سی تشبیہ
کیونکر نکرین خضر لب آب بقا رقص



چل ہند سی لِلّٰہ صبا طوفِ حرم کو
کرتا ہی برہمن کی طرح دیر مین کیا رقص



مکروہ تھا ہی پیشِ بتان زمانہ فرض
واجب ہی انکے دین مین حیلہ بہانہ فرض

بہلول کیطرح ہی خیالِ زمانہ فرض
ان احمقون سی ہی سخن ابلہانہ فرض

کہتی ہی روح جانبِ افلاک دیکھکر
اس ہفت خوان سی ہی گذر رستمانہ فرض

کیا اور تیرِ غم کے لیے کچھ ہدف نہ تھا
کیون کر لیا فقط مری دل کو نشانہ فرض

دل چاہیی ہی داغِ محبت کی واسطے
سودای عشق کو ہی سر عارفانہ فرض

جب مطربون نے داخطے فسانہ کرلیا
ہو جائیگی سماعت چنگ و چغانہ فرض

واجب ہین عشقِ بت مین بہ اردن اہلِ عشق
زاہد پر اک نماز ہوئی پنجگانہ فرض

قسمت کے ماجرے ہین قریب و بعید کیا
دریا مین سیپ ابر پہ ہی آب و دانہ فرض

ہر چند تو دشمنون کو بھی کہتے نہین برا
تعریف دوست دوست کو ہی غائبانہ فرض

اللہ ری سزا گنہ عشقِ زلف کی
مردی پر اسکے توڑتا ہی تازیانہ فرض

بغض و حسد حرام ہی اپنی طریق مین
ملنا عدو سی جان سی بھی ہی دوستانہ فرض

ای مردہ دل نہ حرمت اہل قبور کر
واجب شمع و گل ہین نہ کچھ شامیانہ فرض

تمکو نہین مری دلِ پر داغ کا خیال
ای بادشاہ حسن ہی پاس خزانہ فرض

کہتے ہین حال دل تو وہ کہتے ہین چپ رہو
کچھ وعظ کیطرح نہین سننا فسانہ فرض

خوف اجل ضرور ہے طاعت کیواسطے
ڈرتا نہین قضا سے تو ہوگا ادا نہ فرض

کیا غم اوسے مین بسر ہو کیسی عذاب مین
ہر روز صبح اوٹھکے کرے ہی زلفونمین شانہ فرض

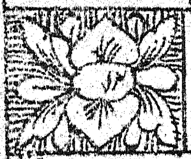
منصور چڑھ کے دار پہ سردار بنگیا
درویش کو نہین ہی دماغ شہانہ فرض

دیکھے تو جسم مین کوئی احوال مرغ روح
بلبل نے کس قفس کو کیا آشیانہ فرض

کعبے مین شیخ ہون تو برہمن ہون دیر مین
ہر حال مین ہی خاطر اہل زمانہ فرض



مضمون پیدا رہین مگر وہ ای صبا
اشعار ہر زمین مین ہین عاشقانہ فرض



باغ عالم مین ہی بیرنگ بیان واعظ
صورت برگ خزانی ہے زبان واعظ

مصر مین بھی نہ یہہ فرعون کا عالم ہوگا
دیکھے مسجد مین کوئی شوکت و شان واعظ

ایک کانٹا سا نکل جای ہمارے دل سے
سنیون سی کوئی کھینچے جو زبان واعظ

قلقل شیشۂ می سے تری سیکش ساقی
سن رہے ہین خبر راز نہان واعظ

حال معلوم ہوا نار و جنان کا کیونکر
اس قدر تو نہین اونچا ہی مکان واعظ

نام حق وہ ہی کہ لب پر جو کبھی آتا ہی
منہہ سے باہر نکل آتی ہے زبان واعظ

میکدے والون سے ڈرنے لگی مسجد والے
دور ساقی کا ہی گذرا وہ زمان واعظ

مین بھی وہ ہون جو مری آگے کبھی منہ کھولے
کاٹ ڈالون ابھی دانتون سے زبان واعظ

اپنی رندونکی مین ہاہو حق کا ہون جینی والا
یا الٰہی نہ ستانا سخنان واعظ

مین پری رونکا عاشق ہون تو وہ چھیڑونگا
میرے سودے ہی بڑھ کر خفقان واعظ

پاے خم بیٹھہ کے نشہ مین وہ باتین کیجے
لوگ سمجھین سر منبر ہے بیان واعظ

ای صبا خلد مین جاؤن کہ جہنم مین چلون
نہ سنا ہے نہ سنونگا مین بیان واعظ

کبھی فروغ نہ پائینگے پیش یار چراغ
وہ ماہ ایکطرف اک طرف ہزار چراغ

یہہ حال کہتی ہین پیش رخ نگار چراغ
رمد مین انکھون کو جیسے ہو ناگوار چراغ

جلے جو دیکھہ کی نور عذار یار چراغ
طمانچہ کھاکی ہوا کا ہو بیقرار چراغ

وہ روشنی چراغ رخ حبیب کہان
جلای ایک سی لیکر کوئی ہزار چراغ

مجال ہی شب غم مین مری طرح جلنا
دہوئین سی دل کا نکالا کری بخار چراغ

وہ شب کو وحش پر افعی زلف چہوڑ دی مین
چراغ ماہ نہ بجہہ جای درکنار چراغ

ہجوم بلبلون کا پھر ہو مثل پروانہ
جلای باغ مین گل کا کہین بہار چراغ

وہ ترک شب کو جو محفل مین بی نقاب رہا
تو صبح تک ہوئی پروانون کا شکار چراغ

سیاہ ہی شب غم اور بھی چمک جاوے
جلای مجہسا اگر تیرہ روزگار چراغ

وہ تیرہ دل ہون سکوری نبینگی کاجل کی
بنائینگی مری مٹی سی گر کمہار چراغ

ہمارے داغون سے ناحق مقابلہ ٹہہرا
شرارہ وار کیے جاتے ہین فرار چراغ

کسیکا عرس جہان دیکھتا ہون جلتا ہون
تہ مزار اندہیرا سر مزار چراغ

خیال نوک مژہ نی وہ اشتعال دیا
شب فراق مین کہینچے رہا کنار چراغ

وہ نور عمر دو روزہ مین کہیچی پیدا
کہ بعد مرگ ہو ہر ذرہ غبار چراغ

یہہ حال عشق حقیقی مین ہی مجازی کا
کہ جسطرح شب مہ مین ہو بیوقار چراغ

مری طرح سی یہہ شب کو لگی تھی لو کسکی
بنا رہا ہمہ تن چشم انتظار چراغ

ہوا سی شب کو رخ یار کا اوڑا جو نقاب
تو جھلملا گئے کیسے سب ایکبار چراغ

ہوا بند ہی نفس سرد کی شب غم مین
جو گل فشانی کی جا ہی تو گلگ بار چراغ

شرارہ دل سوزان سی گر ہوا روشن
شب برات کا بنجایگا انار چراغ

نہ دی سکیگا مجھے روی یار کا دہوکا
کہانسی لائیگا وہ چشم و عذار چراغ

۸۶ — ۱۴

ترقیان ہوئین ساقی مہ لقا کے لیے
جلائین گہی کی صبا ہم شراب خوار چراغ

حلقی نہین کمند کے ہین حلقہای زلف
سو سہالسیان ہین ایک ہو نہین تہ بلای زلف

افشا ہو راز حسن کہین عقدہای زلف
شانی کی ہر زبان پہ ہو ماجرای زلف

ای خوش خرام پیچ نزاکت کا ہی بڑا
موی کمر دوتا ہو اگر جھونک کہای زلف

ہو قطع سلسلہ نہ تری حسن کا کبھی
جب ابتدای خط ہو تو ہو انتہای زلف

کبھی چھپا ہی چاند محاق حجاب مین
دو دن اگر وہ رخ سی اپنی اوٹھای زلف

یہہ درد سر ہوا ہی مصالح کی تیل سی
صندل کا عطر چاہیے تمکو برای زلف

مضمون ہو جیسا ویسا ہی اوسکا لباس ہو
کالی کی کیچلی کو کہون مین قبای زلف

سودا ہی ہمکو سنبل باغ مراد کا
چلتی ہی اپنی گلشن دل مین ہوای زلف

روز سیہ نصیب ہو موذی کی واسطے
دنیا مین کوئی ہو نہ پریشان سوای زلف

آئینہ دل جو ہو تو وہ صورت نظر پڑے
شانہ نہی جو ہاتھ تو وہ ہاتھ آئی زلف

پیچیدہ شاخ سوختہ سی سانپ جاکی ہوتی
مشاطہ گر سلائی سی اوکی بنای زلف

شانی کی جا اونھین دل صد چاک دیکھیے
وہ پیچ کھیچیے کہ بہت پیچ کہای زلف

کھل جای اپنی آنکھہ معطر دماغ ہو
غش مین جو وہ پری ہی ہین اگر سنگہای زلف

۸۷ — ۱۶

نفرت کمال دل کو دو رنگی سی ہی صبا
ہم آشنای رخ ہین نہین آشنای زلف

قدرتِ حق سی رہی جلوہ کا شانۂ عشق
نور عرفان ہی چراغِ رہِ بتخانۂ عشق

زر کو کچھہ مال سمجھتا نہین دیوانۂ عشق
گنج اسرار سی خالی نہین ویرانۂ عشق

دہن مار ہی ہر روزن کاشانۂ عشق
خانۂ گور سی بدتر ہی سیہ خانۂ عشق

کچھہ دریاے حقیقت مین لگاکر غوطہ — آسمان ہی صدف گوہر یکدانۂ عشق

دہن کی سدہ کسی وپیناکیطرف ہوپیان گیسے — اپنی کچھہ اور ہی عالم مین ہی دیوانۂ عشق

واقعی کیون نہ سمجھے شمع حیات انسان — ہو جہ باد فنا ہے پر پروانۂ عشق

مرگ عشاق کی خالی نہین کیفیت سے — جان بلب جب ہوگی لبریز ہی پیمانۂ عشق

خوب ہی ہمنے چھلکتا ہوا ساغر پایا — واہ رے ظرف ترا ساقی میخانۂ عشق

نقل مچاتے ہین جو کتون کی طرح جیسے ناصح — شیر کی طرح بپھر جاتی ہین دیوانۂ عشق

ہم وہ عاشق ہین کہ طفلی مین نیند آتی تہی — دایہ جبتک نہ بیان کرتی تہی افسانۂ عشق

حق بجانب ہی گریبان نہ کیونکر پہاڑے — تنگ ہی جامہ ہستی سی ہبی دیوانۂ عشق

کبھی جمشید کو خاطر مین نہین لانیکا — ایک ادنی سا گدائی در میخانۂ عشق

حال دل اوسنے جو کہیے تو وہ فرماتے ہین — دل لگی کے لیے کیا خوب ہی افسانۂ عشق

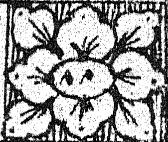
آفتاب فلک حسن کا رتبہ بخشا — میرے ساقی نے پلا کر مجھے پیمانۂ عشق

کسی جانب سی کدورت نہین آنیوالی — صاف ہے سینۂ عارف سی بہی ویرانۂ عشق

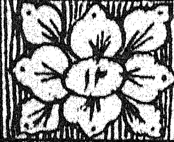
مرتبہ قیس نے پایا ہے اتا لیلی کا — حسن تدبیر سی غافل نہین فرزانۂ عشق

عشق یوسف مین زلیخا نے بڑا نام کیا — واہ شاباش زہی ہمت مردانۂ عشق

واعظون کی کوئی لاحول ولا سنتا ہے — کہ فرشتے کی بھی سنتا نہین دیوانۂ عشق



ای صبا تخم محبت کا ہرا ہے ثمرہ — تخل تابوت ہو پیدا جو اوگے دانۂ عشق



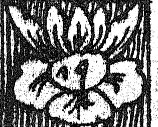
شکست تار نفس ہی جو ہون عدوی فراق — ہمارا رشتۂ جان ہے رگ گلوی فراق

سوا ہی شور قیامت سی گفتگوی فراق — صدا ہوئے افزون ہاو ہوی فراق

ازل کی روز سے انداز ہند مین ہی مغز — ہی وصال سے کیونکر بہرے سبوی فراق

شکست دیکھئے دیتا ہے آسمان کسکو
پیام مرگ نے بے آس کر دیا ہمکو
یہ اپنے دیدۂ تر و دل کی عزت ہین
سفر کے جائینگے کیونکر ہمیں اجازت ہین
بساط ذرہ ہے کچھ باد تند کے آگے
یقین ہے چمن عیش پر خزان آئی
لگی ہی قید غم زندگی بسے دم سے
خلاف مجھسے جو ہر حال مین فلک رہتا

عدو فراق ہمارا ہی ہم عدوی فراق
امید وصل بھی ٹھہری ہے شد عدوے فراق
ہمارے اشک کا دریا ہے ابر روے فراق
کہو یہ اوس سے جو رکتا ہوا رزدوے فراق
مین مشت خاک ہون کیا چیز روبروے فراق
گل وصال سے آتی ہے مجھکو بوے فراق
پھنسا ہے جا کے پھندے مین یار گلوے فراق
وصال کی بھی کرتا مین آرزوے فراق



زمان عیش کے انجام پر نظر ہے مجھے
صبا وصال مین یان سے لگاؤ ہے سوز فراق



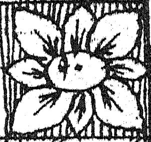
مسی ہوگی تری ای غیرت گلشن کب تک
ای اسیران چمن حسرت گلشن کب تک
ہوگا تا چند نہ خورشید قیامت طالع
ارنی کہتا ہون پردہ رخ روشن سی اوٹھا
ہوش مین آ مجھے کیا جان نہین اپنی عزیز
گل بدقت نظر آئی جو ہوئی حسرت نگاہ
رحم کر حال پہ بیمار کے تو ای سوز فراق
کہو یہ بخیہ گر کا لینے در خانۂ یار
سوزش داغ جنون خانۂ دل مین تا کی
پاؤن پڑتا ہون مین تنگی ہی الگ جا

دیکھیے آئے بہار گل سوسن کب تک
تا کجا آہ و فغان نالۂ شیون کب تک
نہ اوٹھا رکی نقاب رخ روشن کب تک
شعلۂ حسن چراغ تہ دامن کب تک
دوست رکھون مین تجھی ای دشمن کب تک
ایک اک دانے سے جمعیت خرمن کب تک
قبر مین آگ پہ لوٹون بسی مدفن کب تک
چشم حسرت طرف دیدۂ سوزن کب تک
مشتعل آتش سودا سے یہ گلخن کب تک
ہاتھ باندھے ہوئے رہتے آگے جب زن کب تک

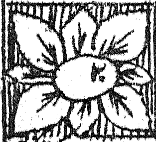
سختی گردش ایام ہی ساقی سر چوٹ
شیشہ تھی ہدرت سنگ خلاحن کب تک

تا زیجا نگرای یار وہ دن سن نہ رہے
بات اب تک ہی چلی یہہ لڑکپن کبتک

کفر و اسلام کی جہگڑے کو چکا دو صاحب
جنگ آپسمین کرین شیخ و برہمن کبتک



ای صبا دیجیے اب چلکے اذان کعبے مین
دیر مین ہونگے ناقوس برہمن کبتک



چشم زخم نگہہ اہل زمانہ کب تک
ایک دل سیکڑون تیر ونکا نشانہ کبتک

دیکھیے جلوی دکھاتا ہی زمانہ کبتک
صورت آباد رہی آئینہ خانہ کبتک

چھوٹے وعدے نکر ای یار بہانہ کب تک
عارضی حسن ہی نادان زمانہ کبتک

دل روشن پہ یہہ سختی زمانہ کبتک
مورد سنگ بلا آئینہ خانہ کبتک

خاک مین دل کو ملا بیٹھے ہین امید ہم
دیکھیے نشو نما پای یہ دانہ کبتک

دو ہی دن مین گل و بلبل نہ دکھائی دینگی
دور صیاد کا یہ گلچین کا زمانہ کبتک

روز شبنم ہوی خورشید روان ہوتی ہی
جان ہوگی طرف یار روانہ کب تک

قابل دید وہان سب کے ہی ہی سیر ای غافل
آنکہہ کر بند تماشای زمانہ کب تک

نقد جان کو تن خاکی کہین رکہہ سکتا ہی
دیکھین اوگلی یہہ خرابہ نہ خزانہ کبتک

جعلسازی تری کہلجائیگی آخر اکدن
دیکھتا ہون یہہ چرتر یہہ بہانہ کبتک

یا الٰہی کہین واعظ کا ہو کرکا متوقف
قصے آپسمین پڑی ہین یہہ فسانہ کبتک

آخر ای بت ملک الموت بہی تہک جائیگی
جان دیگا تری الفت مین زمانہ کبتک

دلکو دکہلاکی یہہ اوس ترک ہی کہتا ہون
اوکماندار اوڑیگا یہ نشانہ کبتک

خوب ہی ناچ نچائیگا تجھے ای گلچین
راگ لائیگا نہ بلبل کا ترانہ کب تک

غیر ممکن ہی رہی حال عناصر یکسان
چار دن کا ہی ترانہ یہہ زمانہ کب تک

چاہ مین یوسف مقصد کی ہی ای دل تو ڈال
کنو مین جھکولے لینگے اپنا ای زنا نکہت تک

دولتِ عشق پہ کب تک رہے گا جان صورتِ مار
دلکی کوٹھی مین رہے گا یہ خزانہ کب تک

کوس رحلت کا بہی آتا ہی خیال ای غافل
دف و نای و ڈھول و چنگ پہنانہ کب تک

ق

تا کجا غم مرے مرنے کا کرا ای یار نیاد
حال نشاط رہے مضطربانہ کب تک

۹۱ — ۱۰

چشم آئینہ رہے دور سے کبتک نگران
دانت زلفون پہ لگائے رہے شانہ کبتک

جگر کا داغ ہی یون دلکی داغ کی نزدیک
چراغ جیسے ہو روشن چراغ کی نزدیک

ہجوم حسرت کشتہ ہی داغ دلکی قرین
مری پڑی ہین پتنگے چراغ کی نزدیک

تمام ہو گی ہوئی علم عشق مین کامل
قریب مرگ کی پہونچے فراغ کی نزدیک

لگا کی سرمہ دنبالہ دار آنکھ مین یار
قلم کا روپ دکھا دی ایاغ کی نزدیک

جب آئی نکہت گیسوی یار پہول نار
تڑپ کی سینے سے پہونچا دماغ کی نزدیک

نہین ہین ایکطرح سب اطراف سی رو شندل
اندھیرا رہتا ہی پای چراغ کی نزدیک

غم فراق بہی او عشق مین نصیب ہوا
یہہ داغ اور ہوا دل مین داغ کی نزدیک

گلون کا دیکھ لے دیدار آخری بلبل
خزان بہی آن ہی پہونچی ہی باغ کی نزدیک

نقاب شب کو جو وہ بزم مین اوٹھا بیٹھے
پتنگے جا بہی نہ پہنچے چراغ کی نزدیک

۹۲ — ۱۵

بہار آئی ہی ای صبا کی گلگشت
ملے مکان تو لو عیش باغ کی نزدیک

یان چشم حقیقت مین ہی سب دار فنا خاک
دکھلاتی ہی اپنی سمجھی کیا نشو و نما خاک

ای اہل ہوس ہی ہوس دار فنا خاک
تعمیر مکان سی تری ہاتھ آئیگا کیا خاک

یا رب ہین سیہ کار بہی منظور اجل ہون
سرمہ ہو مری چشم بعد فنا خاک

عاشق کبھی بنتی ہی کبھی بنتی ہی معشوق
پھر روپ ہر اک رنگ مین لاتی ہی بنا خاک

جلتی ہے زمین بھی مری آتش قدمی سے
ہو جاتی ہی راکھ آتی ہے زیر کف پا خاک

انسان نہین درد محبت کا مداوا
عیسی بھی جو آئینگے تو ہوگی نہ شفا خاک

لقمہ وہ ہین گور کا انسان ہی پس مرگ
وہ رزق رسان خاک کی کرتا ہی غذا خاک

ذرہ بھی نہین ذرہ تارون کی ہمان قدر
دنیا کو سمجھتے ہین تری در کے گدا خاک

مر جاؤن گا ای دل جو یہ نہین ہونے دیتے
ہڈی مری پائیگا تو کھائیگا ہما خاک

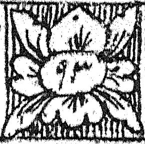
خون شہدا ہاتھ مین قاتل کے رچا ہے
اس رنگ پہ رنگ اپنا جمائیگی حنا خاک

ٹھہرا نہ کوئی اہل چمن دور خزان مین
پھیلی ہوئی ایسی کہ ہوئی گل کی قبا خاک

آوارہ بشر کیون نہ ہے حرص و ہوا مین
برباد ہو کیونکر نہ ہیولی کی بنا خاک

پیری مین جو انکے لیے ہاتھ ملے گا
اک روح ہے پر غافل نہین ہی کوئی صدا خاک

اعلی سبب عیش سے ہوتی ہین مکدر
جب وجد مین آتی ہے اڑاتی ہے ہوا خاک



اب ہونگے صبا کوہکن و قیس نہ پیدا
سر کوہ سے ٹکرا کے بیابان مین اڑا خاک



روغن تازے لگتے ہین چرند بان سبزہ رنگ
دھوکی کی ٹٹی سے لگتے ہین دام گلستان سبزہ رنگ

سرو بہار باغ حسن ہین جوان سبزہ رنگ
رشتہ جان فاختہ ہوے میان سبزہ رنگ

فصل گل آئے یا خدا رنگ جمی نصیب ہو
کیف شراب لالہ گون وصل بتان سبزہ رنگ

سبزہ راہ کیطرح خضر بھی ہونگے پائمال
رنگ یہ کھینچ لائیگا عشق جوان سبزہ رنگ

تیری یہ ریاض حسن کی مہر رخونکا پاؤن ہے
گردش چرخ اخضری دور بتان سبزہ رنگ

محتسب سیاہ دل زرد ہے سہا چمن
رندون سے سرخرو ہین غنچگان سبزہ رنگ

زہر غم فراق سی آنکھونکا نیل ڈھل گیا
آیا نہ دیکھنے مجھے میرا جوان سبزہ رنگ

سبز قدم خزان ہوئی حسن کی سبزہ زار پر | سبزۂ خط سے ہٹ گئی شوکت و شان سبزہ رنگ

نکھرے ہین زلفین چھوڑ کر اوٹھ چلی ایسی حسن مین | پریونکے پر کترتے ہین حور و غشان سبزہ رنگ

سبزۂ رخ ملیح کا ہمکو لہو رولائیگا | طرفہ بہار لائیگی فصل خزان سبزہ رنگ

حسن صبیح ماہ مصر یون تو عزیز خلق تھا | قابل دید ہے مگر کھبتا جوان سبزہ رنگ

خون تمام جسم کا دم مین ہوا سراکہوہ | دل مین غضب سما گیا روح روان سبزہ رنگ

چہرے پہ جب نقاب اوٹھا اور ہی رنگ کھلگیا | قصر قمر دین بنا صاف مکان سبزہ رنگ

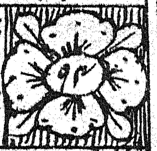
عشق قد نگار مین ساری نمود مٹ گئی | سرو سہی تھا باغ مین خوب جوان سبزہ رنگ

سبزۂ خط عیان ہوا اب تو نہین اب چمک کجا | اور ہی روپ ہوگیا حسن بتان سبزہ رنگ

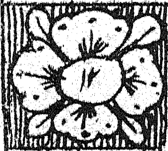
مثل شراب صاف ہی شیشہ صاف سے عیان | چھپتا نہین کسیطرح راز نہان سبزہ رنگ

مجھسے وہ بولتے نہین یہ بہی لکھا نصیب کا | کوکب بخت تیرہ ہی مہر دہان سبزہ رنگ

کبک کو پایمال کر فاختہ کو ہلال کر | باغ کو چل سنبھال کر سرو روان سبزہ رنگ



قمری کی دل کی ای صبا لتری ہی ہین ہجر مین
تا ہی نگار سرو قد ہاے جوان سبزہ رنگ ؎



نیرنگ آسمان سے بدلیگا قضا کا رنگ | بگڑیگا خاک و آتش و آب و ہوا کا رنگ

گل نے چمن مین اپنی قبا چاک چاک کی | وہ لال لال دیکھکر اونکی قبا کا رنگ

چلنے مین کم نہین ہے نسیم بہار بھی | لائے مگر کہان سے ترے بادپا کا رنگ

حرص و ہوا ہے خانہ دلمین بہری ہوئی | ممکن نہین بہائی جو فقر و فنا کا رنگ

طرہ بہی عاشقون کی بہی بخت سیاہ پر | کتنا سیاہ ہی تری زلف دوتا کا رنگ

نیرنگ ہی جہان طبایع ہین مختلف | ای دل جدا جدا ہی ہر اک آشنا کا رنگ

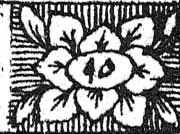
کہتے ہین لوگ پنجہ مرجان کی ہتیلیان | کہلتا ہے دست یار مین کتنا حنا کا رنگ

پاتا ہے فیض تجھی دل کافر سے بھی ہوا
دکھلا رہی ہی ای شب غم کس بلا کا رنگ

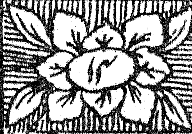
نقش و نگار خانۂ دنیا ہی بی ثبات
مرنیکے بعد ایک ہی شاہ و گدا کا رنگ

بے یار بزم مین مرے نالونکے سامنے
کس ن مغنیون نی جمایا غنا کا رنگ

دو دن اگر خزان ہی تو دو دن بہار ہے
اک رنگ پر کبھی نہین رہتا ہوا کا رنگ



حرص و ہوای باغ جہان مین خراب ہی
مدت سی دیکھتے ہین یہی ہم صبا کا رنگ



ای صنم سب ہین تری ہاتھون سے نالان آج کل
صورت ناقوس ہین گبر و مسلمان آج کل

باغ مین کہتی ہین وہ لالیکا تختہ دیکھکر
گل کہلاتی ہی عجب خاک شہیدان آج کل

حرف مطلب بھی دیوانی کا ہی بن جا ذرا
ہو تجھے چھٹی جو ای طفل دبستان آج کل

موسم جوش جنون ہی جامۂ گل کیطرح
خود بخود ہوتے ہین ٹکڑی جیب و دامان آج کل

پیشتر خط سی مزا تھا حسن کا ای نونہال
ہو گیا داغی ترا سیب زنخدان آج کل

یاد کرتی ہین کسیکی مصحف رخسار کو
طاق نسیان پر رکھا ہی ہمنی قرآن آج کل

زلفین چھوڑی ہین جو اوس صیاد گل رخسار نے
دام مین پھنستے ہین مرغان گلستان آج کل

ہای وہ خوش قامتی گلگشت اب آتا نہین
نخل ماتم ہی ہر اک سرو گلستان آج کل

ضعف کے ہاتھون ہوئی فصل جنون مین تنگ ہم
ہو گیا بہاری ہمین اپنا گریبان آج کل

اندنون ہین زور ہوتا ہی ہمین جوش جنون
بھاگتا ہی چھوڑ کر مجنون بیابان آج کل

جو حسین ہی گرد ہی اوس بادشاہ حسن کے
رہتا ہی پریونکی جھرمٹ مین سلیمان آج کل

اینڈتی ہین کچھ ادائی کرتی ہین عشاق سے
بل کی لیتی ہین بہت گیسوی جانان آج کل

گلشن عالم مری نظرون مین باغ سبز ہی
دیکھتا ہون سبزۂ گور غریبان آج کل

سامنا ہر روز کا ہی اوس بت سفاک سی
ای صبا اللہ ہی اپنا نگہبان آج کل

ای چشم غرق آب فنا ہو جہان تمام — خالی حباب وار رہی آسمان تمام

غارت ہین صبر و طاقت و تاب و توان تمام — ای ترک تو نی لوٹ لیا کاروان تمام

پھولون سی بلبلون نی بہری آشیان تمام — گلشن ہین باغ باغ رہین باغبان تمام

اول مئی الست ہی آخر مئی طہور — کتنا صفا ہی مشرب پیر مغان تمام

فرہما تجھے سگ جانان نصیب ہو — کہا مئی ہین کس مزیسی مری استخوان تمام

اک ایک سی بگاڑ سنو بات بات یہ — قصہ تمام ہی جو ہو یہہ این و آن تمام

کیسا بہار مین زر گل پہ داغ تہا — کیا چار دن ہوا پہ رہی باغبان تمام

سامان وہ ہر صورت نقش بر آب ہی — مثل حباب و موج ہین طبل و نشان تمام

اظہار عشق نے او ہمین پردہ نشین کیا — کھولا جو راز بند ہوئین گھر کیان تمام

ممکن نہین ہی بند علائق سی چھوٹنا — جب تک نہ ہوگی مدت قید جہان تمام

تقریر صاف بحث مذاہب مین چاہیے — سلجہا ہی کسطرح کوئی یہہ گتہیان تمام

بعد فنا بہی نعمت دنیا یہ دانت ہی — دندان دہان گور مین ہین میزبان تمام

کیا اوس پڑ گئی ہی عروس بہار پر — روتی ہین ڈہانپ ڈہانپ کی منہہ باغبان تمام

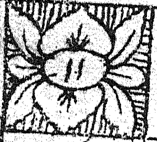
ثابت ہوا ہمین یہہ شکست حباب سے — حادث ہی بی ثبات ہی بحر جہان تمام

واعظ کی کوئی بہی نہ سنیگا بہار مین — چھٹ جائینگے اسیر طلسم بیان تمام

ای دل خدا کیواسطے اب بہی خیال کر — غفلت مین زندگی کو نکر رایگان تمام



کیا خاک بن پڑیگا صبا اہل باغ سی
اکبار جھک پڑی گی جو فوج خزان تمام



حت ہوتا کھینچتے گر آہ پرتاثیر ہم
کر نہین سکتی دہان یار مین تقریر ہم

صبح ہو جاتی جو کرتی نالہ شبگیر ہم
رہتی ہین خاموش پہرون صورت تصویر ہم

کہو چکے قاصد کو خفا کرکے او غنچہ تحریر ہم
رو چکے ملنے کو اپنے خوب ای تقدیر ہم

لیکے دنیا سے حسرت زخم دامندار کی
حشر کو ہونگے ترے قاتل گریبان گیر ہم

زلزلہ آئی زمین کو سقف گردون ہٹ گئے
نالہ کرتے ہین ابھی جو ای بت بی پیر ہم

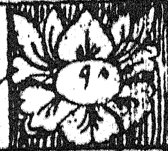
آگئی زندانیان کی کو گھوستے ہین گلکے طوق
غل جو کرتے ہین جنون مین صورت زنجیر ہم

عشق کہان مجھسے بیہا ہے حسن کا رتبہ ہین
آئینے مین دیکھتے ہین یار کی تصویر ہم

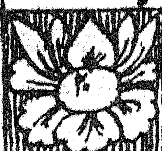
دیکھ لینگے کانکے جھملی تری ای بحر حسن
ہین ہمہ تن چشم شکل دام ماہی گیر ہم

ٹکٹکی باندہی تری در پر ہین گی ای صنم
حلقے آنکھون سے کرینگے حلقۂ زنجیر ہم

رشک کی ہا سے رقیب بیسیہ ہوتی ہین ذبح ہم
چلتی ہین کوچے مین اوسکے صورت شمشیر ہم



ای صبا بہر جہان مین آیا ہم کیوا سطے
کیا حباب آسا بھلا کرتے مکان تعمیر ہم



نکلین کہین احاطہ وہم گمان سے ہم
باز آئی اس زمین سے اس آسمان سے ہم

آواز صور کہتے ہین شور و فغان سے ہم
دبتی نہین زمین کیطرح آسمان سے ہم

ہرگز نہ سما سکینگے نہ میدان حشر مین
اتنی گناہ لیکے چلے ہین یہان سے ہم

گلشن بھی ہی شراب بھی ہی ابر تر بھی ہی
یاد شہ بخیر یار کو لائین کہان سے ہم

لکھواتین کسطرح ورق آفتاب پر
سنتے ہین اپنا نام کسیکی زبان سے ہم

وہ عندلیب تھی کہ نہ صیاد نے چھوا
کیا کیا تڑپ تڑپ کی گری آشیان سے ہم

راہ عدم مین نامۂ اعمال ساتھ ہے
کیسا سیہ داغ لیکے چلے ہین یہان سے ہم

اللہ ری شوق منزل مقصود کا ہمین
نالون مین بڑھ گئی جرس کاروان سے ہم

دربان سے چھپکے آئی ہین گھر مین تمہاری یان
دیکھو تو چڑھ کے کو دپڑی ہین کہان سے ہم

ای رشک مہر سن شب فرقت کا معرکہ
بگڑی رہی ہین چار پہر آسمان سے ہم

یہہ جذب حسن عشق ہوا جا بنین سے
آخر وہان سے آپ چلے اور یہان ہم

کہتے تھے دل کسیکو نہ دینگے تمام عمر
مجبور ہوگئے مگر اک دلستان سے ہم

باقی رہی نہ فرق زمین آسمان مین
اپنا قدم اوٹھالین اگر درمیان سے ہم

واعظ تری بیان کو ہمارا سلام ہے
سن لینگے چار شعر کسیکی زبان سے ہم

دیتی ہین زک وہ بوسہ لب کی سوال پر
ہر بار منہہ کی کہاتے ہین اپنی زبان سے ہم

یاران رفتگان کی لیے خاک اوڑاتی ہین
پیچھے پڑے ہین گردہیں کاروان سے ہم

یارب وہ دور ہو کہ نہ ہو بیا کہین
باہر نہین ہین بیعت پیر مغان سے ہم

ثابت قدم رہے غم ایام ہجر مین
اک حال پر رہا کیے ہفت آسمان سے ہم

اس سقف کج مدار کا کیا اعتبار ہے
یارب نکلکی جائین کہان آسمان سے ہم

۹۹

فصل خزان چمن مین جو آئے تو ای صبا
روئی لپٹ لپٹ کی بہت آسمان سی ہم

۹

ابر مین دیدۂ پر آب سے ہم
برق ہین دل کی اضطراب سی ہم

سو طرح کی غرض نکلتی ہے
کیون نہ مطلب رکھین جناب سے ہم

دم مین موج فنا مٹا دے گی
بحر ہستی مین ہین حباب سے ہم

بیوفاؤن سے ہے وفا مطلوب
طالب آب ہین سراب سے ہم

زندگی ہوگئی عذاب ہمین
گذرے زاہد ترے ثواب سے ہم

۱۰۰

تنگ آتی ہین تنگ آئی ہمین
اس دل خانمان خراب سے ہم

۱۱

نفس گل ہی زاہد ونکو بہی ہے کشش شاہد مین
مسجدین سونی پڑی ہین بہتیان آباد ہین

عاشقو ہمین فرد مین ہکتی وہ ہمکو یاد ہین
قیس کی اوستاد ہین فرہاد کی اوستاد ہین

خوش ہین یہ جو ہی کوئی تپتی کوئی شتابہ مین
خوبرو خونریز ہین قتال ہین جلاد ہین

قافلو یہ جند کی نالون سی آتی ہی صدا
کل وہ گہر ویران ہونگی آج جو آباد ہین

پائی ہین خلعت یہ خلعت وصف قد جسم مین
ایک اک مصرع پر اپنی اوسکی دو دو صاد ہین

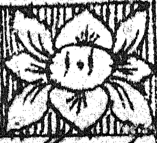
مجہسے کچہہ سنتا ہی جاکر غیر سی کہتا ہی یہ
ای بت پرفن تجہی کیا کیا چیز یاد ہین

آگی صحرا مین نہ پہر منہہ جانب گلشن کیا
نکہت گل کیطرح ہم خانمان برباد ہین

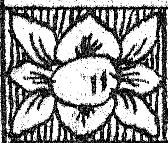
اسقدر حیرت ہی اپنی سخت جانی پر ہمین
روبرو قاتل کی ہم آئینہ فولاد ہین

ضعف سی آواز منہہ سے کان تک جاتی نہین
آپ ہی سنتی نہین کرتی جو ہم فریاد ہین

شرم سی کٹتے ہین ہم بس قد قد جانان دیکہکر
مثل چوب خشک اتریکی تلی شمشاد ہین



ضعف سی غش آگیا تہا ای صبا جیتا ہون مین
دوست کیون روتی ہین دشمن اسقدر کیون شاد ہین



ممکن نہین کہ ذرہ ہو جا اوسکی مکان مین
تہکلی بہی ہم لگائین اگر آسمان مین

ساقی نی ساتہہ چہوڑ دیا امتحان
آیا مگر نہ فرق مری آن بان مین

نازک بدن نہین کوئی مستا جہان مین
چٹکی کی گلبدن سی پڑی نیل ران مین

نیرنگی نصیب ہی غم کی بیان مین
سو رنگ کی طلسم ہین اک داستان مین

اونکی مژہ ہی کعبہ ابرو مین معتکف
کہینچا کبہی نہ تیر نے چلہ کمان مین

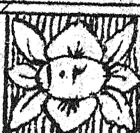
طوفان اشک سی نہ کہین غرق ہو زمانہ
کچہہ سوجہتا نہین ہمین رونیکو دہیان مین

زلفین حنا کی دست حنائی سی باندہتی
دزد حنا کو باندہ لیا ریسمان مین

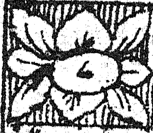
کہتا ہی مجہسے سنکے دعائی وصال یار
تاثیر کچہہ نہین ہی تمہاری زبان مین

ڈوبی ہر ایک شاہد آبی کی آبرو
مجمع بتون کا ہی لب دریا نہان مین

پایا ہی اس قدر سخن سخت نی رواج
پنجابی بات کرتی ہین پشتو زبان مین



کیونکر نہ ای صبا ہو ہر اک کو سر غرور
پہونچا نہین ہے کسکے نوشتے ز کا یمن



الفت کا زور ضعف پکڑتا ہی ہجر مین — انسان تو کیا ہی دیو بچھڑتا ہی ہجر مین

دم عاشق حزین کا اوکھڑتا ہی ہجر مین — کیا کیا کمیت عمر بکڑتا ہی ہجر مین

چین ایکدم نہین مجھے پڑتا ہی ہجر مین — خنجر کوئی گلے پہ رگڑتا ہی ہجر مین

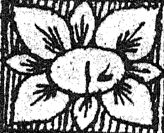
کیونکر نکالون منہہ سی مین حرف وصال یار — جو دانت ہی زبان پکڑتا ہی ہجر مین

روتا ہی آسمان مری حال زار پر — باران غم ہی منہ نہین پڑتا ہی ہجر مین

تدبیر وصل پڑتی ہی تقدیر کی خلاف — بنتا نہین ہی کام بگڑتا ہی ہجر مین



وصلت مین مجھسے پوچھتا ہی یار ای صبا
کسطرح چین آپ کو پڑتا ہی ہجر مین



مغتنم ہی باغ عالم کی ہوا دو چار دن — صورت گل ہی یہان نشو و نما چار دن

سبزہ خط کا نمو ہی چاند سی رخسار پر — اور رخ پر چھوڑ تو زلف دوتا دو چار دن

ای بت کافر ری اللہ ری بی پروائیان — آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن

مدعای وصل سنکر وہ صنم کہنے لگا — بیٹھہ کر مسجد مین کر یاد خدا دو چار دن

مجھہ گریبان چاک کی عمر بہرسے اک وحشت رہی — وا رہی اوس شوخ کی بند قبا دو چار دن

یہ بڑا اندھیر ہے اک رات بھی آئی نہ تم — چاندنی کیا کیا ہوئی ای مہ لقا دو چار دن

واہ رہی وعدہ ترا قربان عدو کی ترے — ایک دن کی ہو گئی ای بیوفا دو چار دن

سدا آتی ہی لب گور غریبان سی صدا — شادی و غم ہی پی شاہ و گدا دو چار دن

دام پیدا کیجیے ہی ہو چکی مفلس ہوئے — بیٹھیے مسجد مین شکر بار دو چار دن

نکہت گل پھر کہان باد بہاری پھر کہان — بندہ لی ای باغبان کی ہوا دو چار دن

زاہدون کی ہاں ٹپکی کی می کلا رنگ پر
گر رہی یو نہیں گلستان کی ہوا چار دن

ابتو میرے حال پر لطف و کرم فرمایئے
ہو چکی ہی جو تھی جور و جفا دو چار دن

وہ پری کہتا ہی دیوانہ بناکر زلف کو
فصد لو جاکر کرو اپنی دوا دو چار دن

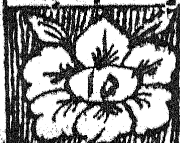
پھر کہان یہ اونکی چتون چند روز ہی بہار
دیکھ لے قابل ہی آنکھونکی حیا دو چار دن

سال بہر فصل جنون پھر ہاتھہ آئیگی نہین
صورت گل پیرہن کیجے قبا دو چار دن

ہڈیان گنتی ہی سو نگین یا یہ سونگھین کیجیے
ہی مشرف پھر رہو بال ہما دو چار دن



بادہ گلگون پیلے ہر روز جاکر باغ مین
ہو ہم گل کی ہی مین ای صیاد دو چار دن



سخیتان کھہ روز میٹے ہو ہمین کھینچ لین
اور آہین آمد و رفت نفس مین کھینچ لین

ہم اسیر ونکی اگر پالی کشش پیدا کرین
وسعت صحن چمن کنج قفس مین کھینچ لین

غیر ممکن ہے چہٹے جام و صراحی ہاتھہ سے
کہاں ہم رندون کی گو دور عسس مین کھینچ لین

صیدگاہ خلق مین مسمت کا سہارا کیا ہے
زر اگر عنقا ہو تو دام ہوس مین کھینچ لین

دسترس اتنا تو ہو شب مین جو وہ غیر ونکی یار
اپنی پہلو مین او نہیں جو ہی دو کی قسمین کھینچ لین

سہو لگی جا پہنچے ہی یعنی ہو تو کچھ آنسو پچھین
بو تلین دو چار ہے دور عسس مین کھینچ لین

بی صدا ای زنگہا ہی عمر رواں کا قافلہ
تا لی ہم اس کاروان بی جرس مین کھینچ لین

باغ مین رونیں جو ہم بھر دردمندان یار
برگ گل آب گہر ایک ایک نس مین کھینچ لین

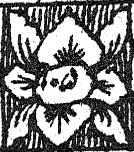
سلسلہ چھوڑ ونکا نہین چاہین ہم ترکان حسین
باندہ کر جیتا مجھے پای فرس مین کھینچ لین

ہم وہ بلبل ہین اگر چاہین تو جذب آہ سے
آتش گل آشیان کی خار و خس مین کھینچ لین

یہہ چلین اچہا نہین رہ جای پھر کیا ای کچہ
ہاتھہ اگر اک دن سر بازار مین کھینچ لین

بی اجل ممکن نہین جو رزمانہ سے نجات
زیست سے ہاتھہ اشتیاق اور بس مین کھینچ لین

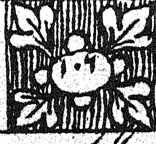
پھر وہی سیر چمن ہی پھر وہی فصل بہار ۔ اور نالی چار دن بلبل قفس مین کھینچ لین
سنکے میرا حال رندون سے یہ کہتا ہی گلال ۔ اور خمیازہ ذرا می کی ہوس مین کھینچ لین



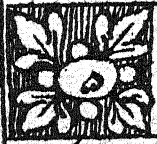
ای صبا کیا منھ ہزاران چمن جواب سے
ایک نالہ تو زیادہ سو برس مین کھینچ لین



عاق ہو نظارہ آئینہ ادراک مین ۔ نقش حیرت کی سیر کر اک اپنی مشت خاک مین
غافلو بیٹھی ہو کیا فکر زر و املاک مین ۔ اوٹھ کھڑی ہو فرش و مسند کو ملا کر خاک مین
ہر بگولی سی انا مجنونکی آتی ہے صدا ۔ لائی ہی وحشت مجھی کس دشت وحشتناک مین
اس قدر گھبرا گئی ای قاتل مجھکو ذبح کر ۔ خون کی چھینٹی لگجا ئین کہین پوشاک مین
پایمالی ہی ہمین منظور نقش شوم کے ۔ ہین فریدون کی طرح فکر سر ضحاک مین
گلشن عالم مین جب چشم حقیقت وا ہوئی ۔ رنگ دیکھا لالہ و گل کا خس و خاشاک مین
جسطرح ہوتی ہی روشن آئینہ خانہ مین شمع ۔ جلوہ جاناں ہی یون اپنی دل صد چاک مین
ای مری نالو اگر تم مین خدا تاثیر دے ۔ اشک بھر آئین ابھی چشم بت سفاک مین
لال ڈورے تشنگی سی نہین ہین ہجر مین ۔ سرخی خون جگر ہی دیدۂ نمناک مین
گردش افلاک نے پامال کر ڈالا مجھے ۔ حسرتین کیا کیا مری دل کی ملا دین خاک مین
میرے رونے نے جو اوس سفاک کو رسوا کیا ۔ نیل کے پھیری سلائی دیدۂ نمناک مین
دور سکنے کے نہین ای ترک ہم تو سن کے ساتھ ۔ سر ہمارا کاٹ کر تو باندھ لی فتراک مین
کر دیا آخر ہدف تیر نگاہ یار کا ۔ ایک مدت سی لگی تھی موت میری تاک مین



ای صبا باد بہاری بھی سی مشت گرد راہ
روح کا عالم ہے اونکے توسن چالاک مین



بوی گل کو در و دیوار چمن کیا روکین ۔ ہمکو وحشت مین غریب اہل وطن کیا روکین

پھنسے بلبل نہین جو دام کی پھندے مین ہے
طائر روح کو در گھائی بدن کیا رکھین

داغ حرمان نی بنایا ہی چراغ مدفن
بزم مین جا صفت شمع لگن کیا رکھین

سرکشی چھوڑ کر آنکھون مین عزیزونکو رہ
شیر کو دیکھ کی حلقے مین ہرن کیا رکھین

بی حجابی سی فقط حسن عروس گل کی
عشق پیچے کی قنات اہل چمن کیا رکھین

خس و خاشاک سی دریا بھی کہین رکتی ہین
خون زخم شہدا تار کفن کیا رکھین

شوخی حسن سی کہتے ہو چھپاوہم ہین
تمکو ہم عاشق کا پسیرہ بدن کیا رکھین

کچھ بھی قیمت لب جانان نی رکھی لعلونکی
ترک اب اہ بدخشان مین کیا رکھین

دام تزویر مین کیونکر دل روشن ہو اسیر
آہوی چرخ ہو نہین صید فلک کیا رکھین

نازکون سی بھی کہین اوٹھتا ہی بار سختی
بارش ژالہ کو گلہای سمن کیا رکھین

چاہیے وصف قد یار مین مضمون بلند
ہم طبیعت کو دم فکر سخن کیا رکھین

کرین جھوٹا سر بازار سمجھے کیونکر ہم
وعدہ وصل برای عہد شکن کیا رکھین

خط سی مسدود ہو کس طرح بہار رخ یار
جوش گل کو خس و خاشاک چمن کیا رکھین

چاہیے پاس ادب قیس سے یارانہ ہی
دشت مین ناقہ لیلی کو ہرن کیا رکھین



سر خستہ ہین بیتابی سوز غم سے +
ای صبا آپ کو ہم سوختہ تن کیا رکھین



عشق کا اختتام کرتے ہین +
دل کا قصہ تمام کرتے ہین +

قہر ہی قتل عام کرتے ہین
ترک ترکی تمام کرتے ہین

طاق ابرو سے اونکے در گذرے
ہم یہین سے سلام کرتے ہین

شیخ اوس سی پناہ مانگتے ہین
برہمن رام رام کرتے ہین +

جوہری پرکھتے در دندان
آپ و دانہ حرام کرتے ہین

خط قسمت پڑھا نہین جاتا — صرف منطق تمام کرتے ہین

یا الٰہی حلال ہون واعظ — دخت رز کو حرام کرتے ہین

آپ کے منہ لگی ہی دختر رز — باتین ہونٹون سے جام کرتے ہین

چلے دنیا سے ہم پئے عقبےٰ — کوچ بھر مقام کرتے ہین

اپنے دل پر ہے اختیار ہمین — ملک کا انتظام کرتے ہین

قابل گفتگو رقیب نہین — آپ کس سے کلام کرتے ہین

رات بھر میرے نالۂ پردرد — نیند اوسکی حرام کرتے ہین

ظلم ہے احمقون کی منہ زوری — تنگ یہہ بے لگام کرتے ہین

دل سے رنگ دوئی مٹاتی ہین — زخم کا التیام کرتے ہین

۱۰۸ — ای صبا کیون کسیکا دل توڑین — کعبے کا احترام کرتے ہین — ۱۵

بندے کے لیے جو آفتین ہین — ای عشق ترے کرامتین ہین

نقشے نہین قدرت خدا ہین — تصویر بتون کے صورتین ہین

ظلمات کہان رہ عشق — ای خضر بڑی مسافتین ہین

دو دن کی حیات پر فلک سے — کیا کیا شکوے شکایتین ہین

سرمہ ہو تمام طور جل کر — یہہ حسن کی سب شرارتین ہین

اللہ ری گردش زمانہ — ہر روز نئی مصیبتین ہین

ہم تم ہین ایک جان دو قالب — آپس مین بڑی محبتین ہین

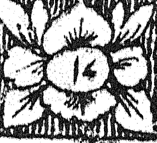
منعم کے ہین سب محل منور — اک دن مٹنے عمارتین ہین

ہم مست ہین اور دختر رز ہی — تو رات پری سے صحبتین ہین

مجنون ہی کہین کہین ہے فرہاد — الفت کی عجیب صورتین ہین
دنیا جو ہے خاکدان تو ہم تم — گویا کہ اسی کے مورتین ہین
بندہ تری شکر مین ہے قاصر — اللہ ترے عنایتین ہین
اے نفس پلید آدمی بن — گیتی مین ولی کے صفاتین ہین
دیکھو غم و نالش و داغ حرمان — اک دل ہے ہزار آفتین ہین



سینہ ظاہر و باطن صفا ہے
انشا آنکھون مین دل مین حسرتین ہین



کیا پر آشوب ہے دیار چمن — ایک اک گل ہے تاجدار چمن
بنون مین نالہ تان جو خار چمن — چاک ہو دامن بہار چمن
ہی اب اوس اوج پر بہار چمن — طائر قدس ہے ہزار چمن
گل حزان ہونگے بلبلین تہ دام — کیا برا ہے مآل کار چمن
خط بڑہا اونکے روے رنگین پہ — رنگ لایا بنفشہ زار چمن
کیبت غوغ حزان کی ہاتہ رہا — لٹ گیا لشکر بہار چمن
الفت رخ مین قید زلف ہی ہے — دام مین مین گنہگار چمن
ایک اک سو کا جہہ مین اوسکے فرق — لاکہہ نالے کرے ہزار چمن
شکل گل نقش پاسے جانان ہے — گرد رہ صاف ہے غبار چمن
بے ثباتے پر اپنے روتے مین — مسکراتے نہین انار چمن
تیری ہی موجہ ہواے بہار — بلبلین کیون نہون شکار چمن
جوشش کہاتا ہے وحشیون کا لہو — رنگ لاسینگے کچہ بہار چمن
زر گل سے نہ کیون ہو مالا مال — باغبان ہے وثیقہ دار چمن

ہتی یہہ طفلان غنچہ کا ریتبہ ‏ ‏ ابر رحمت ہے آبدارِ چمن

شرب جی جام گل سے یاد آیا ‏ ‏ ہوئی توبہ شکن بہارِ چمن

موسم گل ہے دن خوشی کی ہین ‏ ‏ قہقہہ زن ہے آبشارِ چمن

١٠

رہے سرسبز ای صبا وہ گل

فیض سی جسکے ہے بہارِ چمن

١٩٦

خاکساری کا چلن خوفِ زیان رکھتا نہین ‏ ‏ ہم قراقان غبار کاروان رکھتا نہین

پاس رسوائی سی ہین منہہ مین زبان رکھتا نہین ‏ ‏ چشم تر رکھتا نہین لب پر فغان رکھتا نہین

زاہد دوریا می سی پہر کنارہ کس لیے ‏ ‏ شک نجاست کا اگر آب روان رکھتا نہین

ہوگیا روشن جو دیکھی گردش لیل و نہار ‏ ‏ ایک صورت پر کبھی آسمان رکھتا نہین

کیا سمجھکر آتش سودا جلاتی ہے ہمین ‏ ‏ شمع سان چربی مرا اک استخوان رکھتا نہین

مست بادہ رہتا ہون تیری عنایت سے مدام ‏ ‏ ساقیا مین رند فکر دو جہان رکھتا نہین

کر نہین سکتا سوال بوسہ رعب حسن سے ‏ ‏ روبرو یار مین گویا زبان رکھتا نہین

یہہ کلام اپنی خریدار فنسے ہی او شیخ کا ‏ ‏ ہول لو یوسف کو وہ قیمت گران رکھتا نہین

راہ حق مین ہر قدم پر کعبۂ مقصود ہے ‏ ‏ سنگ اسود رتبہ سنگ نشان رکھتا نہین

ہے یہہ ایمای شکست رنگ گل ای غافلو ‏ ‏ گلشن ہستی بہار جاودان رکھتا نہین

گالیان چپکا سنون کیون سائل وصلت ہون ‏ ‏ تم زبان رکھتے ہو کیا بندہ زبان رکھتا نہین

آتی ہی باد خزان ننھے ایسے جبار چیرو ہے ‏ ‏ جای گل تنہا چمن مین باغبان رکھتا نہین

وہ حسین بہی اپنی راز حسن مین خاموش ہے ‏ ‏ کیا کمر کا حال تیلائے دہان رکھتا نہین

منکشف ہو راز کیونکر گلشن ایجاد کا ‏ ‏ طفل غنچہ صورت بلبل زبان رکھتا نہین

خال ابرو یار کا کتنا قرہ کی پاس ہے ‏ ‏ خوف زخم تیر کا زاغ کمان رکھتا نہین

۱۱۱

منزل جانان مین جا پہنچی کمند آہ سے

ای صبا بام حقیقت نردبان کہتا نہین

۱۱

کسی جگہہ نہ ملا نقش جب نشانی مین

پھر ہی قلم کیطرح ایک ایک خانہ مین

بنا رہی آہ کی اک دہوم ہی زمانہ مین

صدا ہی رعد ہی بجلی کی تازیانی مین

سفر دلی کو ہی ساحل سی اس بہانہ مین

کہ ہاتہہ کام مین ہی اور زر خزانہ مین

سفینہ مین اہل چمن کو بہشت لی ای گل

بسور دین کہین غنچہ نہ ہنسکی انہین

گرای اشک کی قطری جو نہی جو بتیان مین

کہٹر کی دانت ہین زنجیر کی دہانہ مین

پس از فنا مری آہون نی یہہ ہوا باندہی

کہ حال کا فذ بادی ہی شامیانی مین

مین شیرہ بخت تو جلتا ہون غیر گہی ہی جلا

ضرور چاہیے ہہو سی سیاہ دانی مین

بہار وصل دکہاتا ہی داغ ہجر ہمین

مزا ہے سیب زنخدان کا گل کی کہانی مین

تمہاری کیسوون تک اپنا دسترس ہوگا

نصیب کا یہ لکہا ہو ہی فشانی مین

قضا می خاک کی تیلون کو کر کی زیر زمین

کیا ہی داخلہ تحصیل کا خزانی مین

۱۱۳

صبا سی حال نہ پوچہو کدورت غم کا

رہی اپنی نام کا آندہی ہی خاک اُڑا نہین

۱۳

لی یار نی جو زلف سیہ فام ہاتہہ مین

رنگ حنا ہوا شفق شام ہاتہہ مین

اک شہسوار حسن سی ہی وصل اُون

یان ہی عنان ابلق ایام ہاتہہ مین

کہتا ہی فیح کر کی وہ ترک ایک وکرونز

رکہدئے نہ نام چار کو صمصام ہاتہہ مین

مجہہ بہ کش کو ہی ہین پہنچا رہی کہ مم

حورین جہان کہڑی ہین لئی جام ہاتہہ مین

زنجیر اگر دکہای علی بند آپ کا

دزد حنا کا پہر نہ رہی نام ہاتہہ مین

وہ پختہ کار ای بت شیرین ادا ہی تو

مصری بنی ہی جلی شکر خام ہاتہہ مین

تڑپی ہین اسقدر پس دیوار یار ہم
سو بار آگیا ہی لب بام ہاتھ مین

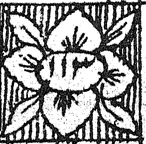
لازم ہی آدمی کے لیے اک نہ اک ہنر
کیا عیب ہی رہی جو کوئی کام ہاتھ مین

تلوا اگر مری بت کافر کا دیکھہ لین
رکھین نہ برہمن کبھی اصنام ہاتھ مین

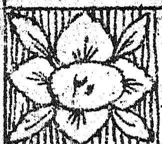
جام بلور پنجۂ مرجان کو ہو نصیب
مہندی لگائی ساقی گلفام ہاتھ مین

سودای چشم یار مین ملجای گر ہمین
بادام ہی ہو روغن بادام ہاتھ مین

خط کا جواب یار سے لانا کسیطرح
قاصد مین پہلے دیتا ہون انعام ہاتھ مین



جام جہان نما اوسی سمجھون مین ای صبا
ساقی جو اپنی ہاتھ سے دی جام ہاتھ مین



عدم سی آئی ہین اونکی خیال روی روشن مین
چراغ جان ہی چراغ عشق اپنی خانۂ تن مین

ہوس سی زر کی نقص آیا تو انکی رنگ و روغن مین
لگایا اس ہوائی جو بکس کس شمع روشن مین

رہی ملکر نہ کلی کی جو اوس گلرو نی گلشن مین
پڑی ہین پیاس سی کانٹی زبان کی سوسن مین

بہار وصل ہے ہم سیکشی کرتی ہین گلشن مین
پڑے ہین ہار پھولونکی ہر اک شیشی کی گردن مین

لٹایا اسقدر جوش جنون نی ہمکو کانٹون پر
ہزارون خون کی دہبی لگی صحرا کی دامن مین

ضعیفونکو تو اکثر رزق پہنچاتا ہی گھر بیٹھی
تری قدرت سی شکر چیونٹیان پاتی ہین خرمن مین

یقین ہی دلکو مہندی فلک بھی رام ہو جائے
جو ہو اوس زلف کا اک تار زنار برہمن مین

جہانتک سخت دل ہین سرکشی کرتی ہین جلدی مین
شرر ہین سنگ مین جوہر ہین خونریزی کی آہن مین

خفا ہین بیت سی ہم دام غم مین ہم اوسے بیتابی
رگین پھانسی کا پھندا بنگئین ہین اپنی گردن مین

پہنکر آپ نی زیور کیا مشتاق عالم کو
ہلال عید ہی یا طوق ہی سونیکا گردن مین

حسین کوئی نظر آیا سوا سینہ آپ سی باہر
دل بیتاب ہی سینے مین یا پارہ ہی آہن مین

تری پرتو سی آنکھین آئی ہم خاکی کی روشن مین
شعاع مہر ہی ہی نور ہر اک چشم روزن مین

پھر ای فاتحہ آئی جو وہ ہمراہ غیرون کے
تڑپ کر رہ گیا لاشہ ہمارا کنج مدفن مین

ہوا ہے دید جانان سے مجھے نگاہ جانان مین
ہوا کیطرح سے پھرتا ہون مین تیری انجمن مین

ہرن جب دیکھتے ہین اپنی شوخی بھول جاتے ہین
چھلاوہ دیکھا ہی عالم اوس شکار افگن کی چتون مین

شب تاریک مین وہ ماہ جب گلگشت کو آیا
بنا شبو کا تختہ چاندنی کا کھیت گلشن مین

تری باتین جو ای رشک چمن یاد آگئین مجھکو
بہت رویا ہون سنکر چہچہے بلبل کے گلشن مین

ستم ہے پارہا طفلی مین سیکھے اوس بت ناشنو نے
ہزارون دل کھلونونکی طرح توڑے ہین بچپن مین

بسر کرتی ہی خلقت چار دنکی زیست رو رو کر
نہین خیر و انتہا را اشک کچھ ہستی کی چتون مین

ہوا ای دوست مین ہم بھی پھرے ہین ای صبا کیا کیا
حرم مین دیر مین بتخانے مین صحرا مین گلشن مین

وہ بیدم ساقی و مطرب کو صدا دیتے ہین
موسم گل مین اک دھوم مچا دیتے ہین

جنس دل آپ گران سمجھے ہین اک بوسے پر
وہ یہان اتنا نہین کیا لیتے ہین کیا دیتے ہین

ہم وہ بسمل ہین کہ شمشیر سے مٹتے ہی نہین تو تڑپ کر
دامن زخم سے قاتل کو ہوا دیتے ہین

نزع مین ہون مرا بالین سے نہ اوٹھے مشفق
آپ کس وقت مین بندیکو دغا دیتے ہین

کون سنتا ہی تری جوش جنون مین ناصح
خضر بھی آئین تو ہم راہ بتا دیتے ہین

صاف قلقل سے صدا آتی ہے آمین آمین
اپنی ساقی کو جو ہم رند دعا دیتے ہین

یہہ سنتے بلور کا انصاف ہے اونکی گہرین
غیر کرتے ہین خطا ہمکو سزا دیتے ہین

ہم بھی تا صبح لیے جائینگے بوسے شب وصل
نگاہیان دیکھین تو وہ تابہ کجا دیتے ہین

چاندنی رات مین اگر تری در پر آکر
تجھکو آواز ہم ای ماہ لقا دیتے ہین

جیب مین رکھتا ہون تیغ الفت سے ہاتھ اونکا
تھامتے ہین مرے نالون کو اوڑا دیتے ہین

شوخ کے آنے سے نکلے حسن یہ حرف آئیگا
ہم تو سمجھے تجھے ای مہ لقا دیتے ہین

روبرو اونکے صبا کی جو غزل گاتا ہے
چٹکیون مین وہ سننے کو اوڑا دیتی ہین

دیکھکر خوشرنگ اوس گل پیرہن کی پہونچیان
پہول جاتے ہین عجابان چمن کے ہاتھ پاون

جب دیکھی حنا دون اوس نگار کے ہاتھ پاون
سوکھ کر کانٹا ہوئی اہل چمن کی ہاتھ پاون

ہم وہ بیکس ہین جو ہوتا ہے ہمین رنج خمار
ٹوٹتی ہین ساقی پیمان شکن کی ہاتھ پاون

اونکو مقتولون کی قبرین اسقدر کھودی گئین
تہک کے شکستہ ہو گئی ہر گورکن کی ہاتھ پاون

آتی جاتی چوٹ بھی پیچ ہی نظر آتے نہین
آج گل چلتے ہین کیا اوس تیغزن کی ہاتھ پاون

خاکساری کا مزا ہوتا بجائے خسرو تجھے
آپ شیرین سی ہولا کوہکن کی ہاتھ پاون

ہتکڑی بیڑی پڑی زور و زن سپاہی
ای جنون شل ہو گئی اہل وطن کی ہاتھ پاون

کاٹ ڈالا دست شاخ گل کو پائی سر کو
باغبان نے دیکھکر اوس گلبدن کے ہاتھ پاون

توسن تسکین سی جب اوس ترک کی تشبیہ دی
جوڑ مین ٹہری نہ آہوے ختن کے ہاتھ پاون

پہنچ گئے گیسوے رسا سے یار رشتے کی طرح
باندھتا ہے عشق جیادہ فن کی تشبیہ ہاتھ پاون

نوجوانان چمن اوس گل سے تہرانے لگے
جسطرح کانپین کسی پیر کہن کے ہاتھ پاون

شب کو گرم رقص ہوتا ہے جو وہ آتش مزاج
شمع سان جلتے ہین سارے انجمن کے ہاتھ پاون

ہتہکڑی بیڑی جو مجنون کی اوتری مر گئے
قبر مین گاڑے اوڑہا کے کفن کے ہاتھ پاون

ہو گئے غم ٹہونک کر دیکھو خزان کی سامنے
کیا کیلے ہین جوانان چمن کے ہاتھ پاون

شاہد مقصد ملیگا بے واسطہ ملجائے گا
ای صبا جو ہو نہ شیخ و برہمن کے ہاتھ پاون

جناب یوسف اگر بزم دلستان مین نہین
جو خواب مین بہی نہ دیکھا ہو وہ سمان نہین

وہ ہم نہین چمنستان کی جو خزان مین نہین
دکہائیگا ہمین کیا رنگ آسمان نہین

ہزارون بار غم اک مشت استخوان کے لیے — مری بساط تو یہہ ہفت آسمان دیکھین

بہار آئی الٰہی وہی سمان پھر ہو — پھر ایک جا گل و بلبل کو باغبان دیکھین

زبان سی جو کہون حال دل نہ مانینگے — وہ توڑ کر مری پہلو کے استخوان دیکھین

شراب سرخ کی ساغر ہون او زاہد ہون — وہ لال لال ہتیلی جو انگلیان دیکھین

بتون کو لاکی برہمن جھکائین سجدہ مین — جناب کا جو کبھی سنگ آستان دیکھین

جو زندگی ہی تو اک دن یہہ حال ہوتا ہی — نہ چشم کم سی ضعیفون کو نوجوان دیکھین

بہار آئی ہی ساقی جما دی رنگ اپنا — جھکی ہوتی روشون پر گلابیان دیکھین

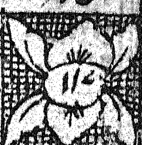
وہ لوگ لوٹ کی کاغذ لیے جو بیٹھے ہین — ذرا کتب مین تو احوال زمکان دیکھین

چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند — ابھی دکھائیگا کیا کیا نہ آسمان دیکھین

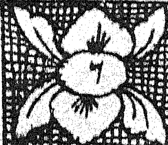
کبھی تو ساقی دریا دل آئیگا یارب — ہنوگی کشتی می تا بجار وان دیکھین

لہو کے دہار مین ہوگی شباہت گل — حلال کر کے عنادل کو باغبان دیکھین

نہین ہر ایک کی حصے مین دولت بیدار — خدا دکھائی تو زاہد سہوے تبان دیکھین



صبا سمت طرف زلف یار دیکھتے ہین
کہین نہ پاؤن مین پڑجائین بیڑیان دیکھین



فلک کو چین کی رہتی نہین سیخوارون مین — غم غلط ہو گیا جب بیٹھہ گئی یارون مین

دھوم ہی پیرہن یار کی بازارون مین — چشمکیان پڑتی ہین یوسف کی خریدارون مین

دم او سمجھتا نہین رونیسے کبھی عاشق کا — کشتیان پڑتی نہین آنسو و تارون مین

ہیچ رہا حیرت عشاق نی او سیچ کا مکان — قد آدم ہین لگے آستے دیوارون مین

دیکھکر عارض رنگین پہ غبار خط یار — باغبان خاک اڑانے لگی گلزارون مین

ای صبا قربان اوس سرو کا دم بہرتے مین — ہی نسیم چمن اوس گل کی ہوادارون مین

اگر محبت کا دل مین داغ نہین
خانہ کعبہ مین چراغ نہین

یہ نشان ہی مزار عاشق کا
چادر گل نہین چراغ نہین

کیسے کیسے رفیق چھوٹ گئے
ہای کس کس کا دل پہ داغ نہین

غنچہ و گل ہین باغ عشرت کے
شیشہ ہی نہین ایاغ نہین

حال عمر دو روزہ کیا کہیے
ایک دم رنج سے فراغ نہین

ہین وہ بلبل ہون جسکے نالون پہ
کون گل ہے جو باغ باغ نہین

سر پہ احسان لین امیرون کا
ہم فقیرون کا یہ دماغ نہین

رخ رنگین یار کا ہمسر
گل تو کیا ہے تمام باغ نہین

میکشون کے دماغ کو پوچھے
زاہدا اتنا ترا دماغ نہین

١١٩ ١٨

چل بسے ہین نسیم حیدن سے +
ای صبا وہ ہوا سے باغ نہین

فرق آئیگا جو مجمہ زندگی سامانون مین
منہ چھپے روئین گے سر پیٹ کی میخانون نہین

قیس ملتا نہین ہم چاک گریبانون مین
جبتک ہی کچا سا مرا ہی تری دیوانون نہین

گل ہی ای یار تری چاک گریبانون مین
سنبل باغ ہی زلفون کی پریشانون مین

سوزش داغ جنون مجھ پہ ترقی کی ہی
غل انا الشمس کا ہی آپ کی دیوانون مین

گیسوے یار کی یون ہی دل احباب مین راہ
رشتہ جیسے ہی تسبیح کی ہو دانون مین

ہم وہ قانع ہین زمانہ مین گدا بنکے گئے
ایک نعمت نہین افلاک کی تو خوانون مین

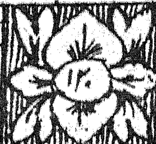
ساقی پانو انکے کی محفل مین خدا را رکھو
شمع خجلت سی چھپے جاتی ہی پروانون مین

آدمی بھی نہ سمجھ کر ہمین اکدن پوچھا
وہ پری آپکو گنتا ہی پھر انسانون مین

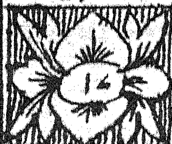
[illegible]
یار اک برق کا عالم ہی تری تانون مین

ادھر شہ حسن نے اک دن نہ کرم فرمایا
زلف لیلی کی طرح خوب پریشان ہوگا
بے خبت شیخ و برہمن کی جبین سائی ہے
قامت و عارض جانان نے جدائی ڈالی
دختر رز بھی تنک ظرف ہے کیا ای ساقی
فرد اعمال کو دامن کیطرح پھاڑونگا
غل مچاہین ارنی کا ہم اگر ای موسی
ای شہ حسن سے اعلے ہی تری بزم شراب

نا سزا وہ نہین غنچہ جو ہین پر ارمانو نہین
قیس سے نہین جائیگا جبتک ترے دیوانو نہین
مسجدون مین نہ خدا ہے نہ صنم خانو نہین
سرو مین قمریون مین شمع مین پروانو نہین
غم سے شیشون مین گئی شیشو قفسی پیمانو نہین
حشر کی روز ادھر دیکھیگا تری دیوانو نہین
لن ترانی کی نہ آواز پڑی کانو نہین
جام جم جسکی ہی ٹوٹی ہوئی پیمانون مین



چمن کوچہ جانان سے جو نکلے باہر
ای صبا خاک اوڑاوگے بیابانو نہین



تقریر اختلاف مین کیونکر بڑھی نہین
قصے کا گھر ہے باعث طول شب فراق
مجنون ضعیف کیا مرے خنگل مین آیگا
کیونکر پل صراط سے اوترین گی حشر کو
اوس غیرت بہار کی تا نگاہ سے
ایسا سنو دکھا مین بلاکر رقیب کو
ہم تماشون کی موت کا یہ انتظار ہے
کیا جان زاہدونکی جو الفت کا نام لین
میری طرح اسی بھی ملادے نہ خاک مین
سوزن ہین تیری دیکھنے کو دل کی واسطے

ہند چھپے ہے نہین کہ مسلمان پڑے ہے نہین
اتنا بھی آسمان در سے سر چڑھے ہے نہین
تیر دشنکے ہاتھ بھر قدم آگی بڑھی نہین
جو لوگ تیغ عشق کی منہ پر چڑھے ہے نہین
کب پھول اپنی دامن دل پر گری نہین
کیا خط اونہین لکھین کہ وہ کچھ بھی پڑھی نہین
آنکھین ہین ترے تو نکی زمین مین گڑی نہین
ان تھوڑ جیون کی خاک کبھی دل بھی نہین
آئینہ اوس صنم کی بہت منہ چڑھے ہے نہین
آنکھونکے ای صنم در سے منہ پر گڑی نہین

گل کھانی ہے لیے کف افسوس ملتی ہین
چپلے کسیکے ہاتھ کے سہتے چپہ ہی نہین

کیا تو نے پھر خزان مین مرا سیل اشک ہی
ہتا لون کے جا چمن مین کہان پھر کہین رہے

ای گل نئی قبا کی پہننے کا لطف کیا
جبتک کہ آستین کسی پر چڑھی نہین

بحث جمال آپ نہ یوسف سے کیجیے
بازاریون سے مفت مین قصہ بڑھی نہین

ہم عاشقون مین اور تجھے سو اسو ہوا
ای ترک شہر بازی گیسو بڑھی نہین

اللہ رے میری دل سودا زدہ کا پیچ
جب تک کہ پیچ پہ تری گیسو چڑھے نہین

۱۲۱ ۲۱

کیا بے حساب ہین ترے رنگین بیانیان
دو شعر ایکدن بہی صبا کی پڑہی نہین

آنکھ سے آنکھ آج تک کیون ای قمر ملتی نہین
دل کبھی ملتا نہین جبتک نظر ملتی نہین

کہتے ہین سچ ہے عدم کی کچھ خبر ملتی نہین
ہم تو کیا ہین اونکو بھی اپنی کمر ملتی نہین

سیر ہفت اقلیم اسکندر سے یہہ ثابت ہوا
بیٹھ رہنے کو کہین جا ہاتھ بہر ملتی نہین

غوطے کھلواتے ہین یہہ رمز سخن ای اہل حسن
تھاہ اک اک بات کی دو دو پہر ملتی نہین

دور کر اللہ یہہ غفلت کا پردہ دور کر
کچھ تجھے اپنی خبر ای بیخبر ملتی نہین

آدمی درد محبت سے کبھی بچتا نہین
سانس لینے کی بھی فرصت بیشتر ملتی نہین

جھوٹی موتی کیطرف کب جھکتے ہین جوہری
ہے صداقت آبرو ای بیگہر ملتی نہین

کھینچیے تصویر مضمون خیالی باندھ کر
گوہرین کی طرح سے اونکی کمر ملتی نہین

ذبح کرتا ہے شب وصلت مین تیرا لوٹنا
کیا کرین اس دم چھری ای مرغ سحر ملتی نہین

قتل کر لیکن ذرا غصے کا عالم دیکھ لین
ایکدم کی مہلت ای بیداد گر ملتی نہین

آفتاب حشر بھی داغ جگر سے سرد ہے
آتش دل سے ذرا نار سقر ملتی نہین

ہای کس صورت سے حال رفتگان معلوم ہو
کیا قیامت ہے کسیکی کچھ خبر ملتے نہین

تیغ حسنِ یار کی کیا تاب لائی آفتاب
منہہ پہ لینے کی لیی کسدن سپر ملتی نہین

دام مین ای نازنین بلبل کو لایا چاہیے
باغ مین چلکر رگ گل سی کمر ملتی نہین

آدمی چاہی تو دیو آسمان کو مارلے
نفس سرکش پر مگر فتح و ظفر ملتی نہین

انکی تیغسی جو یاد آتی ہی تو کہتے مین ہم
کیا ہوئی مدت سی وہ سلاک گہر ملتی نہین

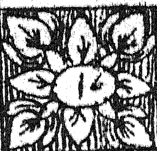
جیب کے ٹکڑے نہین مین پرچی ہین اخبار کی
قیس کو کس وقت لیلی کی خبر ملتی نہین

چاہیی بہر تلاشِ یار از خود رفتگی
منزل مقصود بی قصد سفر ملتی نہین

بو سی آنکھونکی کباب نرگسی بین لذیذ
ساقیا ایسی گزک ہر جام پر ملتی نہین

گرگ عشق افسوس پہلوسی اوٹھا کر لیگیا
مدتون ہی یوسف دل کی خبر ملتی نہین





ای صبا واللہ سچ ہی جان کا صدقہ ہی دل
یہہ وہ دولت ہی کہ جو بار دگر ملتے نہین +

کس منہہ سی کہین گناہ کیا ہین
توبہ ہے روسیاہ کیا ہین

اللہ ہے عفو کرنے والا
مین کیا ہون مری گناہ کیا ہین

ای دوست تری گدا کے آگے
کچہہ بہی نہین بادشاہ کیا ہین

تمسا کوئی بدچلن نہ ہوگا
ہی ہی عاشق تباہ کیا ہین

گوری گوری ہی اونکی صورت
اوسپر گیسو سیاہ کیا ہین

پیکر مین ہین شیخ و گبر دونون
اپنی لیی خود تباہ کیا ہین

دیکھے کوئی حال اہل دنیا
یہہ لوگ بہی واہ واہ کیا ہین

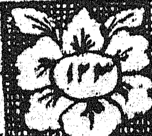
اوترین اوسنے مقابلے کو
افلاک پہ مہر و ماہ کیا ہین

وہ ہو مین تیغ نگاہ سے ہین
تیور اسے کج کلاہ کیا ہین

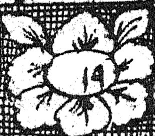
شاہد ہین تری ستم کی لاکہون
دو چار اسکے گواہ کیا ہین

اللہ رے ان بتون کے انکھین
کٹ جائیگی عمر چند روزہ
اونکا تو جواب ہی نہین ہے
ای دل الفت کے محکمے مین
دل ہی تو نہ یادہ اس سی ہونگے
پہلو مین نگار ہاتھ مین جام

کافر جادو نگاہ کیا ہین +
فکرین شام و پگاہ کیا ہین
ماشاءاللہ واہ کیا ہین +
قاضی کیا ہی گواہ کیا ہین
یہ نالہ و اشک واہ کیا ہین
اسوقت تو بادشاہ کیا ہین



اونکی آمد جو اے صبا ہے
سب مطلب رو براہ کیا ہین +



یہی عالم رہی بس موسم گل کا زمانی مین
بھرا ہی حسرتون سی جسقدر دل آشیانی مین
قیامت ہی کسیکو پیار کرنا اس زمانی مین
یہ کیفیت اوٹھائی اوس بت بیدین سے کا ہین
حریصو نسی بہلا کیا ہو دیکھے جو بعد مرون بہی
خدا کی فضل سی وہ دور ہے ہم بھی پڑے ہونگا
شکار ای جان تم کھیلو جا اپنی دام گیسو سے
نہ یوسف ہی نہ لیلی ہی نہ شیرین ہی خدا ہا
خدا ہی ہی تو اب یہ منزلت ہو تو جہان کے
ہمین کو رنج دیکر اولی جسکے شکوی کرنگے
قفس مین کس لیے بیتاب ہے تنہا نہ ای بلبل
بنائی دیر و کعبہ کا سبب کیا جانیی کیا ہی

رہین آباد بلبل اپنی اپنی آشیانی مین
کبھی ہم بھی ہونگے اتنی فقارہ کی خزانی مین
قضا کا سامنا رکھا ہوا ہی دل لگانی مین
نہ رکھا فرق صوفی کیطرح حال لانی مین
لحد سے سینہ دیکر جامین فقارونکی خزانی مین
کلیجہ کھینچکر لیجائینگے قاضی کو تہانی مین
نہ ٹھہری جا کے سدرہ بھی اپنی آشیانی مین
تجھے تقدیر ہم پیدا ہوی ہین کس زمانی مین
بتونکو ہم نہین لاتی نگارین آستانی مین
جواب اپنا نہین رکھتے ہو تم باتین بنانی مین
سوای خار و خس کی اور کیا ہی آشیانی مین
نہین ہی دخل بندیکو خدا کی کارخانی مین

یہی جی چاہتا ہی صورت ناقوس چلا دن
خدا جانے لگے کیون دیر اور کعبے کی قمری کی تحسین مین

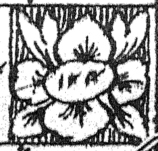
مثل دانۂ انگور کی ہم ہین شراب مین
دکہائی جو بہری یہہ آپ تو موتی کی جو دانی مین

گیا وہ صاف گھر کو آپ جکے وعدیکو بھی ٹالا
یہہ کیا ہی کیون مین آجاتا ہون کافر کی نادانی مین

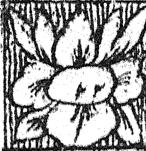
قدم رکھہ دیکھکر بحر محبت مین قیس ای دل
خطر ہے ڈوب جانیکا بھی دریا کی طغیانی مین

یہہ خود مین ہو کہ دن مین پہر خود آرائی ہی
بسر ہوجاتی ہین دو دو پہر زلفین بنانی مین

تری کھنچید گی پر جان قربان ای کمان ابرو
ترازو ہو گیا تیر نگہہ دل کی نشانی مین



صبا جی چاہتا ہے بس گریبان چاک کرنے کو
کہین راحت نہین باقی فلک کے شامیانے مین



رنگ ہی ای ساقی سر شار قیصر باغ مین
پہول پہولے ہین تری مے خوار قیصر باغ مین

دیکھکر رنگین ترا رخسار قیصر باغ مین
گل سے بلبل ہو گئے بیزار قیصر باغ مین

ساتھہ ہی اک غیرت گلزار قیصر باغ مین
بلبلون کو دی رہی ہین خار قیصر باغ مین

باتین بلبل کو سنا شیدای رخ گل کو بنا
کبک کو چلکر دکہا رفتار قیصر باغ مین

صورت ادریس جنت سے نکلتے ہین کہین
اب تو لایا طالع بیدار قیصر باغ مین

شاہد گل موتیون مین لد رہے ہین آجکل
ابر تر رہتا ہے گوہر بار قیصر باغ مین

بلبلین گل سی خفا ہون قربان شیخ
سیر ہو چلیے جو آپا ای یار قیصر باغ مین

کسطرح حورین کو لا کر خلد سے دکہلا ئیے
کیا بہار آئی ہے ابکی بار قیصر باغ مین

دیکھہ پائینگے میری سینے کی گر گلہای داغ
بلبلین ہو نگے گل کا ہار قیصر باغ مین

موسم گل مین نہین جوش جنون کی ہی بہار
رنگ لا کر آئینگے سو بار قیصر باغ مین

ای صنم اللہ ری جلوہ ترا حیرت فزا
بت بنے ہین صاحب زنار قیصر باغ مین

وہ مرض کہوتی طبیبونکی بہتی آہین کہان گئین
ہی مسیحا نرگس بیمار قیصر باغ مین

خلد مین اگر شراب خلد سے بہی اچھنا
جام جم سے زاہدا انکار قیصر باغ مین

قامت بالا کا رتبہ ہے دو بالا سرو سے
طرہ ہی سنبل پہ زلف یار قیصر باغ مین

حور ہین سلطان عالم کی ہین یہہ کیفیتین
غیرت جم ہے ہر اک منجوا قیصر باغ مین

دیکھہ کر روے مصفا یار کا حیرت ہوئی
آئینے ہین پشت بر دیوار قیصر باغ مین

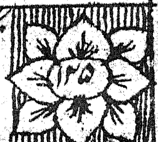
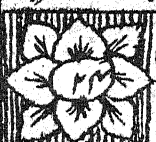
ہی پی ابر بہاری یہہ محسن آبرو
آئے زیر سایۂ دیوار قیصر باغ مین

دیکھکر تیرے رخ رنگین کو ای رشک بہار
گل ہوے ہین باغبان پر بار قیصر باغ مین

صبحدم گلگشت کو آیا ہے وہ سرو روان
سبزہ خوابیدہ ہو بیدار قیصر باغ مین

جائیے وقت مسیحائی ہے ای روح روان
منتظر ہی نرگس بیمار قیصر باغ مین

تجہسے اور گل سے ہوئی بحث جمال ای غنچہ لب
تب سے بلبل سے ہوئی تکرار قیصر باغ مین

نکہت گل سی صبا ہم مست رہتے ہین مدام
بادۂ گلگون نہین درکار قیصر باغ مین

سرخ ٹھہرا تری رخ سی گل احمر کس دن
سرو نکلا قد موزون کی برابر کس دن

ذکر بادہ نہین لاتا ہے زبان پر کسدن
منہہ کی کہاتا نہین واعظ سر منبر کس دن

گھر کیا تو نے نہ دین ای مرے دلبر کس دن
رکہا یار و کے نہ مین عاشق مضطر کس دن

روز دو چار کے رونے کے صدا آتی ہی
راگ لاتا نہین یہہ چرخ ستمگر کس دن

شغل ہے دیکھتے ہین نہ مرے بیتابے کو
ہاتھہ رکہا نہین جاتا ہے جگر پر کس دن

تیری رفتار نے کس روز نہ آفت ڈالی
پاون آکر نہ پڑا فتنۂ محشر کس دن

خوب گل جیسے اوڑاتے چمن عالم مین
ہمکو غنچے کیطرح ہاتھہ لگا زر کس دن

کبھی اوس بت نے نہ پوچھا مرے دل کی آگر
پھر گیا آئینہ لیکر نہ سکندر کس دن

چپ نہ ہو جائی شکوہ مرا کرتے کرتے
کیا ہوا کچھہ تو بیان کیجیے کیونکر کس دن

ای فلک عمر دو روزہ مین تری باتین عجیب ہے
نہ گئی عرش پہ آہِ دلِ مضطر کس دن

آج پر کیا ہی سدا سی چمن عالم مین
بلبلین تھین دلِ نالان کی برابر کس دن

آج کل باغ مین وہ سرو سہی جاتا ہے
آفت آئی نہین بالائے صنوبر کس دن

وعدہ حشر پہ کیا جان مری جلتی ہی
اپنا دیدار کیا اوسنے مقرر کس دن

معرکہ روز کا ہی چرخ ستم پرور سے
یا الٰہی یہ ستم دیکھیے ہو سر کس دن

کبھی دریا کہا ای شوخ کبھی ابر کہا
پھبتی سوجھی نہ تجھے دیدۂ تر کس دن

خط لکھا یار کو تو شوق جواب خط مین
آنکھین یہ دروکی تہ کین خون کبوتر کس دن

مانتا ہی نہین پہلو مین دل خانہ خراب
دور جاتے نہین ہم یار کے در پر کس دن

ہای کس یاس سی کہتا ہون شب فرقت مین
دیکھیے اوسنے ملانا ہے مقدر کس دن

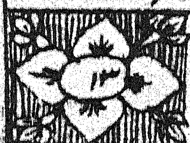
مدعا ہی مجھے بوسہ لب شیرین کا ملی
چھوٹ تیونکو مین کھلاتا نہین شکر کس دن

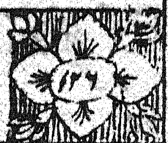
الجھنون آپ بہت رہتے ہین گھر مین گھری
دھوئی جاتی نہین گیسوی معنبر کس دن

کس قدر طالب دیدار ہین اللہ اللہ
دیکھیے ہوتا ہی ہنگامۂ محشر کس دن

کیا قیامت تھی کہ قد سی تری دیتی تشبیہ
نہ سمجھے ہم سرو کو سایہ کے برابر کس دن

رند لگی تھی رمضان بھر ہی ہم رندونکو
دیکھیے نکلے ہلال لب ساغر کس دن





رنج دیتا ہی صبا کو فلک مینائی
لیجیے گا خبر ای ساقی کوثر کس دن

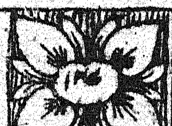
یہ محو ہین کہ ذرا غم نہین ملال نہین
ترا خیال ہی اپنا ہمین خیال نہین

بہار آئی ہی مفلس ہین ہای مال نہین
شراب مفت دی اتنا بھی کلال نہین

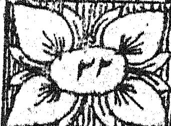
وہ نیک ہین کہ بدی کیطرف خیال نہین
کسی طرح کا کسی سی کبھی ملال نہین

طلوع مہر قیامت سی تو نہین بدتا
ہماری جام کو ای محتسب ابھی جال نہین

ملال کی لئی خلقت ہوئی ہی آدم کی | وہ آدمی ہی نہین ہی جسی ملال نہین
مجال ہی کوئی طوفان کو روک سکتا ہی | یہہ جوش عشق ہی کچھہ دودہ کا ابال نہین
ہم آئینے کو بھی یون تو برا نہین کہتے | مگر تری رخ شفاف کی مثال نہین
کوئی حرم مین کوئی بتکدہ مین سمجہا ہی | جدہر ہی یار کسیکا ادہر خیال نہین
وہ رند ہین کہ جسے صیدگاہ عالم مین | سوا شکار بط می کی کچھہ حلال نہین
یہہ ہم جلیس یہہ ہمدم ہین بزم مستی تک | سحر مین کوئی کسیکا شریک حال نہین
حذر کی جا ہی مری دود آہ سی ای ترک | بخار دل ہی یہہ گرد رم غزال نہین
خرید ہی تو لگا دین ہم ایک بوسے پر | نہ لیجیے جسے یہہ جنس دل وہ مال نہین
تلاش ہی مرض دل مین نوشدارو کی | نصیب یار کی منہہ کا ہمین اگال نہین
غضب کی ابلق ایام گشت کرتا ہی | وہ کون مزرع دل ہی جو پایمال نہین
ادہر رقیب ہین تم ہو اشارہ بازی ہی | ادہر بھی دیکھہ لین اتنا تمہین خیال نہین
مقابلہ کری وسعت مین وسعت دل سے | زمین تو کیا ہی فلک کی بھی یہ مجال نہین
وہ پستہ ہین کہ شروع بہار سی ہی یقین | ضرور ہم نہین پا ابکی کو زوال نہین
خدائی دی ہی عجب منزلت محبت کو | یہہ بزم وہ ہی کہ جس مین صف نعال نہین
شباب کی سی کہان جہہا تک پہرتی ہین | یہہ آنکھین ہین وہی لیکن وہ دیکھہ بھال نہین
شرابیون کو بہلا عمرو زید سی مطلب | ہماری بزم مین حق ہی قیل و قال نہین
وہ ہم نہین جسے تو ای فلک بگاڑ سکے | کدہر خیال ہی اتنی تری مجال نہین
جفا و جور کا شکوہ نہین کیا جاتا | سنین نہین ہمین کچھہ آپ سی ملال نہین



صبا یہہ حال ہوا ہی غم محبت مین
بدن مین جان نہین پیرہن مین جان نہین



محو ہین نظارۂ چشم بتان کی تیر مین
رہگیا ہی چھید کی اپنا دل مژہ کی تیر مین

جلوۂ احمد پایا اوس بیتابی پیر مین
صاف نور سرمدی تھا ہی حسن عالمگیر مین

یہ ترقی اندنون وحشت کی ہی تاثیر مین
چشم آہو کا ہی نقشا کوکب تقدیر مین

ہو غلط انسان رہتا ہی عبث تدبیر مین
غیر ممکن سب تصرف ہو خط تقدیر مین

دہیان آتا ہی ہمین اپنی مآل کار کا
موت اے دل گہات مین ہی آسمان پیر مین

آبروی خضر یہ کہتے ہی سری دیوانگی
موجۂ آب بقا کی لہر ہے زنجیر مین

داغ حرمان درد دل زخم جگر دیلال
کاتب تقدیر نے کیا کیا لکہا تقدیر مین

جو گیا اوس ترک کی سنگ وہ دنیا ہی گیا
جادۂ راہ عدم ہنزا سا ہی شمشیر مین

عالم پیری مین اے دل خاکساری چاہیے
کیا طلاوت بخشتی ہی یہ شکر اس شیر مین

مر گیا ہون دیکہکر رنگ طلائی یار کا
چاہیئے سونے کا پانی قبر کی تعمیر مین

بہیجا کیونکر نہ خط لکہکر مین اوس بیوفا کو
رو دون قاصد کو یہ لکہا تہا مری تقدیر مین

طائر دل کی لئی اے واعظو صیاد ہو
خوب پہندے ہین تمہارے رشتۂ تقریر مین

رعی زر قالب کی حقیقت دیکہکر ثابت ہوا
بند لیلی کو کیا ہے خانۂ زنجیر مین

ہمسری تیر قضا اے ترک کر سکتا نہین
کس بلا کا زور ہے تیری نگہ کی تیر مین

سنگ سے میرا حال کہتا ہی وہ یوسف لقا
دل نہ دیکہو ہنسی اس خواب کی تعبیر مین

آفتاب حشر کب نکلا قیامت کب ہوئی
کچہ اثر پایا نہ اب تک نالۂ شبگیر مین

ہاتہ لگتے بوسہ تو کہتا ہے وہ ترک بدمزاج
منہ سنبہالو رنج ہو جائیگا اس تقریر مین

قدرت اللہ کا جلوہ ہی مشت خاک مین
رنگ ور روغن ہو نکا ہی اوسکی تصویر مین

جوہر واتقان ہمارے سخت جانی ہی کیا
ہاتہ بیٹہا ہو گیا بل پڑ گئے شمشیر مین

ای جنون ہو گی نہ اقبال وسلسل کبہی
کاٹ ہی لوہی کی اپنی خانۂ زنجیر مین

نظر ہی دیکھین تو ای قاتل سپید مین ہین | سبزہ باغ جہان کا رنگ ہی شمشیر مین ہے

۱۴۸

کاتب قدرت نی اچھی دل لگی کی ای صبا
حرف الفت کی سوا لکھا نہ کچھ تقدیر مین

۱۵

سیہ او بچہ پڑھنے لی جو اچھی نہین | بے محابا گفتگو اچھی نہین
عرش تک نالے ہماری جائینگے | چھیڑ چرخ کہنہ جو اچھی نہین
تن کو کیا دہوتا ہے دل کو پاک کر | ای نجس بہشت شو اچھی نہین
یار اپنی بات اپنی ہاتھ سے ہے | ہر کسی سے گفتگو اچھی نہین
شعر مین حنظل سے ہم دینگے مثال | خوی بد ای خوبرو اچھی نہین
ہاشوالا اشتیاق یار نے | اس قدر بھی آرزو اچھی نہین
گیسوی جانان کہان عنبر کہان | رنگ ناکارا ہے بو اچھی نہین
جھک کے مل سب سے برنگ شاخ گل | سرکشی ای سرو جو اچھی نہین
ڈہونڈہ او سکو لیکن ای دل راہ سے | بے طریقے جستجو اچھی نہین
شیخ سمل ہے برہمن ہٹ دہرم | کچھ کسیکی گفتگو اچھی نہین
چاہیے عقبے کی عزت کا خیال | شعر سے یہ آبرو اچھی نہین
خانہ دل کی ہی رونق عشق سے | زندگی بے آرزو اچھی نہین
سخت باتون کا ترے کیا دین جواب | بحث ہونے روبرو اچھی نہین
تجھسے بہتر ہے اندھیری قبر کے | ای شب غم خاک تو اچھی نہین

۱۲۹

ای صبا آ دار گے سے ہاتھ اوٹھا
خاک اوڑانے کو بکو اچھی نہین

۱۶

خلاصہ ترا نظارہ جیسا کرین | صفا سے جوہر آئینہ خیال کرین

دلون مین گبر و مسلمان نہ ذرا خیال کرین
خدا کی واسطے قضیے کا انفصال کرین

سہیہ سنہہ کمان تری آگی جو عرض حال کرین
مجال ہی نہین جنبش لب سوال کرین

عیان جو رتبہ بزم شب وصال کرین
تو اختر و نکو نقوش صف نعال کرین

صفا تری رخ مین او نہین آئینی ہی محو کی تھے
کہ بہر خیال ہی اپنی طرف خیال کرین

پس از فنا بہی یہی ہی جو بیقراری کی تح
بہشت سی نہ کہین اور انتقال کرین

شراب پیکہین تو کیونکر حرام رہتی ہی
جو واعظونکو پکڑ کر ابہی حلال کرین

اندہیری راتون مین اکثر وہ آتی جاتی ہین
جو چاندنی مین چلی آئین تو کمال کرین

کبہی نظر نہ پڑی شاہد حقیقی پر
جوان بتونکی طرف ہم نہ کچہہ خیال کرین

ہماری اونکی بہلا شکوہ و شکایت کیا
خدا نخواستہ اپنہین کیون ملال کرین

جہان بہر سی نرالا ہی ان بتونکا طریق
سہیہ وہ نہین خضر بہی آئین تو اونسے جدال کرین

وہ ساقی ہی جو گہٹا کدا تی آتی ہین
ہمارا مزرع ہستی نہ پائمال کرین

یقین ہی ترک فلک بہی حلال ہو جائے
شراب پی کی وہ آنکہین جو لال لال کرین

خضر کو رہبری گر یان مبارک ہو
دو روزہ زیست مین کس کس کا ہم خیال کرین

نہ پائینگی کبہی رندون کی وجد کا انداز
تمام عمر جو صوفی غریب حال کرین

۱۴ صبا کدورت خاطر سی دشت وحشت مین
علاج عمر کو موج رم غزال کرین ۱۵

جنون مین محو تماشای لالہ زار ہون مین
طلسم بند ہون وابستہ بہار ہون مین

نہ اہل زر سی ملونگا وہ خاکسار ہون مین
کرونگا میل نہ ذرے سے وہ غبار ہون مین

فقیر مست ہون ادنی شراب خوار ہون مین
وہ جام دی مجہی ساقی جم اقتدار ہون مین

مری نجات کچہہ ان واعظونکی ہاتہہ نہین
بڑا کریم ہی جسکا گناہگار ہون مین

تمام آبروی عشق دل کی باعث ہی
اسی حباب سی دریا ہی بی کنار ہوئین

شب فراق ہی سر و تن را سوختہ تا ہون
اوداس صورت شمع سر مزار ہوئین

رولاتے ہین مجھے ابر بہار سمجھے ہو
برس پڑون نہ کہین آتشین بخار ہوئین

مجھے طہور سمجھے واعظو خدا دیگا
وہ جانتا ہی کہ رند شراب خوار ہوئین

غبار خاطر آشوب روزگار ہے ہون
ضیا ہی مردمک چشم اعتبار ہون مین

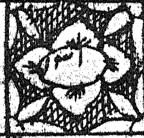
تم اپنی تو سمجھے دل مین تو مانتے ہوگے
خدا گواہ ہی کتنا وفا شعار ہون مین

مری فروغ سے کیون آسمان جلتا ہے
ثبات کچہہ نہین مجکو شرار عارضی ہون مین

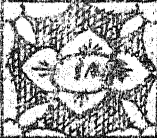
مجھے بہت مری ساقی نی منہہ لگایا ہی
جواب ہی نہین کہتا عجب خمار ہون مین

مین وہ حباب ہون دریا ہون گر فنا ہوجاون
وہ نقش ہون کہ جو مٹ جاون تو نگار ہوئین

زمین کو ہی تزلزل کہین نہ گر پڑنا
کدہر چلے ادہر آو کہ بیقرار ہون مین



✦ صبا اسی کو محبت سرشت کہتے ہین
عدو کسیکا نہین سب کا دوستدار ہون مین



عدم مین رستے تھے کیا کام تھا یہان ہم سے
کہان ہم آگئے لائی قضا کہان سے ہمین

بہار گل مین نکالا ہی بوستان سی ہمین
خزان تو اپنی سمجھتا ہی باغبان ہمین

یقین مفسدہ ہی عشق پہ نشان ہی ہمین
اور بہار تا ہی بہرا دیگا آسمان سی ہمین

گلاب باغ جنان لیکے آئین ہین حورین
غش آگیا ہی جمال پری رخان سی ہمین

عجیب بات ہی بوسہ بھی تم نہین دیتے
دیا تھا وصل کا اقرار کس زبان سی ہمین

رقیب بعد ہماری یہہ ظلم اوٹھائیگی
سہی گا کون ستم لاوگی کہان سی ہمین

شب فراق مین سونا کہان تقدیر مین
تمام رات جہگڑتا ہی قصہ خوان سی ہمین

خطا ہوئی ہی کہ بوسی لئی مین زلفون کے
لگائین در ہی وہ بند ہوا کی میہمان ہمین



شب فراق مین ممکن نہین جو آنکہ لگے
حجاب آتا ہے چشم ستارگان سے ہمین

گرسنگی مین قناعت جو کی شرف پایا
ہما کی سیر کیا اپنی استخوان سے ہمین

طریق اہل جہان سے رکی ہوئی مین ہم
نکالتی ہی ہوگئی راہ کاروان سے ہمین

نہ قدر ست ہین نہ خوش ہین شکستہ حالی مین
غرض نہین کسی شمع کی نمود شان سے ہمین

علو ہی طبع سے کمبرا گئی زمین پہ ہم
کہ پہر کو جائین نکلنا ہے آسمان سے ہمین

مکان مین بھی نہ ٹہلے سے خیال گزرا
قفس کو کہا یا قفس سے آشیان ہی ہمین

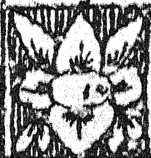
چلے جہان سے اسد رہے منزلت اپنی
فرشتے آتے ہین لینے کو آسمان سے ہمین

ہماری جان پر آخر کو بن گئی اے دل
بگاڑ لی تھی نہ اوس عیسی زمان سے ہمین

ہمیشہ آرزوئین دل کی کشتہ ہوتی ہین
ہزارون خون کے دعوی ہین آسمان سے ہمین



ہجوم گل مین ہین اے ہما وہ بہول گیا
گلی کی جا ہے گلستان مین باغبان سے ہمین



محشر کا ہمین کیا غم عصیان کی بخشش ہا
پہلے ہی وہ بت ہوگا میزان کسی کہتے ہین

عشاق تھے پہر کیون ہو دیوان کسے کہتے ہین
سراپہ رہا تن پر سامان کسے کہتے ہین

وصل تپ ہر رتبہ شربت کا گلگون ہو
پہر اور عنایات یزدان کسے کہتے ہین

قیدی ہوا وحشت مین بے جود نہو گر لیسے
یہ بہی یہ کہلا ہم پر زندان کسے کہتے ہین

انسان کا بس نفس امارہ مخرب ہے
لاحول ولا قوت شیطان کسے کہتے ہین

مہتاب تری آگے نکلا تو تجہ سے کہو
ثابت نہ ہوا ماہ تابان کسے کہتے ہین

بیمار محبت مین مر جائین تو اچہا ہے
قربان اجل کی درمان کسے کہتے ہین

کیونکر نہ ہنسین سنکر حال دل عاشق کو
کم سن ہین وہ کیا جانین ارمان کسے کہتے ہین

اے وہ الفطوبہ باتین ابہی سنین گنہگار کی
کوئی جو کبھی سمجھے ایمان کسے کہتے ہین

دیکھیں تو خضر تیری آب دم خنجر کو
معلوم نہیں آب حیواں کسے کہتے ہیں

ان وحشت جنوں سے سوز زنجیر کی گرہ کو
سنتے کسی کہتے ہیں ہو بیاں کسے کہتے ہیں

ہی بار یہ باعث ہیں وہ شام کی غم جوانی کے
جو چھپا ہے ترا وہ کاہ باراں کسے کہتے ہیں

ہم آپ کی گھر اگر [illegible] ہی جائیں گے
اچھا ہے تو سنئے مہماں کسے کہتے ہیں

جب دیکھتے ہیں گل کو کہتی ہیں وہ شوخی سے
روتی ہوئی صورت ہو خنداں کسے کہتے ہیں

بیخود و غش ہمنے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں
ای دل یہ کشاکش کیا ہے مژگاں کسے کہتے ہیں

دیوار کو زنداں کے پھر آگئے دیوانے
جب ہم یہ خیال آیا میداں کسے کہتے ہیں

آئینے کے ساتھ اپنی صورت ادا [illegible]
دیکھیں تو وہ دونوں میں حیراں کسے کہتے ہیں

شعر وہی جیسا ابتدا ہی فصاحت کا
آتش کی مقلد ہوں سحباں کسے کہتے ہیں

شور جس کا ہے وہ ہے عشق جنوں زا دل میں
ہو گیا ہے نگہ [illegible] کا سودا دل میں

لالہ گلزار کا نظارہ ہے تماشا دل میں
منزلت ہو جو کسی کی ہے وہ بجا دل میں

نعمت فقر کا ہے دھیان فراوا دل میں
کیا سمائی ہے تری ای سگ دنیا دل میں

عرصہ حشر میں ہوگا گذری کا عالم
لی نہ جانا کہیں وہ بنا کا گھیرا دل میں

آپ ہی میں جو نہ مجھ رند کو پیرا دیتا
فرق اتنا کریم ساقی و دریا دل میں

بات ہی آپ کی آگی نہ زباں سے نکلے
یہی آئی تھی ہم سوچ کے کیا کیا دل میں

کون سی شب نہیں رہتا ہے خیال گیسو
سینہ میں لا ترسے کہ لیتا ہے بسیرا دل میں

جان دینا ترے خط پر ہے خضر کا خطا
لب جاں بخش پہ مرتی ہیں مسیحا دل میں

بنچ شور اسا [illegible] تنگ عشق
غم سے جتا ہو پڑی داغ بڑا سا دل میں

آئین ضوان ہی [illegible]
شمن گیا کوچہ جاناں کا ارادا دل میں

جب بدلی شب وصلت کی اوٹھی زور تپ مین
لی رہا تھا مری باتین وہ صنم کیا دل مین

تجھسے وحشی کی لئی گوشۂ زندان ہی تھا
گھر نہ کرتی جو تو اے وسعت صحرا دل مین

جلوۂ عشق بنا گوش صنم دیکھو تو
اوتر آیا ہی عجب عرش کا تارا دل مین

روح ہار دہرکے تڑپتی ہی تری گانی پہ
چٹکیان لیتا ہی آواز کا کھٹکا دل مین

کوئی اس عالم وحشت کا تماشا دیکھی
بیڑیان پاؤن مین صحرا کا ارادہ دل مین

چھا گیا ابھی بڑھ کر چمن ہستی پہ
نخل الفت کا لگایا تھا ذرا سا دل مین

ظرف سے توڑتا ہی ایمان کوئی بیدرد تجھے
محتسب تیر گئے ریزۂ مینا دل مین

بھیجا با ہی حقیقت مین تصور اوسکا
آنکھونکی راہ ہی کیا صاف در آیا دل مین

ہم فقیرون کے لیے نقش کشی ہی ایسی
آرزوونکا کیا کرتی ہین کشتا دل مین

بیقراری سی شب غم مین وہ پہلو سے
ہوگیا اوسکا تصور تہ و بالا دل مین

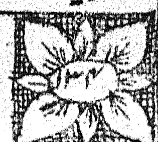
کیون سپاہی نہ پڑین تیر حوادث ہم پہ
ڈھیر مین گرد کدورت کی بھی تودا دل مین

ہم فقیر آئی جو بازار جہان مین تو کیا
حسرتین لیگئی اسکندر و دارا دل مین

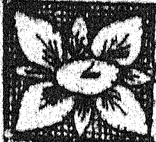
رخ کیا کیون طرف غیر خطا کی توفی
کسطرف جاتا ہی او تیر نگہ آ دل مین

کسطرح اوسکی خوشی گرد پھٹکنے پائی
فوج اندوہ کا پھرتا ہی طلایا دل مین

مجھسے بیمار محبت کا جو ہوگا نہ علاج
کیا کہین کی گی حسرتین ای جان مسیحا دل مین



ای صبا جسکی لیی ہون مین پریشان خاطر
جا بتا ہی مجھی وہ گیسوون والا دل مین



انتہا سے ہی عمل مرقیح فروش نہین
خط تقدیر ہی موج می سبز جوش نہین

سادگی سی ہی سخن عشق در گوش نہین
ابھی کم سن ہین کسی بات کا کچھ ہوش نہین

کیا کہون کیوں شب فرقت مین مجھی ہوش نہین
ہی اک چاند کا ہالہ مرا آغوش نہین

پیس ڈالیکا مجھی آپ کا کوہ تمکین — قابل اس بوجھ کی بندیکا تو دوش نہین

تیرے طوفان او ٹھایا ہی ہین گرندہ — کون دل ہا ہی آپ گھر گوش نہین

نکہت گل کیطرح سے چمن عالم مین — حائل یار تعلق مین سبکدوش نہین

۱۳۵

ای صبا گلشن و دیر و حرم میخانہ

کونسی جا وہ عطا پاش خطا پوش نہین

تقدیر شکل ہجر کی تکتی ہی وصل مین — رہ رہ کی باتین آنکھ پھڑکتی ہی وصل مین

جلتا ہون سنکی یار سی باتین نفاق کی — کیا آتش فراق بھڑکتی ہی وصل مین

ہم کیون نہ اپنی یار کو گل پیرہن کہین — چولی ہزار جاسے مسکتی ہی وصل مین

۱۳۶

پربال اپنی مردم دیدہ ہین ای صبا

آنکھون مین شکل غیر کھٹکتی ہی وصل مین

نشترون سی دل بلبل کو لہو کرتی ہین — کیا رگیون مین شجر گل جو نمو کرتے ہین

جب مین کہتا ہون کہ دل پھٹ گیا اپنا غم سے — تار باتون کا لگا کر وہ رفو کرتی ہین

شانی کیطرح سے ہوتا ہی دل اپنا صد چاک — فرق اون گیسوؤن کی جب سر مو کرتی ہین

چشم پر آب سی ہم بھی چمن عالم مین — سیر گل مثل حباب لب جو کرتے ہین

خون دل آنکھون مین بھر لاتی ہین ساقی کی تئین — خالی دو جامون مین ہم ایک سبو کرتی ہین

۱۳۷

شکل عشاق سی کس طرح چھپاتی ہین حسین

منہ کسیکا نہین یہہ آئینہ رو کرتی ہین

بیدار ہی فراق ہی شوق وصال مین — آنکھ لگی نہین ہی خواب کا آنا خیال مین

دل لخت لخت ہوتا ہی عسرت کی حال مین — کثرت سی لعل ہوتی ہین کوہ ملال مین

وحشت جنون مین آگئین آنکھین جو اونکی یاد — بہاگا مین خاک ڈال کی چشم غزال مین

حسرت ہی کبھی نہ ہوئی تجھسے لب بلب
زینت لگی رہی ترے منہ کی اوگال مین

ولہ

ہین راست باز حال شکستہ مین اہل ظرف
پایا نہ پیچ کا شیشے کے بال مین

نعرہ زن دل ہی عشق مژگان مین
شیر کو بھی نکیون نیستان مین

دست وحشت سے نکی درانداز ہی
تار ربط جیب و دامان مین +

ولہ

دانت پیسو نہ محو دندان چر
گتھیان ہو نہ رشتہ جان مین

۱۳۸

وہ دیر و حرم کی منزلت برابر سمجھے ہین
خدا جانی کسی یہہ نا سمجھ اب سب سمجھے ہین

۱۴

تم ہر اک رنگ مین ای یار نظر آتی ہو
کہین گل اور کہین خار نظر آتی ہو

قابل دید ہو تم ای یار نظر آتے ہو
چشم بد دور طرحدار نظر آتے ہو

صورتین کرتے ہو ای جان ہزارون پیدا
تم نئی شکل سے ہر بار نظر آتے ہو

بھول جاتا ہون مین قدرت کے تماشے اوسی دم
شکر کرتا ہون جب ای یار نظر آتے ہو

آئینہ دیکھنے کو جب نہین ملتا تمکو
اپنے تم تشنۂ دیدار نظر آتے ہو

کہتے ہو ہم نہین کرتے ہین کوئی فرمایش
جان تک لینے کو طیار نظر آتے ہو

خون کس عاشق کشتہ کا چڑھا ہی سر پر
رنگ لائی ہوئی ای یار نظر آتے ہو

بند ہو جاتی ہین رستے کہین ہوئی جو نکلی
بال کھولے سر بازار نظر آتے ہو

رہتی ہی آنکھ پھر آپ کو کنگھی ہوتے
اپنی زلفون مین گرفتار نظر آتے ہو

خوف ہی برج مین جلاد فلک چھپتا ہی
تم جو باندھے ہوئے تلوار نظر آتے ہو

سبزہ ستان ہین مری جان سراسر تجھسی
رنگ گلزار سے گلزار نظر آتے ہو

آبرو حسن کی دولت سے ملی ہی تمکو
رنگ کندن سا ہی زردار نظر آتے ہو

کیا ہی بھی یار کھٹکتے ہو مری آنکھون مین
ای گلو باغ مین تم خار نظر آتے ہو

نشان ہے گیسو کا جسکے آپ مین سرو اسکے
سبزۂ خط سی نمودار نظر آتے ہو

ایسے معشوق زمانے مین کہان ملتے ہین
پیار کرنیکے سزاوار نظر آتے ہو

دونون گیسوے عاشق ہین کمندین جسکے
پیچ مین لاوگے عیار نظر آتے ہو

۱۳۶

شب الفت مین صبا ہی یہ ہمارا دعوی
شوق کے آثار ہین بیمار نظر آتے ہو

۲۱

تھی شہادت کی خوشی ایسی مرے شاد کو
ہین ہلال عید سمجھا خنجر جلاد کو

اشک غم مین گھر اوجھا جو مجھ ناشاد کو
موج اشک آنکھون سے آئی ہی مری امداد کو

تجھکے مین عشر کی جاونگا مین فریاد کو
توڑ بازو نگا پکڑ کر دامن جلاد کو

اور جلا دے طاقت دل کو مری کرکے اسیر
قید بلبل ہو گیا پر لگ گئی صیاد کو

مجھ تک آتا ہی ترے در کے گدا پر ای صنم
غوث کو مجذوب کے ابدال کو اوتاد کو

غیر کو آوارگی قوفی سنانے چھوڑ دی
سن لیا اللہ نے ای بت مری فریاد کو

ارش جب کانپی زمین کو زلزلہ سا آگیا
مر گیا لیکن نہ بھولا چرخ کی بیداد کو

عالم تجرید مین معصوم کی ملتا ہے چین
ہی خط تقدیر ہاتھی پر الف آزاد کو

نالۂ مجھ بلبل کے سنکر غنچہ غش ہو گیا
نکہت گل نے سنگھایا نغلخہ صیاد کو

یار کی دل مین ہماری آہ نی تاثیر کی
موم پتھر کو کیا پانی کیا فولاد کو

ساقیا میخانہ عالم مین جو کشمکش ہین
ابر رحمت ہی مراد امان ترے ہاد کو

بھول کر ہمکو نہ اوس نے بھید نے پوچھا کبھی
رکھدیا ہی طاق نسیان پر ہماری یاد کو

وصل مجھکو ہوا اینکو یہ تو ہو ہوتا ہے نصیب
کرتی ہی جذب محبت مجتمع اضداد کو

عارضی ہی عشق بلبل حسن گل ہی بے ثبات
ہی خزان اک دن بہار گلشن ایجاد کو

ہو جو دعوی ہمسری کا سرو قد یار سے
کاٹ کر گلشن سے باہر پھینکتے شمشاد کو

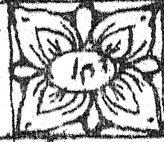
جوش وحشت مین یہی ہستی ہی گریبان پھاڑکر
لکھنؤ سے چلیے صحرای جنون آباد کو

لکھی وہ طفل دبستان کیا مری خط کا جواب
جو مٹائی صورت حرف غلط اوستاد کو

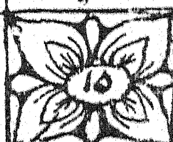
باغ عالم مین گلِ حدت نی دکھلائی بہار
بابِ گلشن موت کا گھر ہو گیا شداد کو

تھرہی تھوڑا سا صدمہ بھی ضعیفون کی لیی
زلزلہ موج ہوا ہی خانہ برباد کو

سر مرا کٹوا کی وہ جامی سی باہر ہو گئی
بی کفن رکھا مجھے خلعت دیا جلاد کو



یہہ دعا اللہ سی ہی فصل گل مین ای صبا
باغ بلبل کو مبارک ہو قفس صیاد کو



نہین سایہ سی کچھ بھی ہمسری سرو لبِ جو کو
کھون طوبی تو زیبا ہی تمہاری قد دلجو کو

قرار اک دم نہین ہی دیدۂ غم مین آنسو کو
نہین آرام گہوارہ مین بھی اس طفل بدخو کو

کیا تسخیر اعجاز محبت سی پری رو کو
فسون عشق سی کیلا ہی مینی مار گیسو کو

مجھی ہی کسطرح قابیل نی ہابیل کو مارا
کوئی بھی اپنی ہاتون توڑتا ہی اپنی بازو کو

ہوا اسکی تتبع چشم کا جسوقت وہ کافر
اوٹھایا مردم دیدہ نی سر پر تیغ ابرو کو

نکلکر سانپ اپنی بانبیون سی کیچلی لین
اگر موباف کی حاجت ہو اوس کافر کی گیسو کو

بہت سی ہمنشین مجھکو بلی اک دلگی جانی سی
غم و درد و تاسف نی کیا آباد پہلو کو

مقرر صید بازی جب نظر کی جانب صحرا
گرایا خال چشم یار نی گولی سی آہو کو

مسخر مردمان چشم کی مانند ہو جاتا
دکھایا سامری نی یار تیری چشم جادو کو

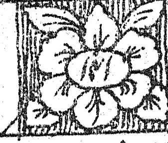
قیامت ہی بغیر اوس سرو قد کی سیر گلشن کی
سمجھتا ہون صدای سرو مین قمری کی کوکو کو

دُر گوش صنم زلف سیہ مین یاد آتا ہے
چمکتی دیکھتا ہون جب شب تیرہ مین جگنو کو

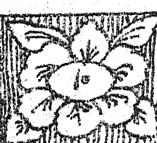
تکلف کیا شب وصلت مین نیند آتی ہو ہونے
عوض تکیے کی رکھہ لیجیے سرہانی مری زانو کو

ہوئی منظور چشمون مین کسی شان بریدہ کی
گرا انکھون سی تو بھی لیا دامن مین آنسو کو

حلم سی ہجر کا درگاہ مین منت بہہ مانی ہی — چڑہاؤن نذر کا غنچہ جو دیکھون اوسکی بار بو



گئی وہ دن کہ بوسون سی ہماری لب معطر تھے
صبا اب تو ترستی ہین گل رخسار کی بو کو



الفت خط سے ملا کوچہ جانان مجھکو — سو رہی پری و یا ملک سلیمان مجھکو

اپنی رونی پہ مجھی آپ ہنسی آتی ہے — دم گریہ ہی خیال لب خندان مجھکو

ساکن دیر ہون اک بت کا ہون بندہ [بخدا] — خود وہ کافر ہین جو کہتے ہین مسلمان مجھکو

خط یہان تک اوسی لکھون کہ کرون سکہ قلم — ہاتھ لگ جائی اگر دشت نیستان مجھکو

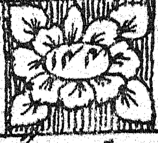
جیتی جی مر گیا مین کرکی خیال انجام — منتظر آیا جو کبھی گور غریبان مجھکو

رہا سوتی مین بھی اوس الف پریشان کا خیال — رات پھر آئی نظر خواب پریشان مجھکو

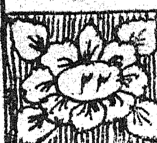
داغ پروانہ نہ اس طرح سراپا دیتا — یار سمجھا ہی مگر سرو چراغان مجھکو

مین تو رکھتا تھا قدم بھی نہ چمن سی باہر — ای جنون تونی دکھایا یہ بیابان مجھکو

رات آتی ہی تو یاد آتی ہی وہ زلف سیاہ — دن کو رہتا ہی خیال رخ تابان مجھکو



ای صبا بعد فنا بھی ہی یہ خالق سی دعا
عوض خلد ملے کوچہ جانان مجھکو



ای بتو ہیان اگر جانب فریاد کرو — وہ ستائین مجھین نالی کہ بہت یاد کرو

جان جان پیش نظر حسن کی روداد کرو — انکھون سی اپنی کی فرد پہ تم صاد کرو

ای بتو روز ہزارون ستم ایجاد کرو — بندہ موجود ہی تم شوق سی بیداد کرو

گل و ستار جو میرا دل ناشاد کرو — طرہ طوبی پہ بھی ای غیرت شمشاد کرو

ناز و انداز سی ہر روز وہ فرماتی ہین — جور تازہ کرو طرفہ ستم ایجاد کرو

ہی جنون مین یہی پیہم مرعا بنجہ کا گل — قیس کے روح کا صدقہ مجھی آزاد کرو

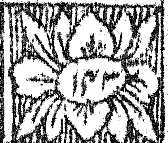
چاک میں جھکو ملا کر وہ صنم کہتا ہے
اپنی اللہ سی جا کر مری فریاد کرو

نکہت آسا مین بہت زیر ہوائے غنچہ ہو
تھتھوں مین نہ اڑا اگر مجھے برباد کرو

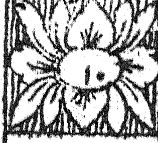
جشن نوروز مبارک تمہین اے بادہ فروش
پھر بہار آئی ہی پھر میکدہ آباد کرو

تم وہ شیرین ہو کہ اوسکو بھی پڑے یاد شو
چشم پرویز کو زخم سر فرہاد کرو

ای بتو تمکو میسر جو خدائی ہو جاے
صورت آباد کو دم مین جہاں آباد کرو



ای صبا ملک عدم کو جو خدا لیجاے
منہ نہ مڑ کر طرف عالم ایجاد کرو



جام جم ہے جو چشم بینا ہو
آئینہ ہے جو دل مصفا ہو

ہم ہوں ساقی ہو وہ صہبا ہو
شب مہ ہو کنارہ دریا ہو

کچھ اثر آہ مین جو پیدا ہو
قہر ہو جاے حشر برپا ہو

کچھ اگر دید کا نتیجہ ہو
چشمہ مہر چشم حربا ہو

بھر دیا مجھے فقیر مست کا جام
ساقیا تو ہوا اور دنیا ہو

ناصحا پند سب مجھسے وحشی کو
اوسکو سمجھا جو کچھ سمجھتا ہو

خضر کا کام راہزن سے لے
چال وہ چل کہ غیر اپنا ہو

لاکھ قربان کو کوئی جان کرے
بخدا وہ جو بت کسیکا ہو

دہن یار کا کھلے عقدہ
حل کسیطرح یہ معما ہو



بیٹھ رہ ای صبا کہین چل کر
اس مین کعبہ ہو یا کلیسا ہو



کوئی صورت سے گر صفا ہو
آئینہ دل حسن آرا ہو

ماشاء اللہ چشم بد دور
کیا خوب جوان مہ لقا ہو

مضعف ہوں شیخ و گبر دل میں — قصہ جاب ہائے فیصلا ہو

دوزخ کو بھی مات کر دیا ہے — اے سوزش دل ترا برا ہو

مسند کیسی فقیر ہوں میں — ٹھوکر بھی سہی جگہہ ہو بوریا ہو

کہتے ہیں وہ میرے نگینے پر — دیکھو کوئی تم نہ دیکھتا ہو

معلوم ہیں واعظوں کی باتیں — اوس سے کہیں جو نہ جانتا ہو

یارو سمجھاؤ اوس صنم کو — کیسے تم بندۂ خدا ہو

گلچیں تمکین سے پھول توڑے — بلبل نالہ بھی جانتا ہو

کس سے ملتا ہے نہ کہہ ابرو دل — غافل اپنی نہو دغا ہو

سن لے کبھی حصہ فقیر کی بھی — اللہ کرے ترا بھلا ہو

یہ حال ہے نقد دل کو کھو کر — جیسے کوئی لٹا ہوا ہو

اولٹی اولٹی نہ کیوں ہوں باتیں — تیرشے ہے تیر سے خفا خفا ہو

بندہ باہر سب کبھی نہیں ہے — جب چاہے اجل کا سامنا ہو

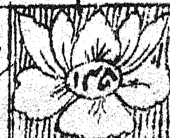
اللہ کرے نامۂ عمل پیر — تیرا نقشا کھچا ہوا ہو

اے یار کبھی تو کام آؤ — اتنی مدت کے آشنا ہو

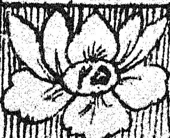
ابرو سے چشم سے نگہہ سے — آفت ہو قہر ہو بلا ہو

کب سے امیدوار ہیں ہم — جو کچھہ ہونا ہو یا خدا ہو

کچھہ رحم بھی ہے خدا خدا کر — بندے سے صبر تا کجا ہو



پڑھتے ہو صبا توں کا کلمہ
کہنے کو بندۂ خدا ہو



جو تو میرے باغ ہو برباد ہو — کوستے ہو گلچین ہر یا صیاد ہو

جیسا عاشق ہو رہ بیداد ہو — تم بھی سفاک ہو جلاد ہو

کوچۂ جانان سے مطلب ہی نہین — دیر ویران ہو حرم برباد ہو

قید مذہب واقعی اک روگ ہی — آدمی کو چاہیے آزاد ہو

دور دور محتسب سے ساقیا — ہاے کیونکر میکدہ آباد ہو

بک گئے ہین آپ تو غیرونکے ہاتھ — بندہ پرور اب غلام آزاد ہو

ہے تمیز اللہ دی صیاد کو — باغ ویران ہو قفس آباد ہو

سرو قدون سے اگر پالا پڑے — خوب سیدھا باغ مین شمشاد ہو

آئینہ دل کا جو دکھلا دون انہین — جای حیرت ہو عجب روداد ہو

تم وہ ہو مرجائین تو بھی غم نہو — عیش ہو عشرت ہو خوش ہو شاد ہو

گنبد گردون پر ای دل آہ سے — کچھ نہ کچھ آفت پڑی افتاد ہو

موت ہنستی ہی خضر کے حال پر — تا کجا ہستی بے بنیاد ہو

موسم گل ہو جنون کا جوش ہو — جا بجا حداد ہو فصاد ہو

کان رکھ کر وہ مرے نالی سنے — زلف دود شعلہ فریاد ہو

مین وہ بلبل ہون جسی دونو ہین ایک — باغ ہو یا خانۂ صیاد ہو

نذر سر کرتا ہون مین ای شاہ حسن — حکم ہو جلاد کو ارشاد ہو

رنگ لایا ہی لڑکپن آپ کا — نو بہار گلشن ایجاد ہو

کیا قیامت ہی برا ہو موت کا — ہم نہ ہون یہ عالم ایجاد ہو

بار اٹھایون اوٹھین محشر کو ہم — ہاتھ ہو اور دامن جلاد ہو

ظاہر و باطن مین ای دل فرق ہو — بت بغل مین ہو خدا کی یاد ہو

ان رقیبون کو خدا غارت کرے — آپ ہون یہ عاشق ناشاد ہو

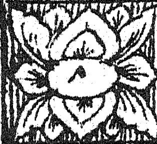
آپ کو اپنی خوشی سے کام ہے
کوئی ناخوش ہو کوئی ناشاد ہو

آہ آندھی ہی مٹانے کے لیے
نقش ہستی چاہیے برباد ہو

جائے گلشن میں جو تو ای نونہال
کیا توارد مصرع شمشاد ہو



خوب ہی اوس گل کو لائی راہ پر
ای صبا تم بھی بڑی استاد ہو



کھینچتی ہی مجھکو نشو نمائی چمن کی آرزو
رفتہ رفتہ مار ڈالیگی وطن کی آرزو

صورت مینا مین تعظیم و تواضع مین ہون خم
ساقیا ہی انتظام انجمن کی آرزو

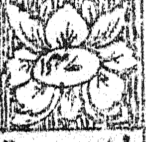
کس گیا ہمکو یہہ مضمون کمر سی یار کے
غیب سی بر آتی ہی اہل سخن کی آرزو

وحشت دل لی اڑی ہمکو بیابان کی طرف
دل کی دل ہی مین رہی اہل وطن کی آرزو

ای فلک تیرے ہی مین تجھپر غضب آتی ہی کیا
خاک مین کیسی ملادی کوہ کن کی آرزو

مثل گل اپنا ہی جامہ ہو لباس آخرت
ای فلک ہمکو نہین تجھسی کفن کی آرزو

باغ مین تو نی قدم رکھا جو ای سرو سہی
کیا ہی بر آتی جوانان چمن کی آرزو



باغ عالم کا نرالا رنگ دیکھا ای صبا
داغ پاتا ہی جو کرتا ہے چمن کی آرزو



فی الحقیقت تم بہت مرغوب اور منظور ہو
دل کی آگی جان ہو آنکھون کی آگی نور ہو

بندگی کرنی پڑی ای زاہد نہ یون مغرور ہو
ہو بت پندار تو للہ دل سی دور ہو

سیر ہو پھر جلوہ فرما وہ سراپا نور ہو
پھر وہی رات آئی پھر روشن چراغ طور ہو

وہ موحد ہین جو ہمکو می کشی منظور ہو
پنبۂ مینائی می نغمۂ منصور ہو

اوس سراپا نور کا عاشق جو قیس عصر ہو
داغ سودا الالہ دامان کوہ طور ہو

روشنی کی سیر اوس گل کو جو منظور ہو
شمع کا شعلہ بیاض دیدۂ بی نور ہو

دیکھیں ہم دیکھنا جسکا ہمیں منظور ہے
کیا تماشا ہو جو یہ غفلت کا پردہ دور ہو

یون جھانک کر تو مری آئینۂ دل کو نہ دے
دیکھ اور کافر یہ شیشہ ہی نہ چکنا چور ہو

رند مفلس ہین بہت نادم ہین خجلت سے ای کلال
اک اک بوتل کا توڑا دین اگر مقدور ہو

عاشقون کو شکر کرنا چاہیے ہر حال مین
ای بتو اللہ کی جانب سے تم مامور ہو

تنہا نکل کو نہ ای صیاد غش آی کہین
خون بلبل کا ذرا صحن چمن سے دور ہو

دل کی حسرت نے چراغ جان کو یون جھلکا دیا
خوب روشن جسطرح شمع شب دیجور ہو

پی نہ دی ساقی تو ایسی گھن گرج نالی کرون
چرخ مینائی زمین پر گرکے چکنا چور ہو

پیمانہ ہارے کسطرح ہم لگا کی کسطرح
کیا کرے وہ جسکے دل مین عشق کا ناسور ہو

کچھ یہی سمجھے ہی ادب پیش جناب عشق ہے
دور ہو ناصح ہمارے سامنے سی دور ہو

کوئی ہمدم غم نہین کوئی مرے پرسان مین
ای بتو اللہ اکبر کس قدر مغرور ہو

جی یہی حالت تو پیارے ہین کہونگا کبھی
کوئی سودا مین جگر ہو یا دل رنجور ہو

توڑ ڈالا جام لیکر مجھ فقیر مست کا
ہمرہ جمشید تو ای محتسب محشور ہو

پند دیگا کو تیرے خوشی ہی کام ہے
ہمکو بھی منظور ہی جو کچھ تجھے منظور ہو

خوب ہی ہی آج تو اودی گھٹا چھائی ہوئی ہے
ساقیا ہان برق کوئی ساغر بلور ہو

کوئی سرکش ہو کوئی عاجز ہو یہ کیا بات ہے
آپ ہی مختار ہو تم آپ ہی مجبور ہو

کیا ہوا ہے وہ تمہارا میرزایانہ مزاج
اوس طرح پیش آؤ جو معمول جمہور ہو

چاہیے پانی کی بدلی آگ برسی ای فلک
ابر کا لکہ اگر آہ دل محرور ہو

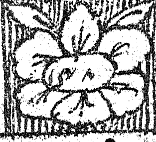
ای تصور تیرے آگے وصل کیا ہجر کیا
ایک عالم چاہیے نزدیک ہو یا دور ہو

کون پوچھیگا ای زلف بتانکو چھوڑ کر
زاہدا بالفرض داڑھی پر خدا کا نور ہو

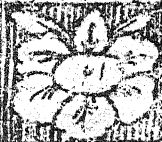
فصل باران ہو سنو صحن گلستان ہو
کچھ نہ ہو اک مین ہون اور اک ساقی مخمور ہو

قیس سے تو چھپ نہیں سکتی کبھی ای محمل نشین
شوق موسی کو بہت ہی جلوہ دیدار کا
جسکا مطلب صاف ہی او [illegible] بات کی کیا بات ہے

ایک پردہ کیا [illegible]
بیچ میں [illegible] کہیں [illegible] جلوہ [illegible]
شعر وہ [illegible]



صورت منصور چھپ ہوا [illegible]
اختیاری امر ہے کب ای [illegible]



بیتاب غم سے جان نہ ہو دل حزین نہو
اظہار سوز عشق دم واپسین نہو
مر جاوں گا میں دیکھ تو چین جبین نہو
اوٹھی خرام ناز کو وہ دھوم پاؤں کی
ان فتنوں کا روز قیامت حساب ہے
گر یا ہیں ابرو سے سجے کر فرشتے
مجرم ہوں میری لاش نہ دے اوٹھا زمین
اوٹھیں گی حشر کو بھی نہ ہم کوی یار سے
اتنا ہی عیب ہی کہ وہ بت بد مزاج ہے
ملبوس خاک ٹھیک ہی تن پہ فقیر کے
دریا دلی دکھا ہمیں گلگشت باغ میں
لاتی ہے ہی کچھ آج حرارہ [illegible]
تاثیر نالہ دل سوزان سے ای فلک
محشر کو چاہیے ہے او گلنار [illegible] سجے
اغیار کی نہ عشق جتانے پہ جائیو

کچھ بھی نہو جو عشق بتا ای حسین نہو
اسلام [illegible] نقش نگین نہو
برق غضب کہیں نگہ خشمگین نہو
فتنہ بپا ہوا ہے قیامت کہیں نہو
ای شمع محبت کے ناز [illegible] نہو
بد تر حباب سے بھی ہی جو تہ نشین نہو
اس جرم پر [illegible] ای حسین نہو
سیہ اعتکاف زاہد غزلت گزین نہو
منہ صاف آئینہ ہے جو چین جبین نہو
پروا نہیں گلیم نہو پوستین نہو
ساقی لگان کشتی می کا کہیں نہو
ڈر ہے طلوع مہر قیامت کہیں نہو
پھر خاک ان کہیں کرہ آتشین نہو
کھا کر [illegible] خاک کو خوش ای زمین
کوئی بگاڑ [illegible] نازنین نہو

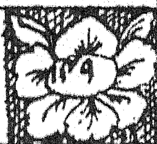
پیش خدا عزیز ہی موتی غریب کا
دو چار گز کفن نہو دو گز زمین نہو

تمکو چمن مین دیکھ کے کیون رنگ گل اوڑا
کیا سیر تھی کچھ اور تماشا کہین نہو

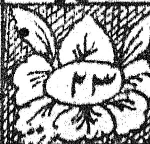
انجام مین کو خاک نہین لطف زندگی
مرنی کا دھیان تا نفس واپسین نہو

آیا ہی اوس حبیب کو گلگشت کا خیال
داغی برنگ لالہ گل یاسمین نہو

گو کاہ ہون پہ قصد ہی کوہ وقار سے
وہ بوجھ ڈالیی متحمل زمین نہو



وہ حال دل کا ہی جو صبا ہم بیان کرین
اللہ جانتا ہی بتون کو یقین نہو



دنیا ہی یاد شہاد کا سودا ہی سر کی ساتھ
انجام ہو بخیر کہ شر ہے بشر کی ساتھ

مجھسے نہ تم ملو جو محبت ہی زر کے ساتھ
ممکن نہین صفائی دلی اس کدر کے ساتھ

رہتی تو ہین رقیب بہت اوس قمر کی ساتھ
معلوم ہو جو نالہ دل ہون اثر کی ساتھ

گردش سی آسمان کی چکرا رہی ہین ہم
کشتی ہماری گھوم رہی ہی بھنور کی ساتھ

ہنستی ہوئی کو دیکھکر آجاتی ہی ہنسی
قاتل بھی ہنس پڑا مری زخم جگر کی ساتھ

جنت مین چین کبھی ہمت سی ہی بعید
جلنی کا لطف اوٹھاتی اہل سقر کی ساتھ

عشق غبار خط مین رہی آبرو کا دھیان
ہی لطف اس سفوف کا آب گہر کی ساتھ

صبح شب وصال ہی کیون نعرہ زن نہون
پڑتی ہی ہو گری مری دل پہ گجر کی ساتھ

سے چلیے تماشا وین رنگ جوانان باغ کا
گلگشت کو چلین جو چلو تم نگہر کی ساتھ

شیرین لبون کی عشق مین آگر دمن نصیب
کولہو مین عضو تن تپے ہین نیشکر کی ساتھ

ٹپکا ادا سی باندہ کی کیا پیچ کر گئے
دل آ گیا لپیٹ مین اونکی کمر کے ساتھ

کھلتی نہین حقیقت عشق مژہ ہمین
کرتی ہی چھیڑ کیون رگ جان نشتر کی ساتھ

پہیرے مین مرغ عشق ہو مدار نالہ کیلیے
یہہ چاند ہو غروب طلوع سحر کی ساتھ

ساقی بغیر سوکھ کے کانٹا ہوی مگر
رونے پہ ہم تلے ہوے ہین ابر تر کی ساتھ

مرنے پہ بھی ہی جو حرارت ہی عشق کے
کیا دیکھیے کرے دل سوزان سقر کی ساتھ

جاہ و حشم کا کام نہین اہ عشق مین
ذری بھی ہون بلند نہ گرد سفر کی ساتھ

دل کی سبب سے جسم کی ہستی ہوئی خراب
آئی بلا صدف پہ نکلکر گہر کے ساتھ

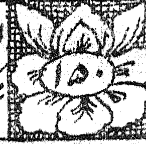
نخل حیات کی لیے سم ہی سموم عشق
کیا لاگ اس ہوا کو ہے اس شجر کی ساتھ

ہمدرد ہو تو نالۂ دل کی سہارے ہے
بلبل کو چھوڑ دے کوئی مجھ نوحہ گر کی ساتھ

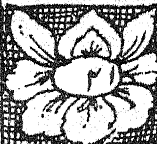
اہل جہان تو کیا نہ دبا آسمان سے
کس نوک جھونک سے ہین رہا اوس قمر کی ساتھ

دنیا سے چلے لیکے گناہونکی ہم پہاڑ
دوزخ کو جائینگے تو بڑے کر و فر کے ساتھ

زلف پری کیطرح جو پیچان ہوا ہوا
دل بستگی سی ہو گئی آہ جگر کی ساتھ



الله ری شوق منزل مقصد کا ای صبا
تھک تھک گئی ہوا مری گرد سفر کی ساتھ



کیا منہہ مری طرح سی جو ہو تشنہ آئینہ
ہی عاشقون مین یار کی اک کمتر آئینہ

چھٹتا نہین ہی ساقی خود بین کی ہاتھ سے
کشتی مے کا ہو گیا ہے لنگر آئینہ

دید صفای رخ نے ہوا پر چڑہا دیا
اوس غیرت پری کو ہوا شہپر آئینہ

ثابت ہی خون عاشق خط عذار یار
رکھتا ہی جوہرون سے خط محضر آئینہ

گر ہمسری کریگا کف پای یار سے
توڑیگا اپنی ہاتہہ سے سکندر آئینہ

کیفیت شراب جو صورت پذیر ہے
مجہہ رند بادہ نوش کا ہی ساغر آئینہ

صورت کا آشنا نہو معنی کی دیکہکر
ای خود پسند دیکہہ نہ بن ٹھنکر آئینہ

دیکھے جو روے یار تو ایسا حجاب ہو
دکھلا ہی منہہ کسیکو نہ تا محشر آئینہ

تاثیر عشق مصحف رخسار دیکھنا
کاغذ کی شکل ہو گیا ہی لاغر آئینہ

ہوگا جنون عشق جو نشتر مژگان یار کا
کھائیگا اپنی جوہروں سے نشتر آئینہ

کہتا ہی وہ صنم دل عاشق کو توڑ کر
بازار مین ہی ایک سی اک بہتر آئینہ

حیران کیا ہی دیکھکے رخسار یار کا
جامے سے اپنے ہوگیا ہی باہر آئینہ

گردش پڑے گی الفت ابروی یار مین
سنگ فسان بنیگا تہ خنجر آئینہ

سودا ہی مین عشق روی صنم کی یہ شکل ہے
منہہ پہ ہمارے مارتا ہی پتھر آئینہ

اوس شعلہ رو کی ہاتھ نہ آئی خراب تہ
جل کر ہی ورنہ اک کف خاکستر آئینہ

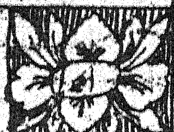
منہہ کیسے اونکی منہہ پہ مین سویا شب وصال
گل تکیے کی جگہہ پہ رہا شب بہر آئینہ

دریای عشق یار جو کبھی بھنور مین پڑے
گرداب کی طرح سے کری چکر آئینہ

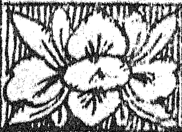
دو ٹکڑے ہوگا برق ہی تیغ نگاہ یار
گو جائیہ تمد کا رکھے کیبتر آئینہ

تا آفتاب نکلا بندھکے دیکھو جھرین
بن جاے صورت ورق مسطر آئینہ

مشتاق روی یار کو مد نظر سہی
لیجاتے اپنی گور مین اسکندر آئینہ



اللہ ری صفائی رخ یار ای صبا
حیران مین ہوا جو ہوا ستند آئینہ



ہی آج اغنیا کو میسر ہزار کچھہ
بی خاک کل نہین جہ میان ہزار کچھہ

نالان ہوگی کل یہ آج کا تم وعدۂ وصال
ای جان زندگی کا نہین اعتبار کچھہ

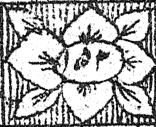
آئینہ دیکھکر نہ بہت کیجیے غرور
اس حسن عارضی کا نہین اعتبار کچھہ

بیتو نکر نکال کرا سے پہلو سے پہینک دو
مجبور ہون مین دل پہ نہین اختیار کچھہ

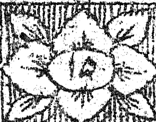
کچھہ سنبل چمن ہی طرہ ہی اونکی زلف
نازک مین برگ گل سی ہی اونکی عذار کچھہ

ہی تمنا مین روح مثل ہوای سر حباب
بحر جہان مین زیست کا ہی اعتبار کچھہ

دیکھی جو یار کی دو دندان کی آب تاب
بی آب ہوگئے گہر آبدار کچھہ



مہمانیاں بتو نکلے ہین کرتا ہوا اے صبا
دیتا ہی سب مجھے مرا پروردگار کچھ



تصویر اپنی چاہتے اے نوجوان دیکھ — آئینہ لیکے ہاتھ مین خالق کی شان دیکھ

اپنی ستم کا لطف ذرا اے جوان دیکھ — کیا کیا تڑپ تڑپ کی نکلتی ہی جان دیکھ

ایسا نہو کہ نکہت گلشن اور رنگ لائے — رہ رہکے یون گلون کو نہ اے باغبان دیکھ

ممکن نہین کہ یون در مقصد تجہے ملے — اس جنس کی تلاش مین اک اک دکان دیکھ

بیجا ہی بام یار سے دعوائے ہمسری — اپنی ذرا بساط تو اے آسمان دیکھ

اے یار حال الفت مژگان ہمی دیدنی — کیسے جگر مین تیر گئی یہ سنان دیکھ

جاتا ہے میرے پاس سے کیون اے خیال یار — پائیگا پھر نہ خانہ دل سا مکان دیکھ

ہم دین دعائین تجھکو تو دی گالیان ہمین — اپنی زبان دیکھ ہماری زبان دیکھ

کیا دیکھتا ہی قتل کر اے نازنین ہمین — اتنا بھی آپ کو نہ بنا بدگمان دیکھ

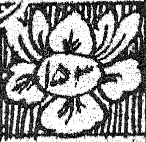
غافل یہہ جان لے کہ نشانی ہے موت کی — جس جا زمین پر تو لحد کا نشان دیکھ

ممکن نہین کہ تیری فرشتون سے بھی بنے — تا حق بگڑ نہ جای کہین امتحان دیکھ

ایسا نہو کہ یار تو سمجھتا ہی مدعا نہین — اچھا نہین ہے عاشقون کا امتحان دیکھ

پہلے سے اسکے عرض ہو ناقہ کو روک کر — مجنون غریب ساتھ ہی اے ساربان دیکھ

کیا کیا دکھای رنج و الم تو نے اے فلک — بیتو بکر دہی ہین مری آن بان دیکھ



کب تک یہان کی سیر کریگا تو اے صبا
لے چل بس اس جہان سی اب وہ جہان دیکھ



تخفیف جور دام بلا ہو تو جانیے — کوتاہ اونکی زلف رسا ہو تو جانیے

حسن اے جنون جو عشق نما ہو تو جانیے — جامہ کسی پری کا قبا ہو تو جانیے

جور بتان میں شکر خدا ہو تو جانیے
وقت قضا نماز ادا ہو تو جانیے

چھوٹے کسی طرح قفس تن سے مرغ روح
پھر بلبل اسیر رہا ہو تو جانیے

آگاہ میری حالت دل سے نہیں ہیں یار
کچھ رنج دشمنوں کو ہوا ہو تو جانیے

سنتے ہیں مدتوں سے مسیح زمان تمہیں
کچھ اپنی درد دل کی دوا ہو تو جانیے

پارس ہیں ان و شیوں کے لیے سنگ کوہ کان
لوہا جو ہے بتوں کا طلا ہو تو جانیے

بیمار خال یار کو صحت نصیب ہو
یہ نسخے کا نتیجہ شفا ہو تو جانیے

لپٹے وہ بت خود آکے مری جسم زار سے
تنکے میں جذب کاہ ربا ہو تو جانیے

اوس بت کا کوچہ کعبہ ہو یا سومنات ہو
جب اپنی مستجاب دعا ہو تو جانیے

کچھ جای دم زدن نہیں اسرار عشق میں
یہ ماجرا کسی سے سنا ہو تو جانیے

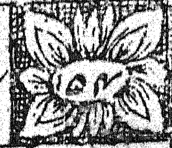
یارب برا ہو دشمن تزئین حسن کا
رسوائی خلق دزد حنا ہو تو جانیے

کیونکر کھلے حقیقت آغاز خط یار
مقسوم کا لکھا جو پڑھا ہو تو جانیے

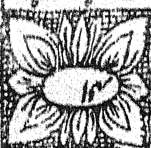
بیجا ہی ناز دولت حسن شباب پر
صاحب اگر کسی کا بھلا ہو تو جانیے

اونکی نظر پڑی ہی مری اشکوں کے تار پر
مرغ نگاہ رشتہ بپا ہو تو جانیے

وہ خیر جو کہیں مرے کہنے کو مان لیں
مقبول شاہ عجز گدا ہو تو جانیے



اوس سنگدل کی دل میں مرے جا ہوای صبا
کندہ نگین پہ حرف وفا ہو تو جانیے



خیال خام ہی امید کہنا فیض دشمن سے
نہیں دیکھی کسیکی پیاس بجھتی آب آہن سے

شب فرقت میں جب رو رو کے اندھیرا دیکھکر گھر کا
چراغ اٹھکے روشن ہو گئے اشکوں کی روغن سے

خمیدہ ہوں پسان حلقۂ زنجیر وحشت میں
وہ لاغر ہوں کہ سنبھلی کمر میں نہیں ہی طوق آہن سے

نظر آئی ترا ہو کمر مجھ زار کو کیونکر
نہیں کچھ واسطہ ہمارا نظر کو چشم سوزن سے

خلش کچھ خاکساروں سے نہیں خار تعلق کو
کوئی کانٹا کبھی الجھا نہیں صحرا کی دامن سے

ہمیشہ چشم شوق دید میں زنجیر آساں ہوں
لگی رہتی ہیں آنکھیں تیری در و دیوار روزن سے

نہ کھایا رحم چرخ کینہ پرور نے ضعیفوں کے
نصیب میرے کب دانہ ہوا انجم کی خرمن سے

ستم عشاق پر اچھا نہیں اس درجہ ای ظالم
حذر کر آہ سے فریاد سے نالے سے شیون سے

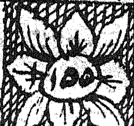
لگا کر ناک ساغر کو جو سونگھا اوس نے بو مے کی
چراغ بادہ کو روشن کیا کیا شمع روشن سے

حقیقت میں کیا گمراہ ای دل عقل نے تجھکو
ہوا غارت بتا تو پوچھ کر منزل کا رہزن سے

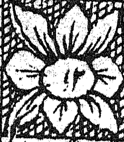
فراق یار میں ہے دور مے میرے جو اے ساقی
نہیں ہے ساغر بلور کم سنگ فلاخن سے

لگا کر تیغ ای قاتل مجھے ٹھنڈا کیا تو نے
بجھائی آتش شوق شہادت آب آہن سے

ہوئے ہم خاک بھی مر کر پر اوس چنچل کی گلیوں میں
لپٹتے ہیں برنگ گرد رہ قاتل کی دامن سے



نئی سوجھی ہے شوق دید گل میں اے صبا مجھکو
بدلتا ہوں میں آنکھیں روزن دیوار گلشن سے



بہار آئی کہیں ان سے نکھار او بچھیں پیمانہ کو
یہ چڑھاؤں تربت مجنوں پہ تار اپنی گریباں کے

قیامت کے صباحت ہے ابرو جاناں کے
بٹے جانباز ہو سینہ پر چڑھنے شمشیر براں کے

ترا بوٹا سا قد گلگشت میں یاد آگیا مجھکو
گلے لگ لگ کے رو دیا خوب میں سرو گلستاں کے

قلم کیطرح سر تن سے قلم ہونا تھا قسمت میں
شہادت لکھی تھی ہاتھوں سے طفل دبستاں کے

ہوا گر مثل شانہ دسترس سیدھا بناؤنگا
نکل جائیں گے بل ساری تمہاری زلف پیچاں کے

جنوں اک شغل تنہائی میں ہاتھ آیا ہمیں بیٹھے
بہت پچھتا رہے ہم پرزے اوڑا کر جیب و داماں کے

ہوا آغاز خط لازم ہے ای نوجوان صدقہ
تصدق میں جنھیں قیدی تھی چاہ زنخداں کے

بھرا انکی طرف سے آئی کیطرح میں ہی جو
خلش رکھیں کیوں مجھ سے جنوں کا ہی بیاباں کے

مدی تو نقشے کھینچو اگر اک کو مصحف رخ کے
بکھر یوں منتشر ہو خدا اوراق قرآن کے

نہ کیونکر اہل ہو روے شمس و قمر یار کے آگے
فروغ ماہ ہو گیا رو برو مہر درخشان کے

خدا ہی جانے بنیاد ادب بی پردا ہین شدت سے
سمجھتا تا ہی رونا حال پر گبر و مسلمان کے

۱۵۶

مزا دیتے نہین بعد فنا بھی خلد کے میوے
صبا مجھسے وہ لینے یاد مین سیب زنخدان کے

۱۰

مرے حال پر رحم کرتا نہین ہے
خدا سے بھی ای بت تو ڈرتا نہین ہے

کہون کیون نہ مین عرش کا اوسکو تارا
وہ مہ بام پر سے اوترتا نہین ہے

لیے ہین ترے مصحف رخ کو بوسے
مسلمان ہے بندہ مکرتا نہین ہے

کرون ہجر ساقی مین کیا بادہ نوشی
کہ پانی گلے سے اوترتا نہین ہے

پتا کوے قاتل کا دیتا ہون قاصد
کوئی اوس طرف سے گذرتا نہین ہے

رکھے ظرف کیا کوئی کم مایہ ہو کر
حباب آب دریا مین ابھرتا نہین ہے

قضا کی نشانی ہے الفت بتون کی
وہ جیتا ہے جو انپہ مرتا نہین ہے

نہین وزدو کو کام خوبونکے زر سے
کوئی جیب گل کو کترتا نہین ہے

نہ دیکھا کسی ہمنے طامع کو سیر کر
کبھی پیٹ ظالم کا بھرتا نہین ہے

۱۵۷

صبا بیٹھ رہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر
کوئی کام تجھسے سنورتا نہین ہے

۱۸

عاشق قد ہون کس کی یہ رفعت ہو گی
ساق پا عرش کی شمع سر تربت ہو گی

نامے کرنیکے جو بندیکو اجازت ہو گی
حشر ہو جائیگا ایجان قیامت ہو گی

ای صنم وصل ترا مجھکو میسر ہو گا
کچھ اگر عشق مجازی کی حقیقت ہو گی

حال انجام کا آغاز مین معلوم نہ تھا
کیا سمجھتے تھے محبت مین مصیبت ہو گی

مجھسے باتین نہ نقلی کی کیا کرو واعظ
قامت یار سے بڑھ کر نہ قیامت ہو گی

محو انسان نکر جسم کی طیباری پر
ایکدن خاک یہ مٹی کی عمارت ہوگی

او سجہے او سجہے نہ شب وصل مین باتین کیجے
دام غم جان کو ہوج می عشرت ہوگی

ہی شب وصل مین گہڑیان کا بجنا ہے عجب
صبح ہو جائیگی تو کیا مرے نوبت ہوگی

قامت یار کے عاشق جو اوٹھینگے پس مرگ
حشر مین حشر قیامت مین قیامت ہوگی

لاش کو دفن نکر دو جو کیا ہے مجھے قتل
دیکھ لیگا کوئی مفسد تو قباحت ہوگی

آپ ہی اپنی ذرا جور و ستم کو دیکھین
ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی

بغل گور مین بیتابی دل کے ہاتھون
مر گئے پر بھی ہمین خاک نہ راحت ہوگی

جان جان ظلم ہے خاطر شکنی عاشق کی
کعبۂ دل کو جو توڑو گے تو بدعت ہوگی

سخت جانی کی سبب شرم سے مین گڑتا ہون
ہاتھ وہ کہہ جائینگے قاتل کو اذیت ہوگی

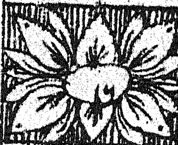
مجھسے اک روز معلم سے بگڑ جائیگی
بحث ای طفل دبستان ترے بابت ہوگی

نہ ملا خاک مین ای چرخ دل سوزان کو
ذرون مین گرمی خورشید قیامت ہوگی

خون عاشق کی گواہی کی لئی محشر مین
تیغ جلاد کی انگشت شہادت ہوگی



چاہیے عشق حقیقی نہ بتون کو دل دے
ای صبا دیکھ امانت مین خیانت ہوگی



ڈرتا ہے مجھسے او ستم ایجاد کسلیے
بنتا ہے آدمی سے پری زاد کس لیے

دعوی جو عشق کا ہے تو فریاد کس لیے
یہہ آہ آہ ای دل ناشاد کس لیے

ہر دم ہی تیز خنجر بیداد کس لیے
یہہ ظلم و جور اے ستم ایجاد کس لیے

کر صورت مجاز و حقیقت معاینہ
پیدا ہوا ہے عالم ایجاد کس لیے

ہنسا کر گلو نکی طرح گلستان دہر مین
عمر دو روزہ کیجیے برباد کس لیے

قربان کیجیے اسے صدقے اتار لیے
ای جان ہے مرا دل ناشاد کس لیے

کیا ای صنم تری دل عاشق مین جا نہ تھی
پہلو کیا رقیب کا آباد کس لیے

فریاد سنین حضور نہ اغیار پر کرین
موجود ہی یہہ تابع ارشاد کس لیے

رونے کی جا ہی اس مین کسی کی ہنسو کوئی
ہنستا ہی میرے حال پہ صیاد کس لیے

اوس سرو قد کا عشق جو ہوتا نہ پیشوا
ہاتھی پہ کھینچتے الف آزاد کس لیے

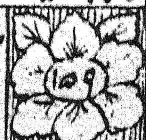
کوچہ سہی اوس صنم کی ہوتی اگر مثال
بنتا بہشت گلشن شداد کس لیے

اوس سرو کی ہی زلف سہی شانے کو محبت
طرہ نہ سمجھے آپ کو شمشاد کس لیے

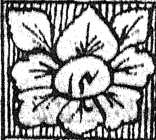
یہہ رنگ رخ ہی صورت تصویر عارضے
ای بت غرور حسن خدا داد کس لیے

شہر ستان ہی ای دل نالان خموش ہو
پوچھیگا کون کرتا ہی فریاد کس لیے

یارب چمن مین کون سا بلبل ہوا اسیر
سجدے ہزارون کرتی ہین صیاد کس لیے



طوبی سہی بہی مثال قیامت ہی ای صبا
مصراع قد یار پہ ایراد کس لیے



بغیر ساغر اختصار مین گذری
عجب طرح کی قیامت خمار مین گذری

کبھی خزان مین کبھی نو بہار مین گذری
کب ایک سی چمن روزگار مین گذری

جنون کا داغ لگا گر چہ تا اسیر ہوے
ہزار رنگ کی آفت بہار مین گذری

بتون کے عشق مین مجھکو ہلاک کر ڈالا
یہہ کیا مشیت پروردگار مین گذری

بہار خندہ گل کی کبھی نہ بھولی گی
بڑی خوشی چمن روزگار مین گذری

کدورتونکے سبب دل رہا تہ و بالا
بسان شیشہ ساعت غبار مین گذری

ہمارا طائر دل پھنسکے گیا دم مین
ذرا بھی دیر نہ تمکو شکار مین گذری

عجیب شکل تھی اپنی سیاہ خانی کی
حقیقتا شب فرقت فرار مین گذری

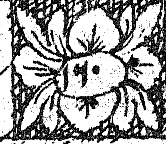
ضرور تربت مجنون نہ گل چڑہا مین گئے
ہوا کی خیر سے فصل بہار مین گذری

فلک کی شام ہی سی بہور کر دیا میرا
نہ دو گھڑی بھی شب انتظار مین گذری

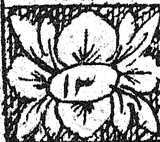
ہزار حیف چمن مین جمانہ رنگ اپنا
برنگ برگ خزانی بہار مین گذری

بہار عمر دوزہ پہ جای عبرت ہی
گلو نہ کیا چمن روزگار مین گذری

چلے عدم کو نہایت بہ تنگ ہو کر ہم
نہ گنبد فلک کج مدار مین گذری



صبا کوئی نہ پس مرگ پوچھنے آیا
کہو فرشتون سے کیسی مزار مین گذری



وجہہ حرمت کلال کی ہوتے
دختر رز حلال کی ہوتی

کچھہ جو فکر مآل کی ہوتے
خوب صورت وصال کی ہوتے

آئینے مین نہ تمنے منہہ دیکھا
قدر محو جمال کی ہوتے

ابر آیا ہے دل تڑپتا ہے
مین بہٹی کلال کی ہوتے

کبھی آتی نہ روح قالب مین
گر خبر کچھہ مآل کی ہوتے

تم نہ آتے تو شب کو چادر سے
پوٹ گردہ ملال کی ہوتے

کہتی ہی فوج آرزو دل سے
لوٹ قارون کی مال کی ہوتے

موسم گل مین اسکی واعظ نے
بطمی تاک حلال کی ہوتے

حیف مین اونکا آئنہ نہوا
خوب ہی دیکھہ بھال کی ہوتے

موت آتی جو عشق گیسو مین
مغفرت بال بال کی ہوتے

اونکی رفتار ناز او الیتا
کبک نے کچھہ تو چال کی ہوتے

توڑتے گر نہ آئنہ دل کا
روز صورت ملال کی ہوتے



ای صبا پیش ابروی جانان
خاک رویت ہلال کی ہوتے



تری نظر سے جو دورے ابو تراب گرے
فلک زمین پہ ذرے پہ آفتاب گرے

تمہارے دور میں گر خاک پر شراب گرے
پڑے زمین پہ افتاد آفتاب گرے

جلو میں ساتھ جو مجھ سا نیاز مند ہو
سمند ناز سے تو اے قمر رکاب گرے

مزے میں دہر کے کیفیت الست مٹے
یا اب تمام پہ مست شراب ناب گرے

زمین نے بھی نہ مٹے عزیز کی اپنی
تری نظر ہی جو ہم اے فلک جناب گرے

بغیر یار ہوئے بزم سے تہ و بالا
شراب غم سے بھی سیخ سے کباب گرے

حیا ہی یار اڑا دے ہماری آہوں نے
ہوا کچھ ایسی چلی پردہ حجاب گرے

وہ شوق قتل سمائی لہو کے جا دم قتل
وہاں زخم سے تلوار کا لعاب گرے

وہ آفتاب چڑھے رات کو جو کوٹھے پر
فلک پہ دیدہ انجم سے ماہتاب گرے

تڑپتیوں پہ سہے رونا فراق ساقی میں
کہیں نہ سقف کہن کیطرح سحاب گرے

ہوائی عشق کی جو کر دے باغ عالم میں
ہزار ہا شجر گلشن شباب گرے

نہ کیجیو اشارہ بیقراری شب ہجر
پلنگ سے نہ کہیں وہ میان خواب گرے

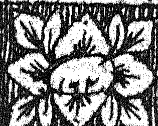
مثال نیر سہر سے ہیں بتوں کے تصویر میں
الٰہی قصر دل خانمان خراب گرے +

تری نگہ سے مرے ایک طائر دل پر
ہزاروں باز گری سیکڑوں عقاب گرے

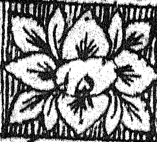
دکھایا یہ خط تقدیر جو سکو اے دل
نہ بند سے یہ رستم تا دم حساب گرے

ہو بہ بہ سو ہے زمین چشم خوشنما ای کی
جو ٹوٹ کر ترے شبدیز کی رکاب گر کر

ہو آب ہجر فنا جسم زار ہو رشتہ جان
طناب ہو نہ کٹے خیمہ حباب گرے



گر چلن میں غور جو فکر رسا سر ما میں
مثال برف صبا پہ سحاب گرے



چشم تر اب بھی ہے نشو و نما ساون کے
نقش ہر سرو نے باندھی ہے ہوا ساون کی

تختۂ سنبل گلشن ہے گھٹا ساون کے
عشق ہیجان ہے ہر اک موج ہوا ساون کے

شعلہ زا صورت اژدر ہے ہوا ساون کے
کوہ غم ہی مجھے فرقت مین گھٹا ساون کے

ہی نسیم چمن خلد ہوا ساون کے
سجدہ سایۂ طوبی سے ہے گھٹا ساون کے

گر سبو ن مین جو پریشان ہوے ہم بادہ پرست
مانگے سر کھول کے ساقی نہ دعا ساون کے

جھولا جھلوانے لگے لیجا کے چمن مین تجھکو
رت کہین آئے ترے آئے ہو رتقا ساون کے

اپنی نظرون مین سب اندھیر ہے بی جام شراب
دیکھون کن آنکھون سے ساقی مین فضا ساون کے

دونون آنکھین مری روتی ہین یہان ساون وہان
ایک بھادون کی گھٹا ایک گھٹا ساون کے

خون مجھ عاشق گریان کا کیا شوخی سے
سہہ لگائی مرے قاتل نے حنا ساون کے

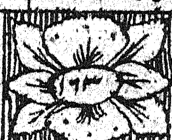
سوزش دل مین جو روتا ہون مین بھر کر سر دم
جیٹھ بیساکھ مین چلتی ہی ہوا ساون کے

دیدۂ تر کے ہین مضمون کہین اعلا تر
آبرو کچھ نہین پیش شعرا ساون کے

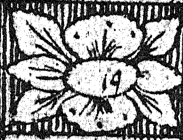
موسم عیش کو دنیا مین نہین کچھ وقفہ
کم ہی یان برق کی چشمک سی بقا ساون کے

بہا گتی ہے سیہ مری بارش چشم تر سے
چھپتی پھرتی ہی پہاڑون مین گھٹا ساون کے

ابکی منظور ہے ہم رند و نکو شرقاضی سے
رت کہین خیر سے لائے تو خدا ساون کے



تو ہے الفت گیسو مین بہانا آنسو
ای صبا رات اندھیری ہی بلا ساون کے



دہ یکایک باغ مین پہونچی جو اٹھلاتی ہوے
کبک بھاگے سامنے سے ٹھوکرین کھاتے ہوے

پاون پھیلاتی ہین اب سوے عدم جاتی ہوے
پہلے کیا گھبرا رہے تھے قالب مین روح آتے ہوے

عشق کہتے ہین جسی وہ موت کا پیغام ہے
اونگھتے کو کچھ نہین ہے دیر سو جاتے ہوے

تم ذرا پہلو سے اوٹھے ہم پھڑک کر رہ گئے
یون ہی دیکھا تھا کسی کا دم نکل جاتے ہوے

ولہ ری بیتابی دل یار جب تک ای آتے آتے
نالے پہنچے عرش پر قصر فلک ڈھاتے ہوے

منزلِ مقصد پہ ہم پہنچین گی راہِ شوق سے
خضرِ رہ جا بیٹھینگے پیچھے ٹہوکرین کہاتی ہوے

نزع مین ہم ہین وہ کیون ایسی ہین جاتی ہین بنی
فائدہ پہر قبر پر آئی جو پچہتاتی ہوے

عقدۂ خاطر ہی بس اور ناخن ہمیں تیز ہے
عمر گذری ہی اسی گتھی کو سلجھاتی ہوے

یون نکل اس تنگ سینے سی اے دل خانہ خراب
صورتِ ناقوس بت رہ جائین چلاتی ہوے

چھائی جاتی ہو چمن مین سرو پر شمشاد پر
بوٹی سی قد پر یہہ چلنا قیامت ڈہاتی ہوے

میکشو ایکی تو رنگ ایسا جمایا چاہیے
واعظ آئین بھٹیون پہ بولیان گاتی ہوے

وصل کل وعدہ بھی ہو سکتا نہین لینے تار مین
منہہ تکا جاتا ہی کیا اقرار فرماتی ہوے

ہی نسیمِ صبح کا عالم خرامِ ناز مین
سبزۂ خوابیدہ کو چلتی ہو چونکاتی ہوے

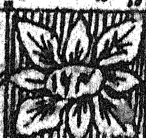
چہرہ دیکھتی ہین اوس خورشید رو کی سامنے
دیکھی ہین کیا کیا سنہری رنگ تمتماتی ہوے

ہائی اب کیا کیجیے سمجھائین دل بیتاب کو
اونسی ہم کہتے رہی کہہ جاو کچہہ جاتی ہوے

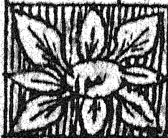
غنچۂ لب میری امنین ہانونکا دلمین داغ ہے
کیا شگفتہ ہو گیا دیکھا جو گل کہاتی ہوے

اے مری نالو صدای صور کا دہوکا ہو
مردی خوابیدہ جاگ سی اوٹھین گرے براتی ہوے

یار کیسی اوس برجِ سنبلہ پر پڑ گئے
چہرہ گیتی کو سٹی پہ تم جو بال سکھلاتی ہوے



مژدۂ فصلِ بہاری ای صبا تمنا نصیب
گرد اوسی لیکر آئین گلرو ناچتی گاتی ہوے



اذیت یہہ الفت مین حاصل ہوئی
رگِ جان مجھے تیغِ قاتل ہوئے

ملاقات پریون سی حاصل ہوئی
کشش دل کی تسخیرِ عامل ہوئے

بہتر طریقے کیے اختیار
کسی راہ سے طے نہ منزل ہوئے

دمِ رقص اوسنے جو کی زلف وا
تو زہرہ اسیرِ سلاسل ہوئے

دیا خاکساری نے ہمکو عروج
ترقی متنزل مین حاصل ہوئے

ہوئی اس قدر مجھکو منظور دید — رخ یار کا مردمک تل ہوئے

عدم کو گئے منزل یار سے — ہمین میل رہ شمع محفل ہوئے

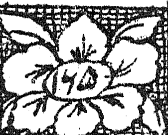
مین نالان ہون شنوائی کیطرح سے — یہہ نوبت محبت مین ای دل ہوئی

کہان مین نحیف اور کہان کوی یار — مگر روح جنت مین داخل ہوئی

مجازی سی عشق حقیقی ملا — ہمین بات مین بات حاصل ہوئی

ہمین ملا درہم داغ عشق — یہہ دولت کیسکو نہ حاصل ہوئی

بہت چرخ گردانی کی جستجو — زمین بہی کف دست سائل ہوئی





رخ یار پر جب چھٹی زلف یار
بلا ای صبا ہمپہ نازل ہوئی

گل کو وہ چھیڑ مین باغمین آتی جاتے — باتین بلبل کو ہزارون ہین سناتے جاتے

رخ رنگین ہین ہر اک گل کو دکہاتے جاتے — رنگ اپنا وہ چمن مین ہین جماتی جاتے

ایک تلوار لگا دین مرا قصہ ہو تمام — اپنی ہاتہون وہ کہین اٹہاتی جاتے

اپنی مقسوم کا دنیا مین وہی اوترا تہا — کہا لیا جو وہین گور مین جاتی جاتے

ناز و انداز سکہاتی ہی اونہین شوخی چمن — رنگ کیا کیا ہین طبیعت مین بہاتی جاتے

سر کشی پہ جو وہ گلگشت مین آجاتی ہین — نوجوانان چمن کو ہین دباتی جاتے

دیکہکر پاؤن مری جان زمین پر رکہو — آنکہین قمریونکی تلے ہم ہین بچہاتی جاتے

آشیانونکا عنادل کی خدا حافظ ہی — چہیڑتے باغ مین صبا ہین چہپاتی جاتے

ہفتہ کسن نازسی پہتی وہ پڑی پہرتی ہین — نی کنہیا کی طرح سی ہین بجاتی جاتے

سیلکشی مین عجب ہی بانکپن جاتا ہو نہین — جام کو توڑتے شیشی کو لنڈہاتی جاتے

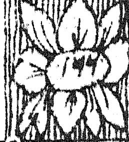
اونکی پازیب کی آواز سی محشر ہو بپا — خواب راحت سی ہین مردونکو جگاتی جاتے

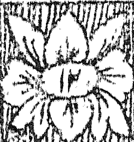
دو بین اونکی حسینونکی ہی مٹی خراب
صورتین خاک مین کیا کیا ہین ملائی جاتے

داغ پر داغ مری دل کو دیا کرتی ہین
آگ مین آگ وہ ہین اور لگائی جاتے

یون نہ دیوانونکی مانند چلو کاٹو نہ سر
کشتو کیون ہو ضعیفونکو دبائی جاتے

بعد مدت تھی فراز شہ ادا آئے
فاتحہ کے تو لئے ہاتھ اوٹھائی جاتے





ای صبا ہوتی ہین دنیا مین تماشے کیا کیا
اپنی قدرت کی ہین وہ کھیل دکھاتے جاتے

کس ن سب غم جان کو آفت نہین ہوتی
کب شام سے یان صبح قیامت نہین ہوتی

اللہ ہمین عشق کی پھندے سے نکالے
دم توڑتے ہین قطع محبت نہین ہوتی

مضمون تری زلف کا باندھا نہین جاتا
جب تک کہ پریشان طبیعت نہین ہوتی

لائق نہ او سے کھینچ کی اک آن کشش دل
کچھ عشق مجازی کی حقیقت نہین ہوتی

تقدیر پر انسان کبھی شاکر نہین ہوتا
شکوہ نہین ہوتا کہ شکایت نہین ہوتی

کہتے ہین حسینان جہان دیکھ کے تجھکو
یہ آن یہ شوخی یہ شرارت نہین ہوتی

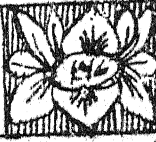
تم آگئے ورنہ ابھی ہم مر گئے ہوتے
کچھ زیست کی ای جان حقیقت نہین ہوتی

او لیلی ہی تجھے سوجھتی ہی ای فلک ظالم
سیدھی کبھی مجھسے مری قسمت نہین ہوتی

حیرت کی ہی جا ای بت خود بین تماشا
مد نظر آئینی کی صورت نہین ہوتی

صبر و خرد و ہوش گئے یار سدھارا
ایسی بھی پریشان کوئی صحبت نہین ہوتی

اک رشتۂ جان سیکڑون پھندو نکین پھنسا ہے
دنیا کی بکھیڑون سے فراغت نہین ہوتی





لکھتا ہی صبا حال جو بیتابی دل مین
مضمون مرے خط کی عبارت نہین ہوتی

کچھ عنادل سی جو وصف رخ جانان ہوتا
کہیت سر سبز کا ہنے زرد گلستان ہوتا

پردہ اوٹھ جائی موحد اگر انسان ہو جائے
سب حقیقت ابھی کھل جائی جو عرفان ہو جائے

سحر وصل نظر سے جو وہ پنہان ہو جائے
نور آنکھوں کا چراغ شب ہجران ہو جائے

پی گلگشت جو وہ طفل دبستان ہو جائے
بوستان دفتر اوراق پریشان ہو جائے

ہجر میں صور پھنکے حشر کا سامان ہو جائے
کل جو ہونا ہے وہ آج ابھی ال آن ہو جائے

رات کو وا جو نقاب رخ جانان ہو جائے
رخ پہ نور کا ہالہ مہ تابان ہو جائے

اشک بلبل سبب غرق گلستان ہو جائے
سپر قطرہ شبنم بھی جو طوفان ہو جائے

بادشاہوں کے لب گور سے آتی ہے صدا
مور کو بھی نہ ستاتی جو سلیمان ہو جائے

ای جنون آپ کو مین خاک کا پیوند کرون
چاک تھوڑا سا اگر دشت کا دامان ہو جائے

وصل منظور کرو خط غلامی لکھ دون
عہد ہو جائے مرے آپ کو پیمان ہو جائے

ہی پی مصحف رخ تار نگہ کا چلا
ہندوی زلف کہین اونکا مسلمان ہو جائے

کہا ہے وہ ساقی مہوش جو کباب ہی ہی
حوت گردون طپش مہر سے بریان ہو جائے

رقص مین ہاتھ نہ اس طرح نکالا ای قاتل
بزم عشرت نہ کہین گنج شہیدان ہو جائے

لو مین آغوش مین اوس ماہ کو ہالی کیطرح
ایسی اک رات بھی ای گردش دوران ہو جائے

آگی اس طرح سے پھر جائے سکندر تشنہ
ای خضر خشک ترا چشمہ حیوان ہو جائے

دانت پیسے جو وہ مجھ پر تو مری موت آئے
قطع کھٹکے سے ابھی تار رگ جان ہو جائے

گری وہ حور جو تیرون کا نشانہ مجھکو
گل فردوس ہر اک غنچہ پیکان ہو جائے

تیری دانتون پہ جو دل لوٹ ہوا ای حسین
رگ جان موجہ آب در غلطان ہو جائے

مرض ہجر مین جینے سے تنگ آیا ہون
موت آجائے تو مشکل مری آسان ہو جائے

مشتعل آتش سودا جو دیوانو نکی
رشتہ شمع ہر اک تار گریبان ہو جائے

الفت ابروی قاتل مین لہو روتا ہون
دامن تیغ نہ کیون دامن مژگان ہو جائے

حال مجھ پست کا گر کاتب اعمال لکھین
کاغذ نسخہ ہمی نامہ عصیان ہو جائی

ایکشب گر رخ جانان سی کری کسب ضیا
روشنی چاند مین سورج سی وو چندان ہو جائی

پاؤن پر گر ہوون اکھینچ لی خنجر قاتل
امتحان عجز کا میرا سر میدان ہو جائی

دولت حسن کی خوبی سی اگر ہووی آگاہ
سو دو شہ مصر غلام مہ کنعان ہو جائی

ق
تپ الفت کی لکھین ہمین جو بڑجا تین جبین
گلعذارو نکو چمین خانہ زندان ہو جائی

اہل دوزخ کی طرح خلد مین حورین گھبرائین
شیشہ تسخیر کا پریون کو پرستان ہو جائی

١٢٨ ١٣

ای صبا ہوون وہ سبکبار جو اعمال لکھین
سنبل گل سی سبک پلہ میزان ہو جائی

دولت سی ہین تمام سمن بر بھری ہوی
ہر گل ہی اپنی جیب مین یان زر بھری ہوی

لیجا ہی مجھ غریب کا خط کون یار تک
ہین آج کل ہوا مین کبوتر بھری ہوی

آتی بہار ہوتی ہین دیوانی سنگسار
لڑکونکی جھولیونمین ہین پتھر بھری ہوی

آئینہ ہو صفائی مین غصی مین تیغ ہو
کیا کیا تمھاری دل مین ہین جوہر بھری ہوی

ظالم ہین گرد کلفت ایام سی خراب
اکثر پڑی ہین زنگ مین خنجر بھری ہوی

جاتی ہین آئینی کی طرح روبروی یار
آنکھونمین اشک عاشق مضطر بھری ہوی

کانٹونپہ لوٹتا ہون ہین دیوانہ دشت مین
پانی کی جا لہو سی ہین چقر بھری ہوی

گولی کی صورت ہو تری ہاتھو چھٹی نصیب
خالی کھینچے گر تو ستمگر بھری ہوی

ایسی سمائی تم مری نظرون مین ای بتو
ڈھیلونکی جا ہین آنکھونمین پتھر بھری ہوی

سینی مین اپنی یون دل سوزان ہین بچھی
گلخن مین جیسے ہین اخگر بھری ہوی

رہتا ہی مجھکو فرقت ساقی مین عیش سی غم
رہین جام می گلاب سی ساغر بھری ہوی

نوش قامتونکا ہی دل پرداغ مین خیال
اس باغ مین ہین سرو و صنوبر بھری ہوی

کیا کشمکش سے محفل جانان مین ای صبا
اک جا پہ سوتے عاشق مضطر سری ہوے

کنار جو جو ادہین خواہش شراب ہوئے
تو سرو سرخ ہوا فاختہ کباب ہوئے

عیان جو یار کی ہونٹون کی آب و تاب ہوئے
غریق سیل فنا موتیون کی آب ہوئے

فراق یار مین چشم اس قدر پر آب ہوئے
طناب عمر ہماری رگ سحاب ہوئے

نہین ثبات کسی شی کو دار فانی مین
ادہر بنی ہی عمارت ادہر خراب ہوئے

وہ رند ہین کنارہ جو آب جی کی
زبان ماہی دریا سی اضطراب ہوئے

عذاب حشر کہان پرسش گناہ کہان
ذرا جو مہر تری ای فلک جناب ہوئے

بیاض صبح ہوا اپنا نامۂ اعمال
شعاع مہر درخشان خط حساب ہوئے

لحد مین تڑپونگا مین بادہ کش نہ پیا
جو لوح قبر نہ خشت خم شراب ہوئے

بغیر یار کی گلگشت مین سیہ رہے ہم
نسیم باغ ہوائی سر حباب ہوئے

ہزار شکر میان تک تمہین خدا لایا
مراد آئی دعا اپنی مستجاب ہوئے

پی گزک جو ہوا گرم یار ساقی پر
کباب آتش جی سی بط شراب ہوئے

ہلال ابروی قاتل نے معرکہ مارا
نیام شب مین نہان تیغ آفتاب ہوئے

اوس آفتاب نی جسدن کیا قدم رنجہ
زمین کلبۂ احزان فلک جناب ہوئے

خوشی سی ساتھ جو سویا مین اپنی یوسف کے
صدای قہقہہ مجھکو نفیر خواب ہوئے

اوٹھا نہ پردہ غفلت ہماری آنکھون سے
کبھی نہ دیدۂ رخ یار بی نقاب ہوئے

اندہیری قبر کی دکھلائی جیتی جی مجھکو
شب فراق مری جان کو عذاب ہوئے

دکھائی منزل عرفان طریق رندان نے
قلم شراب کی سبیل رہ ثواب ہوئے

سوال وصل مع جب یار برق وش نی سنا
ہماری چشم صبا ابر کا جواب ہوئے

پیمانہ ہے خشک مستی صہبا کی سامنے
موج سراب گرد ہی دریا کی سامنے

گویا ہون سجدے اوس بت یکتا کی سامنے
نقش جبین ہی نقش کف پا کی سامنے

طوبیٰ ہی پست یون ترے بالا کی سامنے
ادنیٰ ہو جس طرح کوئی اعلیٰ کی سامنے

چلتا ہے اونکے بزم مین جام زمردین
طاؤس رقص کرتا ہی مینا کے سامنے

پیسے ہی کر اس جنون کا کہہ کیا کوئی علاج
نسخے مین پہاڑتا ہون اطبا کی سامنے

بلقیس ہی وہ پری ہی سلیمان کی روبرو
یوسف ہی [illegible] زلیخا کی سامنے

دل دیکھتا ہین پری کو پری کس خدا ترس
ہر روز رخ ہی سرد آتش سودا کی سامنے

سجادہ ہے مشہد ترے آنکھونکے روبرو
رستی ہی سانپ زلف چلیپا کی سامنے

ارشاد ہے ترا ہمہ تن مجنون یہ آن پری
لون دو پہیان مین قیس کی لیلیٰ کی سامنے

دی جان یار کے قد بالا کو دیکھکر
پائین سگے قصر خلد مین طوبیٰ کی سامنے

دیکھین کہہ اپنا ظرف تو سنہ یار کی نگین
آنکھونکی جام کیا لب دریا کی سامنے

دکھلائی چشم یار کے شوخی تو اے جنون
آنکھین سجھاون آہوی صحرا کی سامنے

مشتاق اونکی دید کے حیران کیون نہین
آٹھی ہی آئینہ رخ زیبا کی سامنے

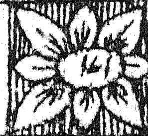
چشم اوس صنم کی دیکھکے رہ رہ گئے حسین
گو رون کی چہاونی ہے کلیسا کی سامنے

مدلگ رہی ہی شمع رخ یار کی ہمین
روشن چراغ طور ہی موسیٰ کی سامنے

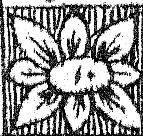
میلا نشانی دی مجھے اے بادشاہ حسن
کیا مال ہی یہہ ہمت والا کی سامنے

چپکے سے کچھ جو کہیے تو کتا ہی یہہ شوخ
کہا وسگے مار بولی جو جیلا کی سامنے

کچھ حال دل کا یار کے آگے نہ کہہ سکا
بھولا ہین اپنا درد مسیحا کی سامنے



یہہ دیدہ خت رز کی غنیمت ہی ای صبا
رکھہ چشم و دل کو ساغر و مینا کی سامنے



جب اوس بی بی کو ای جذب دل کچھ جوش آتا ہے
مہ نو کی طرح کھولی ہوئی آغوش آتا ہے

ہمین کو دیکھکر رہ رہ کے دلمین جوش آتا ہے
خدا جانے تبھی ہنگام نوشانوش آتا ہے

کسی عقبی کا سامان ای زاہد بی جوش آتا ہے
ہم اپنی مست رہتی ہین ہمین کب ہوش آتا ہے

خدا محفوظ رکھی نعمت دنیا کی چسکے سے
خیال نیش آتا ہی جو ذکر نوش آتا ہے

بہار حسن کا جلوہ کسی صورت نہین چھپتا
برنگ غنچہ کیون ای گلبدن روپوش آتا ہے

نہین معلوم کیا اوس بدزبان نے کہدی
اتی غیر ہو کچھ نامہ بر خاموش آتا ہے

کہین کچھ ذکر ہوتا ہی جو اون گالون کا
تو دل سینی سی سنی کی لئی تا گوش آتا ہے

کیا ہی بیخودی کا حال حسن عشق سے
تداوکمو ہوش آتا ہی نہ مجکو ہوش آتا ہے

خدا کو انتہا لینے تھے ای دل خود رفتہ
وگرنہ کب عدم سے عیسا آفت گوش آتا ہے

صبا کیونکر جدا ہو ہم شادی و غم مین ساقی ہین
شب وصلت سی روز ہجر ہم آغوش آتا ہے

شریعت ہی مشروط محبت علی کی
مسلمان پہ واجب ہی اطاعت علی کی

ملائک ہین تا ایک پر رعیت علی کے
کنیزین ہین حوران جنت علی کی

ہی اعدا سی الیون جو طاعت علی کی
پناہ خدا ہے حمایت علی کی

محمد کو معلوم ہے اوسکا رتبہ
خدا جانتا ہے حقیقت علی کی

زمانے کا مالک شہ اولیا ہے
ہر اقلیم مین ہے ولایت علی کی

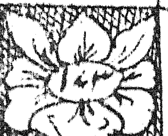
سمجھ مین تقدیر تدبیر اوسکے
مشیت ہی خالق کی حکمت علی کی

یہ ہی منزلت اوسکی اللہ اکبر
حرم مین ہوئی ہی ولادت علی کی

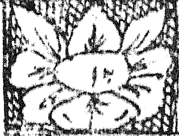
مسیحا ہی اک دن فلک سی اوترکر
لگا لینگے آنکھو سے تربت علی کی

معافی ہین کچھ بھی سخن ہی تفاوت
صبا کو نبی ہی ہی صورت علی کی +

کبھی نور دیدہ نہ یعقوب پاتے | نہ ہوتی جو چشم عنایت علی کی
نہ کیوں بوتراب اوسکو کہتے محمد | کہ آدم سے پہلے ہی خلقت علی کی
کریں کسطرح ہم نہ مستانہ نعرے | پی ہیں شراب محبت علی کی
فضا گل میں وردِ زبان بلبلونکو | گلون میں ہی بو ہی محبت علی کی
محمد نے معراج میں اوسکو دیکھا | عجب ذات ہی فی الحقیقت علی کی



ضیاء مہر و مہ کیطرسے ہی روشن
ثبوت ہی کی امامت علیؑ کے



آبرو ہی ای مری قد خمیدہ تو مجھے | یار آنکھوں پر بٹھائی صورت ابرو مجھے
خاک چھنواتا ہی عشق نرگس جادو مجھے | تو بتا ای چشم ہی اگر درم آہو مجھے
روی روشن پر جو اوس رونی زلفین چھوڑ دین | چاند دکھلاتی دیا شمع شب گیسو مجھے
صورت گل باغ عالم میں ہمیشہ ستی رہی | ہی نہ ہاتھ آتی غم گردون اگر یکسو مجھے
تیری آن ہی لگا ہو نہیں ہی ای دریای حسن | بیقراری نے کیا ہی لہر کا اتو مجھے
بادہ نوشی میں جو زلف یار کا ذکر آگیا | حلق میں ایسا پڑا پھندا ہوا ہچکو مجھے
بیٹھا عاشق پہ ہر دم کیوں نگاہ تیز سے | گر نہ تیر دلکا نشانہ ای کمان ابرو مجھے
مضطرب کرتا ہی عشق گوہر دندان یار | کل نہیں مثل در غلطان کسی پہلو مجھے
ہوں غزال دشت میں سودای چشم یار میں | رکھتے ہیں آنکھوں میں ہر دم کیطرح آہو مجھے
کہہ نہیں سکتا لب معجز نما سے حال دل | بت بنا دیتی ہی اونکی نرگس جادو مجھے
دیدہ حیران اگر ہوتا نہ مشکل آئینہ | کس لیے پھر منہہ بناتی دیکھکر خوش رو مجھے
لوٹتا ہوں اپنی نالونکی حقیقت دیکھکر | وجد میں رکھتا ہی شغل نعرۂ یاہو مجھے
بیقراری عشق کی ہی باعث تمکین حسن | ہی وہ قابو میں اگر دل ہی بیقابو مجھے

باغ ہستی سی کیا خارج ہوای عشق نے
ہی کسی چشم امید ای یار تو بی دیدے

اوڑ گیے باد خزان لیکر برنگ بو مجھے
کرنہ چار آنکھین ولا کر آئینہ آنکھ سے تو مجھے

ای صبا بدلی جواب خط کی اوس سفاک نی
توڑ کرنے بھیجے کبوتر کے یہ پر بازو مجھے

بندہ اب ناصبور ہوتا ہے
عفو ہو وے قصور ہوتا ہے

وہ زمین پر قدم نہین رکھتے
حسن کا کیا غرور ہوتا ہے

دولت حسن کے لٹانے مین
خرچ کیا اے حضور ہوتا ہے

سرمہ آنکھون مین وہ لگاتی مین
دیکھیے کیا فتور ہوتا ہے

ہم ہین محجوب آپ مین مختار
کہیے کس سے قصور ہوتا ہے

سایہ اوس آفتاب طلعت کا
دیدۂ مہر کا نور ہوتا ہے

خاک حاصل ہی اس سے مردون کو
زر جو صرف قبور ہوتا ہے

میکدے مین مدام سے زاہد
نعرہ یا غفور ہوتا ہے

وصل ہوتا ہے نہ بوسے پر
اس سی کیا ای غفور ہوتا ہے

فکر رکھتے نہین ہین دیوانے
باعث غم شعور ہوتا ہے

پرتو رخ سے اونکا جیب قبا
دامن کوہ طور ہوتا ہے

خوب عاشق کا پاس کرتے ہو
ہر گھڑی دور دور ہوتا ہے

ایک ہی نور کا زمانے مین
سو طرح سے ظہور ہوتا ہے

مجھکو ناحق حلال کرتے ہو
خون بیجا قصور ہوتا ہے

کشتی می چلی تو ای ساقی
بحر غم سے عبور ہوتا ہے

ای صبا جب بہار آتی ہے
ہمکو سودا ضرور ہوتا ہے

فکر رنج و راحت کیسے — دوزخ کیسا جنت کیسے
بدلی اونکی عادت کیسے — اولی اپنی قسمت کیسے
ہر شے مین ہی اوسکا جلوہ — کثرت مین ہے وحدت کیسے
آپس مین ای گبر و مسلمان — ناحق ناحق حجت کیسے
الفت مین ذلت رکھی ہے — عزت کیسے حرمت کیسے
زہد زاہد لاحاصل ہے — بیگاری کو اجرت کیسے
سنکر میرے سینہ کوبی — بجوے وہ سہہ نوبت کیسے
چشم وحدت بین کی آگے — آئینے کی صورت کیسے
مرجاوینگے ہم فرقت مین — رہ جاوینگے حسرت کیسے
عالم ہے ای مہر وشتجھ پر — شہرہ نہین ہے شہرت کیسے
اوٹھینگے جب وہ صحبت سے — برہم ہوگی صحبت کیسے
بیخود ہو جا میری صورت — ای صوفی یہہ حالت کیسے
دنیا کے جھگڑون سے چھوٹے — مرکر پاتی فرصت کیسے
زلفون کے پھندون سے نکلے — ٹالی سر سے آفت کیسے

۱۵ فصل گل کے آتے آتے
ہو جاتی ہے وحشت کیسے ۱۶

بستر ہما پاری ایوان سی دور ہے — درویش آستانہ سلطان سی دور ہے
صد شکر غیر کوچہ جانان سی دور ہے — اک خار ہی کہ صحن گلستان سی دور ہے
یونہین اوڑا کرینگے گریبانکی دہجیان — جبتک کہ ہاتھ دامن جانان سی دور ہے
جیسہ عاشق غریب ہے چھوٹا ہے کوہ یار — مور ضعیف ملک سلیمان سی دور ہے

کیفیت شراب مینا قلقل سے نکلے — پاس ادب مجالس رندان سے دور ہے

کافر ہے وہ جو عاشق روے صنم نہین — رحمت خدا کی منکر قرآن سے دور ہے

کیا دولت وصال کی ہم آرزو کرین — بوسے لبکے یہہ ہمت جانان سے دور ہے

نالی مین عندلیب کے تاثیر چاہیے — صیاد ایکدم مین گلستان سے دور ہے

اوس بت سے پاس خاطر عاشق بعید ہے — آئی ہماری پاس یہہ جانان سے دور ہے

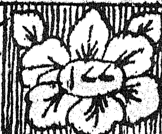
آتی ہی یہہ ہر ایک لب گور سے صدا — فکر مآل خاطر انسان سے دور ہے

اک خال نام کو بھی نہین روے یار پر — ہندو ہنوز کعبہ ایمان سے دور ہے

پڑھتا ہون شعر کوچہ جانان کے شوق مین — گلزار عندلیب غزلخوان سے دور ہے

رکھتے نہین ہین رسم محبت سے آگہی — راہ وفا طریق حسینان سے دور ہے

فصل جنون ہی جامہ سے دیکھی باہر نے — ٹوٹے وہ ہاتھ جو کہ گریبان سے دور ہے



کہتے ہین جسکو منزل عرفان وہ ای صبا

ہندو سے ہی بعید مسلمان سے دور ہے



افتادگی سے خاک سر اپنا اوٹھائیے — ممکن نہین کہ نقش کف پا اوٹھائیے

کیون پیچ اوسکی زلف سیہ کا اوٹھائیے — کاہیکو صدمہ تپ سودا اوٹھائیے

ایکبار آئی تو مانند شاخ گل — رکھیے نہ ہاتھ سے جو پیالا اوٹھائیے

دل ہو تمہارے نفس کشتی کی جو آشنا — تشنہ لبی کا غم لب دریا اوٹھائیے

پہلو تہی نہ عاشق خستہ سے کیجیے — بیمار سے نہ ہاتھ مسیحا اوٹھائیے

بعد از فنا بھی آپ کی منظور ہی جو تشفی — ہو بار تو مرا نہ جنازہ اوٹھائیے

دکھلائیے مجھے گل رخسار کے بہار — منہ پر سے اپنی زلف کا سہرا اوٹھائیے

مے پیکے عید کیجیے گذرا مہ صیام — تسبیح رکھیے ساغر و مینا اوٹھائیے

اوس بت کو اوٹھایا کسی بات کا نہین
قرآن سر پہ رکھ کے کہ کنگا اوٹھائیے

جی چاہتا ہی جہان پر اب کہین بیٹھیے
کب تک فراق یار کی ایذا اوٹھائیے

زاہد بلا ہی جان ہی خیال عذاب حشر
دنیا مین آج کیون غم فردا اوٹھائیے

ای جان آپ سے یہ توقع نہتی ہمین
موسی کی مانگنی پہ طمانچہ اوٹھائیے

پہلو مین اپنی بتا ہے قصہ کو دیکھیے
غفلت کا چشم دل سے جو پردا اوٹھائیے

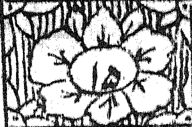
ہمت خدا جو دی محبت کا [illegible]
کیا بات ہی جو ناز کسیکا اوٹھائیے

[illegible]
کیونکر قدم نہ جانب صحرا اوٹھائیے

[illegible]
زاہد کی کیا بساط مصلا اوٹھائیے



ہی سخت بار منت ابنا روزگار
احسان اے صبا کسیکا اوٹھائیے



اس بات کی ہی منتظری روز و شب مجھے
آنکھوں سی جا ورن پہ جو کرین وہ طلب مجھے

ترسانہ سیر بوسہ محرمای لب مجھے
ای حور رو خدا کی لیے یہ رطب مجھے

بی یار غمکدہ ہوئی بزم طرب مجھے
عیش و سرور ہو گئے رنج و تعب مجھے

[illegible] نظر جو مصحف روے صنم نہین
شمشیر معنی ہی ہلال رجب مجھے

[illegible] نصیب ہوین دو بہار [illegible]
ہو ساز وار صحبت بنت العنب مجھے

[illegible] لب جانا کی شوق [illegible]
رکہا دہان گور مین بہی جان بلب مجھے

تا حق عدم سے آکی مین حیرت [illegible]
دنیا کو دیکہکر ہی مقام عجب مجھے

[illegible]
رہتی ہی سوزش غم فرقت سی تب مجھے

مین صاف دل ہون [illegible]
ای یار خاک مین نہ ملائی سبب مجھے

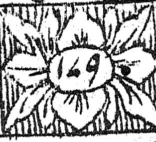
اللہ ری آسمان کی نیرنگیان
دکہلا رہا ہی رنگ مقدر عجب مجھے

اوس نے جو اپنی مصحف رخ کو چھپا لیا
توریت ہند خشر ہو گیا ماہ رجب مجھے

ذرے کی طرح ہو نہیں جدا آفتاب سے
کہتا ہے وہ پیار سے پاس ادب مجھے

آنکھوں سی دیکھے رخ شفاف یار کی
یہہ آئنے دکھاتے ہیں سیر حلب مجھے

بجلی یار بیکلی نے مرا دل جلا دیا
جام بلور ہو گیا برق غضب مجھے



شکر اسکا ای صبا ہوا دکس نہ یان مجھے
ساقی نے جام مے سی کیا لب بلب مجھے



فرقت ساقی میں یہہ مقسوم پر پتھر پڑے
ہیں الگ کونے میں ٹوٹی شیشہ و ساغر پڑے

رنگ جم جائے مری قاتل کا خنجر میں
کیا تماشا ہو جو چھوٹا خون کا خنجر پڑے

پھر بہار آئی پھر جنون کا جوش ہو
پھر گلے میں طوق ہو پھر پاؤں میں لنگر پڑے

سرد مہری سی تیری رنج و غم حاصل ہوا
مزرع امید پر پالا پڑا پتھر پڑے

یوں ہجوم خط ہوا پیش صف مژگان یار
جیسے لشکر کی مقابل ٹوٹ کر لشکر پڑے

آج کی وعدیکو ٹالا کل پر اوس بے رحم نے
آج سی کل تک ہمیں کل دیکھئے کیونکر پڑے

قتل کو انکی جنبش مژگان و ابرو نے کیا
ایک دل پر سیکڑوں تیر لگے خنجر پڑے

منزل مقصود تک آخر ہیں سرگشتہ کیا
گو تکو کیطرح سے راہ میں ٹھوکر پڑے

کی ہی ان دونوں نے کیا خانہ خرابی عاشق
صبر ای بلبل ترا صیاد و گلچیں پر پڑے

کشتہ عشق لب شیرین ہوں میں ای آسمان
خاک کی بہیلی نہ ہان گور میں شکر پڑے

الفت لف و رخ جانان میں ہیں سرگرداں سے
رات دن کیا کیا منہ خورشید کو چکر پڑے

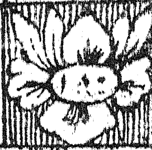
رو رلایا کرتا ہی ہم سی تو نیر غدر
ڈھول پر بول آج وعظ پر ستی پڑے

خاک سی اوٹھا جو ہم جا سدر ونکا قلق
چاک کیا کیا درمیان اہل محشر پڑے

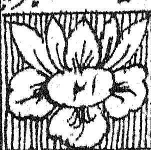
حال دل لکھکر جو بھیجا اوس بت سفاک کو
پرزے نامی کی اوڑے جہر ٹکڑے کبوتر پر پڑے

حافظ ثانی سے نہ سیکھے ہم مصرعہ نقش قدم
ابر نیساں کو شرف ای بت دیا تھا ہدیے

ہیکھتر ہوا وستے عشق کا لیکر جو در بیمر ہے
آبرو پانی جو کانون مین تری گوہر ہے



ای صبا کہتے ہین سب سنکر مری فریاد کو
دیکھیے کس کس پہ یہ آہ دل مضطر پڑے



طوفان ہیہ اوٹھا مری چشم پر آب سے
بدلی ہے آفتاب نے توپی حباب سے

زخم کہن نئی ہوئی کیفیت شراب سے
انگور پھٹ گئے طپش آفتاب سے

بھنتے ہین عاشقون کے کلیجے کباب سے
لب مل رہی ہین وہ لب جام شراب سے

ممکن نہین ہی حسن کا چھپنا حجاب سے
چھپتا ہی نور یار تمہاری نقاب سے

زاہد وضو کرے جو ہماری شراب سے
جھپکی نہ آنکھ حشر کے دن آفتاب سے

سنکر سوال وصل نہ چپ ہو حجاب سے
کچھ تو جواب دو دہن لاجواب سے

کرتا ہے فصل گل مین مدد تو شراب کے
واعظا کے منہ کو داغیے سیخ کباب سے

چرخ چہارمین تری بزم نشاط ہی
دف کم نہین ہی دایرۂ آفتاب سے

بجلی گری ہی نہ خرمن ہستی غیر پہ
امید او ٹھ گئی دل پر اضطراب سے

روتا ہون الفت عرق روی یار مین
تحریک نزلہ ہوتی ہی بوی گلاب سے

عاشق ہین ہمکو صرف محبت سی کام ہے
ملا نکالتا رہے مطلب کتاب سے

وہ مست ہین قضا بھی اگر اختیار ہو
خم چھین لین فلک سے قدح آفتاب سے

تھا عالم مین باعث قید حیات تھی
نکلے بدن سے جان تو چھوٹے عذاب سے

پیری نے ... رہ گئے مجھی کو کیا ذلیل
نفرت سی ہو گئی دل خانہ خراب سے

وہ رند ہین کہ غم نہین روز شمار کا
باہر ہی یہ حساب ہماری حساب سے

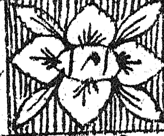
ہیبت سی ہی اس سے رو نہین کرتی ...
چشم پر آب بند نہین ہی سحاب سے

الصد ... [illegible]

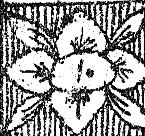
ہمارو زحشر یاد رہے گا یہ سانحہ
نکلی ہی جان ہجر کی شب کس عذاب سے

کس کس کو یاد کیجیے کس کس کو روئیے
کیا کیا نہ آسمان کی ہوا انقلاب سے

سر کی طرح ہی صاحب نعمت کو زر عزیز
پھرتی نہیں کرن کلہ آفتاب سے



میں رند بادہ نوش ہوں مرجاؤں ای صبا
لکھہ دینا چند شعر کفن پر شراب سے ٭



ہے عاشق قامت پہ عنایات تمہارے
بالا رہے دنیا میں سدا بات تمہاری

اسد جو دیتا ہے مجھے قارون کا خزانہ
کس دھوم سے کرتا میں مدارات تمہارے

خورشید قیامت سے بھی وہ آنکھہ ملاتے
جس ذرے پہ ہو چشم عنایات تمہارے

میں جانتا ہوں عشق مجازی کی حقیقت
معراج ہی بندیکو ملاقات تمہارے

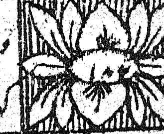
ہوتا ہے مجھے بادہ کشی کیلیے ارشاد
کیا بات ہی ای پیر خرابات تمہارے

ای واعظو دیکھو جو خط عارض تابان
رکھی رہی سب طاق پہ مشکات تمہارے

رفتار سے کرتے رہو پامال بتون کو
چلتے ہی سر عزا پہ رہے لات تمہارے

کافر ہو جو اپنے کی بھی رکھتا ہو توقع
کچھہ فیض ہو جس سے وہ نہیں ذات تمہارے

مانند گدا کاسہ بکف آتا ہے خورشید
ہر صبح نکلتے ہے جو خیرات تمہارے



وہ سیم بدن تمکو اگر منہہ نہ لگاتے
کوڑی کی صبا پھر نہ تھے بات تمہارے



پہنچی رسائی آہ جگر نہیں ہوتے
ہمارے دل کی او نہیں کچھہ خبر نہیں ہوتے

ہوا یہ بار مراد کینا تجھے او جن ان
کہ آج تک ترے سینہ ہی تھا ہر نہیں ہوتے

ہمارے نالوں نے خلقت کی نیند کھوئی ہے
مگر تجھے خبر ای بے خبر نہیں ہوتے

نبی تسلی دل دی دیا ہے خط تجھکو
رسائی پا تک ای نامہ بر نہیں ہوتے

امید زیست کسی ہی فراق جاناں مین
نہو اگر شب غم کی سحر نہین ہوتے

ہمارا نالۂ دل شکی یار کیتا ہے
یہہ بات آدمی مین بی اثر نہین ہوتے

خرابیان مین ہیولا فراخ ہوتے ہین
وہ تنگ دل ہو کہ جو نوع بشر نہین ہوتے

جگر کا داغ ہی خورشید حشر سی افزون تر
ذرا بھی خشک مگر چشم تر نہین ہوتے

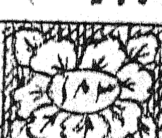
درازی شب تار لحد معاذ اللہ
بغیر صبح قیامت سحر نہین ہوتے

شراب چلکے شب ماہ مین پیٔن ہم تم
چمن کی سیر کبھی ای قمر نہین ہوتے

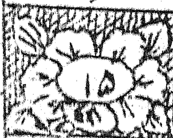
نہین ہے اہل ہوس کی بی حلاوت عشق
نصیب مور و مگس یہہ شکر نہین ہوتے

فراق یار مین دیکھو جسے وہ ناصح ہے
تسلی دل غمگین مگر نہین ہوتے

عجب نہین مری رونی پر آپ کا ہنستا
کسیکے دل کی کسیکو خبر نہین ہوتے



خلاف خلق سے خلقت ہی ان حسینو کی
صبا دہن نہین ہوتا کمر نہین ہوتے



بت پرستی سے نہ طینت مری زنہار پھرے
سی سو بار خریدی گئی ہو بازار پھرے

اولٹی تقدیر مری قسمت اغیار پھرے
ہای کیسی تری مت ای بت عیار پھرے

عشق یوسف نی یہ کی خانہ خرابی برپا
ٹھوکرین کھاتی زلیخا سر بازار پھرے

بارہا تھکو نہین تجھ نے اوڑایا ہے امر
شمع روتی تری محفل سے ہے سو بار پھرے

چل بسی فصل خزان موسم گل آ پہنچا
لی مبارک ہو ہوا بلبل گلزار پھرے

ایک جا بھی نظر آتی نہ اثر کی صورت
گرتی پڑتی تہ کمان آہ دل زار پھرے

زلف جانان کی جو سودے مین ہوا ہے آخر گشتہ
سایہ کی طرح مرے ساتھ شب تار پھرے

شوق دیدار نی اوس گل کی کیا زرد
درد لی منہہ پہ تری نرگس بیمار پھرے

بھیک منگوادی فقیرونکی طرح شاہونکو
ایسی نیت تری ای چرخ ستمگار پھرے

کیا کہوں ہجر میں گلگشت چمن کر کے پھری
بلبل جان قفس تن میں گرفتار پھرے

موجۂ باد خزان نی کیا ہی تیغ حلال
کیا ہی تکبیر پڑھی ہی بلبل گلزار پھرے

کیسی عزت ہوئی برباد خزاں کی ہاتھوں
باغ میں اوڑتے گل و لالہ کی دستار پھرے

سخت جانی کہیں قاتل سے نہ تجھ سے کہے
بات رہ جائیگی منہہ سے جو تلوار پھرے

تہ چھٹا خانۂ زنجیر سے میں دیوانہ
روح مجنوں کی تڑپتی پس دیوار پھرے

ای صبا دیکھ لیا ہمنے اوسی بات کے ساتھ
پھر گیا سارا جہان جب نظر یار پھرے

١٤ — ١٥

خدا کا قہر بتوں کا عتاب رہتا ہے
اس ایک جان پہ کیا کیا عذاب رہتا ہے

وہ آفتاب جو مست شراب رہتا ہے
فلک پہ طایر سدرہ کباب رہتا ہے

وصال میں بھی یہہ اونکو حجاب رہتا ہے
کہ ہاتھ منہہ پہ بجای نقاب رہتا ہے

نقاب اولٹ کی وہ منہہ پہ سے اپنی کہتے ہیں
کہاں ہی ماہ کدھر آفتاب رہتا ہے

ہوا ہی شیشہ کی پہلو میں جان کا دشمن
بغل میں کیوں دل خانہ خراب رہتا ہے

تری تلاش میں ہے کیطرح میں پہرتا ہوں
کہاں تو رات کو ای آفتاب رہتا ہے

جو اہل ظرف ہیں منہہ پہیرتے نہیں مے سے
مدام والب جام شراب رہتا ہے

نہ کسطرحسے ہو سیری ہمن ز داغ دل مدام
اخیر ماہ کہاں ماہتاب رہتا ہے

شب وصال میں بوسونکی گنتی ہوتی ہے
ہماری یار کی پہروں حساب رہتا ہے

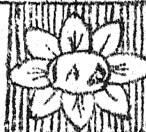
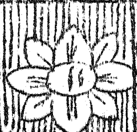
عروج اہل کرم کی لیی ہی دنیا میں
کس آبرو سی ہوا پر سحاب رہتا ہے

فراق یار میں طوفان اپنا رونا ہے
زمانہ صورت موج و حباب رہتا ہے

تمھاری در پہ کسی دن جو ہم نہیں آتے
خفا خفا دل خانہ خراب رہتا ہے

خدا جزا کری تاثیر عشق کامل کا
مری طرحسے اونہیں اضطراب رہتا ہے

ہر ایک کو ہی سفر جانب عدم درپیش
فلک ہلال سے پا در رکاب رہتا ہے

یہہ رو سے ہی **صبا** آج کل زمانی مین
کہ محتسب کا کلیجا کباب رہتا ہے

کیا ہی یار سامان قیامت ساغر گل نے
صدا ہی صور کا وہ کام دیا شیشی کی قلقل نے

ہوا آئی ہی جھولی دامن گلچین کیا گل نے
جگر خون کر دیا صیاد کا نالون سے بلبل نے

رخ رنگین پہ تیری خال کہا یا مجھین گل نے
پریشانی اوٹھائی سر پہ زلف سے سنبل نے

کبھی بھولی سی ہی ٹھوکر نہ یار تاج ہاشمی کو
یہ مستغنی کیا ہی ہم فقیرون کو توکل نے

خدنگ ہی لیگیا تار کو تار سی چمن کو
کیا کیا کیا نہ سر گشتہ مجھی سودا کا کاکل نے

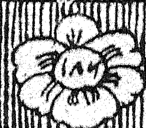
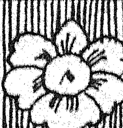
لہو کیا کیا رولا یا آرزوی قتل نی مجھکو
جگر خون کر دیا قاتل ترے تیغ تغافل نے

رکھا مجھکو جنون نے بیخبر شور قیامت سے
نہ بانگ صور کو سنے دیا زنجیر کی غل نے

کہان کا پاس سوائی مجھی اب رحم آتا ہے
کیا ہی جبر دل کی بیقراری پر تحمل نے

چمن مین جب مجھی عریان ای گل پیرہن دیکھا
کلہ غنچی نے اپنی پہنا دی پہار قبا گل نے

قفس مین آتش شوق چمن سی مر گئی جلکر
رکھا صیاد کی گردن پہ اپنا خون بلبل نے

صبا مجھکو ہنسی اک غنچہ لب کی یاد دلوا کر
رلایا صورت شبنم چمن مین خندہ گل نے

ازل سی خنجر قاتل ہے میری سر کے لیے
مین وہ شجر ہون کہ پیدا ہوا تبر کے لیے

بلا طویل شب ہجر ہے نہین سے کٹتے
دعائین مانگتا ہون شام سی سحر کے لیے

خطا ونکا لیکے پڑا پیچھے ہنسنے سنزا آئی
شرہ کے ہاتھ قدم میلے نامہ بر کے لیے

تو اپنی یاد نگی صدی جگر کی دی ہی
فلک کو چاہیے غازہ رخ قمر کے لیے

اوتر کی یار نی کو ٹھی سی حال دل پوچھا
مسیح چرخ سی آیا مرے خبر کے لیے

مژۂ چشم بہاتا ہون عشق و ندامتین | اڑا لیتا ہون سمندر کو مین گھر کے لیے

اسیر زار ہون کچھہ مجھکو نہین ای صبا غم | ضرور کیا ہی قفس ایک مشت پر کے لیے

٨٦

صبا یہہ اوسکا ہی موجدہ اسکا موجد ہے
بشر ہی غم کے لیے اور غم بشر کے لیے

١٢

قدم عشق کم ہے آستان سے ہے | مکان اعلی ہی اوسکا لامکان سے

نہ رکھ چشم امید آسمان سے | اوٹھو ای غافلو خواب گران سے

نہین واقف مرے آہ و فغان سے | بگڑ جاینگے اک دن آسمان سے

فلک نے صورت برگ خزانی | نکالا داغ دیکر بوستان سے

نہین ایسی ٹھہتی دی گر پڑی ہین | کہ اوٹھین ہم تمھاری آستان سے

غم الفت نے دل کو منزلت دے | ہوا آباد یہہ گھر میہمان سے

چھپانا بھول جائین وہ کمر کا | جو واقف ہون مری راز نہان سے

غم الفت مین اوس رشک پری کے | تو ہی سایہ ہی جسم ناتوان سے

لباس عشق نکلا جامہ جسن | اوٹھا ہبوقت پردہ درمیان سے

نہ لی اپنی پیے تو مول جھگڑا | نہ چھڑ قصے مین واعظ کی بیان سے

نہین اعضای تن سی روح چھٹی | جدا ہوتا ہے یوسف کاروان سے

١٨٨

صبا کچھہ پیچ پڑ جاے نہ تم پر
لڑو کشتی نہ دیو آسمان سے

١٠

تری طرف سے دل ای جان جان اوٹھا نسکے | بہت ضعیف تھی بار گران اوٹھا نسکے

حرم کو ایسے اوٹھکر نہ تنگدستی سے گئے | جدا کہیگا کہ جور بتان اوٹھا نسکے

جو بار عشق مین سر سے اوتار کر رکھ دون | خدا گواہ ہے ہی ای آسمان یوں اوٹھا نسکے

غرض از بار بہار آ گئے لیکن ای صیاد
نگاہ ہم طرف بوستان اوٹھا نہ سکے

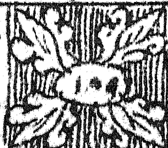
نہ اوٹھنا تھا نہ اوٹھا کوئی یار سے بندہ
زمین وہ پکڑی کہ ہفت آسمان اوٹھا نہ سکے

اسیر زلف جو مرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں
ذرا بھی صدمۂ قید گران اوٹھا نہ سکے

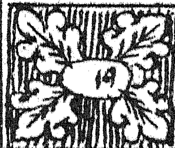
امید و بیم میں کیسی بسر ہوئی اونکے
جو دل سے تحفۂ این و آن اوٹھا نہ سکے

سنین جو یار کی باتیں غش آ گیا ہم کو
یہہ ناتوان تھی کہ لطف بیان اوٹھا نہ سکے

فنا ہو گئی مری ای سوز غم رہے قائم
پس فنا بھی کوئی ہڈیان اوٹھا نہ سکے



صبائی داغ محبت اوٹھا لیا کیونکر
یہہ نال وہ ہے جسے پہلوان اوٹھا نہ سکے



صفائی سے یہ اونکی صورت ہوئی
کہ آئینہ دیکھا تو حیرت ہوئی

لب یار کی جب زیارت ہوئی
مسیحا کو مرنے کی حسرت ہوئی

مجھے بوسۂ رخ کی اجازت ہوئی
خدا ساز ای بت یہہ صورت ہوئی

غضب ہے جو ہی خدائی کا دعوی کرین
بتون کی بھی اتنی حقیقت ہوئی

ہوئی سنگ وہ لاکھہ کوہ ملال
نہ مسدود راہ محبت ہوئی

ہوئی سیر اب داغ الفت کمان
سحر ہو گئی شمع رخصت ہوئی

شب غم جو بندے کی نالے سنے
فرشتے پکاری قیامت ہوئی

یہہ اندھیر کیسا ہے ای آسمان
نمودار پھر شام فرقت ہوئی

ہوے ہم مکدر جو پیوند خاک
زمین تو دہ گرد کلفت ہوئی

رکھین رشتۂ شمع سوزان نہین
شب غم کی ایسی حرارت ہوئی

نظر آئی جب میکدے کی بہار
تو مجھہ رند کو خوب فرحت ہوئی

کھلا جام سے غنچۂ آرزو
کھلا ہی گل باغ عشرت ہوئی

وہ بت راہ پر آگیا رات کو — مری آہ سمع ہدایت ہوئی

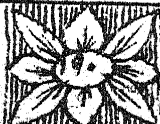
رہے ہم گدائے در میکدہ — بطرے ہمارے قناعت ہوئی

ہوا رنج و غم کا عدم قافلہ — ہماری جو دنیا سے رحلت ہوئی

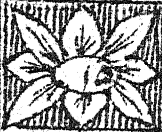
مرا دم جو نکلا تو اوسنے کہا — بکھیڑا چکا لو فراغت ہوئی

نشان بھی ملے گا نہ کل قبر کا — نہ خوش ہو اگر آج نوبت ہوئی

پس از مرگ ہمسے بتون کے لیے — لحد مین فرشتون سے حجت ہوئی



نہ سمجھا وہ بت خاک حق وفا
صبا مفت برباد محنت ہوئی



رات دن محو تماشائی بتان رہتا ہے — آئنہ صورت چشم نگران رہتا ہے

ہجر کہتے ہین کسی فرق کہان رہتا ہے — ہم جہان رہتے ہین وہین یار جہان رہتا ہے

کونسی جا نہین وہ جلوہ کنان رہتا ہے — پر کوئی کہہ نہین سکتا کہ یہان رہتا ہے

چلکے طاوس چمن کو نہین کرتا پامال — بہتری چال تو اے سرو روان رہتا ہے

ہین وہ دنیا کا نہین ہوش تری الفت مین — اب تو کچھ اور ہی عالم مری جان رہتا ہے

فصل گل نے نہین مدت سے کرم فرمایا — تارہ دن باغ مین ہر برگ خزان رہتا ہے

کچھ تعجب نہین دامان اگر تک ہو نچے — رات دن قافلۂ اشک روان رہتا ہے

گھر کی دروازے مین نہ تحریر لگی رہتی ہے — سیر بھی دشت کی اب نہین بھی خفقان رہتا ہے

سنبلستان ہی کسی جا پہ کہین ابر بہار — کیا پریشان مرے آہ کا دھوان رہتا ہے

نقش بر آب ہین سب تاج و نگین شاہونکے — کسکا دنیا مین سدا نام و نشان رہتا ہے

عشق پر خاتمہ ہے سفرہ پروانہ کا — معرکہ روز میان دل و جان رہتا ہے

مر گیے پر بھی نہین چین عجارہ دل سے — خانہ گور مین مور و ملخ کا دھوان رہتا ہے

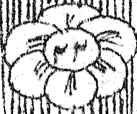
عاشقونکی نہین اشکونکی روانی ہاتا — سوچ [illegible] بہتا ہے روان رہتا ہے

شمع رہجاتی ہے پروانہ صفت جلتا ہوا — جان کا ہوش محبت مین کہان رہتا ہے



آفت جان ہی تصور مژۀ جانان کا

ای صبا دل ہدف نوک سنان رہتا ہے



ٹھہیر نیکلے گلرخون کی خاک کے — واہ کیا نیرنگ ہین افلاک کے

جابجا جلوے ہین حسن پاک کے — نور کے پتلے ہین پتلی خاک کے

ہو رہے ہین ظلم ہفت افلاک کے — امتحان ہین ایک مشت خاک کے

عاشقون سی یہہ حجاب اچھا نہین — پیچ سی پردی اوٹھا افلاک کے

سرگشتونکا نام باقی رہگیا — قصے ہین جمشید کے ضحاک کے

جابڑے پہلے مین وہ غیرونکے ساتھ — سوانگ دیکھو گردش افلاک کے

تنگیے سو رہے ہین موتی لف یار — تار ہین جامۂ صد چاک کے

آدمی دعوی انا الحق کا کرے — ولولے دیکھو تو مشت خاک کے

پھوٹ نکلا رنگ جسم یار کا — پھول بوٹے بنگئے پوشاک کے

توڑ ڈالا رشتۂ تسبیح کو — کھول دی پر طائر ادراک کے

امتحان ہوجاے تیر آہ کا — توڑیے سایون تو ہی افلاک کے

نالے کر سکتے نہین خاموش ہین — عاشق اونکے سر ہین پوشاک کے

اہل دنیا کے نہ بہکانے پہ جا — غول ہین صحرائی وحشتناک کے

جنازہ روئے جیتیان ہوگئے — جسم گئی نقشے ہمارے خاک کے

جامۂ نیلی فلک پہنے ہوے — سوگ مین ہی کس گریبان چاک کے

ہی بعینہ چشم موسی داغ دل — عاشق صادق ہین حسن پاک کے

نقش پای یار پر سجدا جا سینگے

مہر و مہ بہی ہونگے خاک کے

خاکساروں سے نکر پہلو تہی

ایکدن جانا ہے نیچے خاک کے

جامۂ گل دیکھکر سودا ہوا

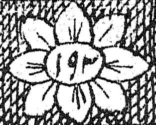
چلیہڑے اوڑینگے پوشاک کے

ہوگیا ہے چین تو اچھا ہوا

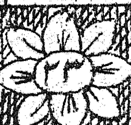
اور رسن نالے دل غمناک کے

المدد ای قابض روح المدد

کب سے قیدی ہین طلسم خاک کے



بین رگ ابر بہاری اے صبا
ڈوری اپنے دیدۂ نمناک کے



دور چلنا راہ الفت مین کب اپنی جاہیے

رفتہ رفتہ چاہیے منزل بمنزل جاہیے

نالۂ شبگیر مین تاثیر ای دل چاہیے

کہینچ کر لائے اوسے جذب کامل چاہیے

ہوگیا ثابت انا الحق سے یہین منصور کی

اس عدالت مین سدا دعوی باطل چاہیے

آرزو ہے گوہر مقصد مین دریا رو

آستین ہو صورت امان ساحل چاہیے

نامۂ اعمال لی جا مجھہ شہید ناز کو

روز محشر ہاتھہ مین دامان قاتل چاہیے

تیرہ بختی نے اندہیرے مین بٹہایا ہے مجھے

اسطرف بہی روشنی ای شمع محفل چاہیے

کوئی جانان سے اوٹھا یہ بنام اسمیل گیا ہے

امتحان کو بہی بہت پڑجائے مشکل چاہیے

صاف کہدیتا اگر یوسف بہی تجھکو دیکھتا

منہہ تری آئینۂ عارض کی قابل چاہیے

خوب ای گل دیدۂ نرگس مین پیدا نور ہے

رونکی جاتی ہے رخسار کا تل چاہیے

ہم فقیر عشق ہین تو بادشاہ حسن ہے

بستر اپنا تری در کے مقابل چاہیے

باغ مین مجھہ مست سے گر بحث نالہ ہے پڑی

بیٹھہ جائے دم مین آواز عنادل چاہیے

دولت عقبی بہت ہی ہم فقیرونکی لیے

بادشاہون کیلیے دنیا کا حاصل چاہیے

امتحان مین ٹہرین اتنا منہ قیدیونکا نہین

جا حج نبی کو کیا چاہیے دل چاہیے

چاہیے ظاہر مین کچھ پردہ میان حسن و عشق
قیس کو عریان تھی لیلی کو محمل چاہیے

پانی پانی سخت جانی سے ہوا جاتا ہون مین
یا الٰہی ابروی تیغ قاتل چاہیے

فصل گل ہی نور کر بڑہ بڑہ کے اپنے جنون
دوہری ہاہو ہو جائین اغلال و سلاسل چاہیے

کوچۂ قاتل مین ہر جانب سے آتی ہے صدا
امتحان ہے معرکہ درپیش ہے دل چاہیے

مجھکو کہتے ہو برا اچھا ذرا پھر تو کہو
اپنی منہہ سے آپ تم ہو جاؤ قائل چاہیے

زندگی کا کچھ بھروسا اور فرقت مین ہمین
دم نکل جاے انہین آہونکی شامل چاہیے

خیریت صیاد و گلچین کی تقاضائی ہمین
گل کھلا ہے کچھ نہ کچھ خون عنادل چاہیے

مین حزین ہون ہوگا خاک بھی جب بےدل
ہاتھہ اپنے ملکے رہ جائے محصل چاہیے

جام ہم بادہ کشونکا توڑنا اچھا نہین
ٹوٹ جاے محتسب کا شیشہ ہو دل چاہیے

بحر ہستی کی صبا ہے موج طوفان خیز ہے
عقل کامل ناخدای کشتی دل چاہیے

اثر ایسا کہان ہے نالۂ شبگیر مین آئے
کہ جس سے فرق جور آسمان پیر مین آئے

دلائل ہر جو وصف مالک تقدیر مین آئے
نہایت ہے سے عاجز وہ ہری تقریر مین آئے

نہ کچھ وہ بات جس سے شان تقریر مین آئے
مگر وہ کام جس سے فرق کچھ توقیر مین آئے

کبھی اغراق بر ای مل نہ ہم تقریر مین آئے
کبھی وہ بات جو فہم جوان و پیر مین آئے

وہ دیوانی ہین جب ہم بیٹھا یا آئینہ مین عکس
پریرو غل مچاتی خانۂ زنجیر مین آئے

غروب آفتاب زندگی ہو جائے ای قاتل
خضر دم بھر جو تیری سایۂ شمشیر مین آئے

مرقع مین جو رنگین اوس ریاض حسن کا نقشہ
چمن سے اڑ کے بلبل گلشن تصویر مین آئے

سفینی کی ہم صدا ان کانون سے سنانے مین
کبھی جو کچھ مزاج کا خلل پیری مین آئے

دکھایا ردیہ حسن عشق کی نیرنگ سازی نے
ہمارے دام مین وہ اونکی ہم تزویر مین آئے

سحر دیوانہ بنایا اوس پری کی بو نے کاکل نے
تو ازل ہی سے فلک جگر کی ہوئی زنجیر میں آئے

حقیقت میں کبھی تدبیر کی قائل نہیں ہوتے
سپہ کیا ممکن ہے فرق ای دل خط تقدیر میں آئے

خزاں میں داغ غم تھا فصل گل میں داغ وحشت ہے
چھٹے قید الم سے خانۂ زنجیر میں آئے

سنا ہے زیادہ وصف جنت کا جو واعظ سے
اور سنی مسجد سے ہم کوئی بت کی تصویر میں آئے

کہاں کا نقد دل ہم دولت ایمان لٹا بیٹھے
نہ اسیر ہی خیال کافر بے پیر میں آئے

ہماری نالۂ دل کیطرح گردون پہ جاتا ہے
پہ جبریل ای قاتل کہاں سے تیر میں آئے

نہ دکھلائینگے اپنا آفتاب داغ دل تجھکو
مبادا فرق ای رو تری تنویر میں آئے

کبھی عمر دو روزہ الفت مژگان و ابرو میں
گہی خنجر تلے گہ سایۂ شمشیر میں آئے

یہی میں دیکھتا ہوں مدتوں سے آج پہ کیا ہے
جب آئی آپ پیرے قتل کی تدبیر میں آئے

ہوا خونریز کب سرسبز ای دل باغ عالم میں
ہوا کیا کیا چلی پر پھل نہ شاخ تیر میں آئے

شب غم میں مرے نالے ذرا اونچے جو ہو جاتے ہیں
تزلزل کچھ نہ کچھ افلاک کی تعمیر میں آئے

نہ راس آئی ہوا شخانۂ ہستی کی بندی کو
سدا چکر یہ چکر دور چرخ پیر میں آئے

کھچا کانپتا ہی دیکھکر اس سرد مہری کو
تمہاری گھر میں کیا آئی کہ ہم کشمیر میں آئے

ہمارا جوش وحشت یوں ہمیں لایا بیابان میں
کہ جیسے چین سی اپنی کوئی جاگیر میں آئے

لکھوں کیونکر میں حال درد دل لکھا نہیں جاتا
حقیقت میں یہہ مضمون کسطرح تحریر میں آئے

جب اوس کوچہ میں آہ لے نکلتے ہیں تو کہتے ہیں
مقام شکر ہی کوئی بت بی پیر میں آئے

مگر جو پرنگ مجھسے عاشق پژمردہ خاطر کو
کہیں زردی نہ قاتل سبزۂ شمشیر میں آئے

تو وہ خورشید ہے تیری اگر گیسو میں نشست ہیں
تڑپ کر حوت گردون دام ماہی گیر میں آئے

صبا بعد فنا چلکر کہیں کی کنج مرقد میں
نیا عالم نظر آیا نئے تعمیر میں آئے

یہی ہی طور تو ہمیشہ رسم و راہ رہے — کہاں تلک کوئی بدچلن تباہ رہے

جلو مین ساتھ جو ہمسانہ خیر خواہ رہے — یہہ طمطراق نہ ای ترک کج کلاہ رہے

یہہ حال ہی جو کبھی لب پر آہ رہے — زمین خراب رہے آسمان تباہ رہے

نشان سدا نہین رہتا ہی نام رہتا ہے — وہ کام کر کہ زمانہ مین واہ واہ رہے

بسر ہو وضع سی غم ہو کہ اسمین شادی ہو — نہ آہ آہ رہے اور نہ قاہ قاہ رہے

طریق راست یہ دونون مین ایک ہو گا — ملاپ گبر سے مومن سی رسم و راہ رہے

زمانہ صورت خواب و خیال ہے ای دل — ہر ایک حال مین اللہ پر نگاہ رہے

شراب بندۂ درگاہ کو پلاتا ہے — علوی ساقی ہمیشہ بارگاہ رہے

خدا کریم ہے ای دل معاف کر دیگا — یہی مزا ہے نہ باقی کوئی گناہ رہے

اوسی کا خانۂ دل مین سراغ پایا ہے — بہت دنون جسے ڈھونڈھا کیے تباہ رہے

صباح حشر سراپا قصوروار اوٹھے — ہر اک گناہ کی اعضائے تن گواہ رہے

اسی لیے تو مین بحر جہان مین آیا ہون — ہوائی عشق سی کشتی تن تباہ رہے

یہہ وہ زمانہ ہی ہرگز خبر نہ لی کوئی — تمام عمر جو یوسف اسیر چاہ رہے

چھپا نہ حال شہادت ہمارا ای قاتل — دہان زخم لب گور تک گواہ رہے

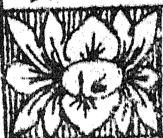
طریق عشق مین وہ بھی نہ پا سکے مجھکو — مرے فرشتے مرے واسطے تباہ رہے

سیہ تیرہ بخت ہون میری اگر ہوا لگجا — صباح حشر تلک گل چراغ ماہ رہے

سنین ہی اپنی حقیقت سے ہمکو آگاہی — چلین جو راہ سے تو عرش سیر گاہ رہے



مجال تھی جو کوئی رو کتا زمانے مین
ہم اپنے دم سے صبا تیغ بی پناہ رہے

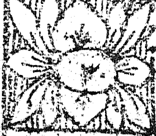


اثر اس [illegible] سے دوا جلتی ہے — تری بیمار کی صورت سے شفا جلتی ہے

مین جہنم مین جلون یا نہ جلون اسکو کیا | واعظو یسی ہی طبیعت مری کیا جلتی ہے
شب فرقت مین بھلا ساتھ مرا کیا دیگی | شمع کو دیکھتا ہون تا بہ کجا جلتی ہے
آتش حرص ہی مزرع دل آفت ہے | دیکھ کھیتی تری ای مرد خدا جلتی ہے
سوز دل سے ہوئی ہی آگ بھی پانی پانی | ٹھنڈی ٹھنڈی مری آہون سے ہوا جلتی ہے
منعکس آتشی شیشہ ہو روئے پر جیسے | کلۂ فقر تہ طوق ہما جلتی ہے
خون عشاق کا جانا نہین بالا بالا | برف سے پالی سی ہر سال حنا جلتی ہے
عشق نی ابتو کیا اور ہی عالم پیدا | زندگی تنگ ہی صورت قضا جلتی ہے
سحت سوزش دل کی جو دعا کرتا ہون | آگ لگ اوٹھتی ہی محراب دعا جلتی ہے
کام شداد کی آیا نہ بہشت شداد | روح دوزخ مین پڑی عبد فنا جلتی ہے
دل مین وہ آگ لگی ہی جو ذرا اوکھو ون | سقف گردون ابھی ای مہر لقا جلتی ہے
چاہتے ہو الوت سے پردہ نہین سکتا | گرمی حسن سی کیا اوسکی حیا جلتی ہے
آتش عشق نی اگ آگ لگا رکھی ہے | دل جدا جلتا ہی اور جگر جدا جلتی ہے
شکوہ بیجا ہی مرے نالۂ آتش اثر کا | کیسے تو آپ کی کسوقت قبا جلتی ہے
کیا تماشا ہی کہ وہ تو مجھے کرتی ہین جل | دور سے دیکھتے ہی اور قضا جلتی ہے
سوز دل کا تو کبھی حال نہین سنتے ہو | جان کیسی مری ای نا شنوا جلتی ہے



ای صبا باغ مین تم نالۂ ویران نہ کرو
رشک سی بلبل کی ہرگز نوا جلتی ہے



جب تک ہی نہ دامن کا تار باقی ہے | جنون کا جوش ہی فصل بہار باقی ہے
سحر مین ہی طپش عشق یار باقی ہے | کہ ہیں یون ہی یہی اک پتا باقی ہے
کسے کہین کہ کلم صورت نزار باقی ہے | ہنوز باغ مین کچھ کچھ بہار باقی ہے

پہنائیگا جسے وحشت جنوں کی کانٹوں
یہہ ایک آدہ جو دامن کا تار باقی ہے

شب فراق سی بچ جائینگے تو جائینگے
کچہہ اور زندگی مستعار باقی ہے

خدا کی واسطے کلمہ ہتوں کا پڑہ واعظ
زبان تب ہے ابہی اختیار باقی ہے

ہزار بار قیامت گذر گئے ہم پر
مگر ہنوز شب انتظار باقی ہے

ابہی تلک ہیں تری پیچ سے نہیں نکلا
وہی دل آج تک اے زلف یار باقی ہے

جگر کو داغ دیا روح کو ملال دیا
کوئی ستم فلک بد شعار باقی ہے

نہ بہول عمر دو روزہ پر اسقدر اے گل
کوئی دن اور یہہ فصل بہار باقی ہے

میں دیکہہ لوں اسے اب بہی اگر وہ آجائے
ابہی تلک رمق جان زار باقی ہے

ہوا ہے عشق سے گرد ملال ہی اے دل
ہی جب تلک کہ یہہ آئنہ ہی غبار باقی ہے

عتاب میں تری منہہ کا جو رنگ دیکہا ہے
بدن میں جان نہیں اے نگار باقی ہے

سیاق پڑہ کے نہ دنیا کو لوٹ اے بے درد
حساب پرسش روز شمار باقی ہے

عذار صاف پہ خط کا نمو ہوا تو کیا
تری نمود ابہی اے نگار باقی ہے

ہزار حیف ابہی ہی فلک مٹادیگا
کہیں کہیں جو یہہ نقش و نگار باقی ہے

مے الست کا اللہ رے اثر اے دل
وہی شراب کا ابتک خمار باقی ہے

رہی ایک سا چمن حسن یار برسوں سے
خدا کی شان ہے اب تک بہار باقی ہے

مری طرح سی بگڑتا ہی اک دن اوسکو بہی
خرابی فلک کج مدار باقی ہے

شب فراق میں تا صبح دیکہئے کیا ہو
ابہی تو رات دل بیقرار باقی ہے

لڑی ہی مری ہیں مژگان یار کے عاشق
وہی خلش ہے ہی آپس میں خار باقی ہے

اوجڑ گئے اسی برباد کیجیے اس کو
ابہی یہہ میرا مشت غبار باقی ہے

تمہیں ابہی نہ ہے گا مزار کا اپنے
ترا ابہی نام میں اے گرد مزار باقی ہے

ہمیشہ اہل یقین کو ذلیل رکھے گا — فلک کی واسطے جب تک وقار باقی ہے

اسی میں ہوگا مرا آفتاب عمر غروب — کوئی گھڑی ہی جو شب انتظار باقی ہے

دماغ ہی نہ رہا مجھ سے بحث نالہ کا — وہ کوکہ تھا نہیں اب ہی غبار باقی ہے

شراب ہوں گو شر کشف کمہ تو ہی ہوا — ابھی تو جام جسم بادہ خوار باقی ہے

کسیکو دیکھ کے قابو میں اُن نہیں رہتا — یہ روگ آج تک ابھی [illegible] باقی ہے

غبار کس سے ہے گرد ملال کس کا تھا — ہماری خاک ہی ابھی شہسوار باقی ہے

جہاں نفس بھی ہی ابھی جیسا [illegible]
بڑا ہے [illegible] کہ کار زار باقی ہے

چرخ کج رو ابھی سیدھا ہو تو مقصد مل جائے — [illegible] آتی مرا پھر تا وہ بھی قد مل جائے

خود پرستی کی طریقی سے اگر حد مل جائے — نعمت شمس سے دولت سرمد مل جائے

مرگئے پر تری کوچے کی جو سرحد مل جائے — روح کو خلد ملے لاش کو مرقد مل جائے

گھر چھٹے شہر چھٹے سارا زمانہ چھوٹے — ایک وہ منتخب و چیدہ و مفرد مل جائے

ابھی پر مسیح ہی کہ اتنے نہ اگر خوشبو ہو — مشک نافہ سے تری زلف مجعد مل جائے

گیسوؤں میں ہی کہ چاہ ذقن یار میں ہے — ڈھونڈھتا ہوں دل ناکام کہ گمشدہ کو [illegible] مل جائے

سالک راہ حقیقت ہی تو ہوتا جانا — کعبہ و دیر و کلیسا کوئی معبد مل جائے

وضع سی عمر دو روزہ کو گذاری انسان — ہو ریاضت سی بھی کہ مسند مل جائے

خوب خلوان سی پیتی ہو بس مرگ ابھی — سر مدفن تری کوچے کی جو سرحد مل جائے

حرم و دیر میں دو بھول بھلیاں ہیں دل — وہ چلیں چل کہ تجھے شاہد مقصد مل جائے

ہیں وہ منصف ہوں یہ سمجھو کہ ہوا عالمگیر — مدحت [illegible] اگر صورت [illegible] مل جائے

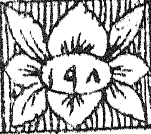
بادہ نوشی کا ارادہ ہی بہار آ پہنچی — خوب ساقی [illegible] کوئی امرد مل جائے

مجھ سے ہستی میں کدورت میں بہت پاتا ہوں
ای سکندر نہ کہیں خاک میں سب مل جائے

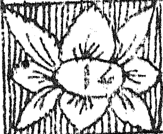
منزلت کو تری کوٹھی کی نہ پہنچی تو سے
جا کی گر عرش سے یہ قد بر حد مل جائے

کون کہتا ہی کہ یوں ہی مجھے تم لینے دو
سونگھنے کو تو ذرا زلف مجعد مل جائے

سرو باغی کی مثالی کو چمن میں لیجائیں
کہیں تنہا ہوا یار سے قد ملجائے



بردہ رہ جای صبا ہم سے گنہگارون کا
حشر کو سایۂ دامان محمد مل جائے



اتنی تو دید عشق کی تاثیر دیکھیے
جس سمت دیکھیے تری تصویر دیکھیے

حد سے بڑھی ہی زلف گرہ گیر دیکھیے
او بچے کہیں نہ پاؤں میں زنجیر دیکھیے

ٹھہرے نہ ٹھہرے وصل کی تدبیر دیکھیے
کیا شعبدہ گری فلک پیر دیکھیے

ہم عاشقوں کی خوبی تقدیر دیکھیے
آپ اپنی آنکھ میں تو تقصیر دیکھیے

انکی کچھ اور سے دل وحشی کا رنگ ہے
کیا گل کھلائی والہ زنجیر دیکھیے

پھر دیکھیے بھیجے گا کسی وقت اشتہار
اس دم تو سودی عاشق دلگیر دیکھیے

جیسے چھٹتی جان یہ تا نہ سنبل کی لٹکا
ٹوٹی کہیں نہ صف میں شمشیر دیکھیے

ہو کر رقیب عاشق شیدا کی سامنے
اچھی نہیں یہ آپ کی تقریر دیکھیے

کیسے ہماری پاس چلی آئی صبح کو
ادنی سا جذب نالۂ شبگیر دیکھیے

اچھا نہیں یہ طور نگاہ و حضور کا
ہو جائیگا کوئی ہدف تیر دیکھیے

کیسا جواب خط نہ پڑھا خط بھی یار نے
یہ اور خوبی خط تقدیر دیکھیے

جنگل کی راہ لونگا گریبان پھاڑ کر
آتی ہیں آپ کرتے ہیں تاخیر دیکھیے

کس طرح سے ہو آج بھی الفت کا تصفیہ
لاتے ہیں آپ کچھ وہی تقریر دیکھیے

اپنی دل تال کار کا مجھکو خیال ہے
کیونکر نکال کر خط تقدیر دیکھیے

دیکھا جو دور سے مہ نو کو تو لطف کیا
آئیگا مرغ روح سکندر کا دام مین

اوس ترک کی ابرو بھی ہی شمشیر دیکھیے
آئینے مین تو زلف گرہ گیر دیکھیے

٩٩

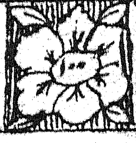
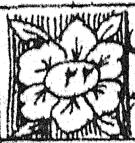
کیا کیا ان انکھون سے نہین دیکھا ہی اسے حبیب
کیا کیا دکھاتی ہے ابھی تقدیر دیکھیے

٣١

زاہد کو رسی خم پیر مغان دور ہے
قرب حق سی سبب وہم و گمان دور ہے
کسطرح عاشق بی صبر و توان دور ہے
منزلت چاہیے عنقا کیطرح عزلت کی
پھر کوئی بلبل و گلچین کا تماشا دیکھیے
کام جتنے ہین وہ موقوف تقدیر پہ ہین
تقابل وہ تیرے بزم ہی ماشا اللہ
نیر تو کیا ہی مرا رنگ اگر جم جائے
بعد مرنیکے لحد مین نہ کوئی کام آیا
اپنی ہم قافلے والون سے بہت بڑھ گئے
گالیان شوق سی دی لی کوئی تن پرور
عشق اللہ ہوا ارادہ بتون سی نہ رہے
خشک ہو جائیگا دریائے شراب ای ساقی
بخشیں قاضی تری فریاد کرینگی جا کر
مر گئے پر نہ چھپے کوئی تبان مین گاڑا
کیا ہوا دور رہا مین جو تمہارے دل سی

آمد و رفت سی آندہی کی کنوان دور رہے
کسقدر عقل سی اپنا جہان دور رہا
دل سی ایمان ذرا سیہ خفقان دور رہے
ایک سی ایک کا دنیا مین سکان دور رہے
اور وہ دن جو گلستان سی خزان دور رہے
بات رہ جای جو مطلب سے زبان دور رہے
نظر بد سے الہی یہ سمان دور رہے
تجھسے سایہ ترا ای سرو خرامان دور رہے
وقت پر ہمسے سب اپنا جہان دور رہے
رفقا کچھ نہین معلوم کہان دور رہے
پر یہ ممکن نہین منہ سے لب جانان دور رہے
یہ طریق اور ہی وہ سنگ نشان دور رہے
زاہد خشک سی یہ آب روان دور رہے
دختر رز سے جو ہم ای پیر مغان دور رہے
خانہ گور سے در ہای جنان دور رہے
میری دل سی تو نہ تم ای مری جان دور رہے

چمن کوچہ جانان کا ہے یہ پاس ای دل | ابر کیطرح سی آہون کا دھوان دور رہے
سیر کے واسطے ہوا ہی یہ عالم پیدا | کیا تماشا ہو جو دل سے یہہ جہان دور رہے
سر ہے پا سو ہے جیان ہے یا نہ رہے | یہہ قیامت ہی کہ وہ آفت جان دور رہے
دی بہل پیچ نہ جمع شب وصل ای زاہد | کان کی بالین سی سدا او ان دور رہے
کسطرح منزل ہستی سی عدم کو پہنچے | یارہ الله منی جا کے کمان دور رہے
دل کسیکا نہ دکھائے یہ سخن بیجا سے | خون ناحق سی سدا تیغ زبان دور رہے
کوچ ہستی سی عدم کو جو ہوا شاہونکا | فوج سے فرق پڑا طبل و نشان دور رہے
جوشش عشق مین یون دور رہے عقل سی ہم | صحبت پیر سے جس طرح جوان دور رہے
اون مقام سو نہیں مقصد مجھے پہچانا | منزلون مجھسے مرے وہم و گمان دور رہے
تپ فرقت نے بہت دق ہمین کر رکھا ہے | یہہ بڑا روگ ہی وہ راحت جان دور رہے
سرو کے پاس گلستان مین ہمقدین جاتا تھا | چال چلکی جو تم ای سرو روان دور رہے
ادہر ہی راہ سے ہم منزل مقصد پہ گئے | چوکیان دور رہین سنگ فشان دور رہے
عندلیبونکے نہ فریاد سنی جائے گی | یار العما چمنستان سے خزان دور رہے
زاہدا قرب مصلا مین ہم رندونکین | اس محلے سے خدا را یہہ دکان دور رہے


سنبلستان مین وہ جاتے ہوے گبھراتے ہین
ای صبا اوسنے یہہ آہون کا دھوان دور رہے


کیا جای فتوحات خرابات مغان ہے | خشت سر خم لوح طلسمات جہان ہے
وہ گیسوے مشکین مرے آنکھونسی نہان ہے | سو دیکھا سا عالم ہی نہایت خفقان ہے
نادان دہان و کمر یار گمان ہے | کچھ وہم ہی ای دل نہ کمر ہی نہ دہان ہے
ہم رند پریشان ہین ماہ رمضان ہے | جھکی ہوئی ان روزونمین ابرو کی کمان ہے

دو روز کا دنیا مین فقط نام و نشان ہے
کچھ بھی نہین اک وہ مکین ہی نہ مکان ہے

میری دل رنگین کو بہت شوق فغان ہے
ہر رگ گل اس باغ کا بلبل کی زبان ہے

جو دیکھے گا اوسکو وہ اوسی سی کہیگا
تیرا کوئی ای دل نہ یہان ہے نہ وہان ہے

احوال خدا سے پتا بت ہوا اسکو
اک بت ہی جسکا کوئی مصور سے بیان ہے

اوس گیسوے مشکین سے سیاہی ہے نگین مین
معلوم نہین نامۂ اعمال کہان ہے

ای ترک ہدف ہمکو بنا ہم بھی تو ہین بچھمین
کس دھج کی یہ تیر مین کیسی یہ کمان ہے

چھپتی نہین ای یار بنائی ہوئی باتین
جو حال ہی دلکا تیری چہرے سے عیان ہے

اس ہجر مین ہم تو ہین غدار کوئی دم مین
وعدہ سلامت رکھے اوسکو وہ جہان ہے

بیش حکما و اہمہ خلاق ہی ای دل
جو کچھ ہی جہان مین سب وہم و گمان ہے

اور اونکی طرح حیلہ کی باتین ہین شیاطین
منصور ہین ہم کلمۂ حق ورد زبان ہے

گھر ہی چہ بابل سی فزون تر شب غم مین
گھٹا ہوا ایسا مری آہونکا دھوان ہے

ای ترک تری یاد بہاری سی جلو مین
اوڑتا ہوا جاتا ہی وہ گلگون کہ رہان ہے

تلوار ہین ہم لوگ گر ہی پن کی سبب سے
گردش کی سبب سے جو فلک سنگ فسان ہے

تشبیہ اسی سی کمر یار کو دینگے
نازک رگ گل سی بہی زیادہ رگ جان ہے

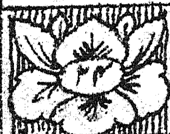
کیا مال ہی زر دولت دیدار کے آگے
قیمت نہین یوسف کی زلیخا کو گران ہے

اوٹھ اوٹھ کے شب وصل مین گھبراؤ نہ اتنا
کیسی یہ سحر ہی نہ گجر ہی نہ اذان ہے

پچھتائیگا توڑا جو مری کعبۂ دل کو
کچھ خیر ہے اسوقت تو ای یار کہان ہے



اک رنگ پہ عالم نہین رہتا ہی صبا کا
گہ باد بہاری ہی گہی باد خزان ہے



شد فی امر ہین یہ وہم و گمان کیا معنے
موت کی نام سے اتنا خفقان کیا ہے

ای موذن شب وصلت مین اذان کیا معنی
اپنی اعمال پر اس وقت فغان کیا معنی

حال الفت نہ کیا او نسے بیان کیا معنی
دل کی کچھ کام آتی یہہ زبان کیا معنی

سب کو معلوم ہی صورت جو ہوئی یوسف کی
کبھی نیکی کرین اپنا ای جہان کیا معنی

خانہ گور مین تا حشر تجھے رہنا ہے
چار دن کے لیے دنیا مین مکان کیا معنی

گالیان ہی مجھے دوگے جو برا کہتے ہو
مشفق من نہ بگڑ جائے زبان کیا معنی

چاہیے رنگ طبیعت کی رعایت ہمکو
موسم گل مین علاج خفقان کیا معنی

جس طرف یار نے دیکھا وہ آفت آئی
کہین کیتی ہو جو مژگان کی سنان کیا معنی

کس قدر عیش ہی تقدیر مین ہم رندو کے
خط ساغر کی ہین ای پیر مغان کیا معنی

ترک کر پھر خدا لفظ انا اے منصور
ایک ہی بات کا رہ رہے بیان کیا معنی

ہم فقیرون کو بھلا دیر و حرم سی مطلب
جبکہ آزاد ہوئے قید مکان کیا معنی

یہہ تڑپنا تو تڑپنا ہی جو مر بھی جائین
رحم آئی تجھی ای دشمن جان کیا معنی

اہل دنیا کو مین پاتا ہون بہت غفلت مین
اس خطرگاہ مین یہہ خواب گران کیا معنی

کچھ سمجھ مین نہین آتی ہین ہنسی باتین
مہربان کیون نہین آتی ہو یہان کیا معنی

اپنی باتون سی تو ای طالب دنیا باز آ
منہہ کی کھلوا ای نہ حرص لب نان کیا معنی

دل ہی بس جانتا ہی سوز نہان کا عالم
کوئی دیکھی مری آہون کا دھوان کیا معنی

کوئی جانان مین کسیکی ہی کوئی سنتا ہے
بھلا ای دل نالان یہ فغان کیا معنی

ترک الفت کی لئی ہمسے نہ کہہ ای ناصح
کچھ تجھے خبر ہے رہتا ہی کہان کیا معنی

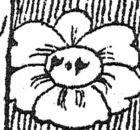
ضبط نالہ کسی صورت سی نہین ہو سکتا
راز الفت کا ہی دل مین نہان کیا معنی

کسطرف دھیان ہی اپنی تو خبر لی ای دل
اس قدر محو تماشای جہان کیا معنی

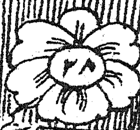
کیسے کیونکر نہ کہا جای برا غیرون کو
آپ ہاتھون مین نہ باقی ہین زبان کیا معنی

تم عدم جاؤ گی سایہ کی طرح ساتھ ہین ہم
تاقیامت یہی نیرنگ چلی جائین گے

کہین رہ جائیے ای سروران کیا معنی
ایک عالم پہ رہے باغ جہان کیا معنی



ای صبا خوب ہی غنچہ کی طرح خاموشی
غل مچانا صفت برگ خزان کیا معنی



یہ جھلکی لگی ہی دھیان مین اک آفتاب کے
کیونکر گلے سے گھونٹ اوتارین شراب کے

ہم میکشون ہی یہ کلمے اجتناب کے
زاہد کی منہ پہ دیجیے چھینٹے شراب کے

آئینگے گرز لیکے فرشتے عذاب کے
توڑی تو محتسب مری شیشی شراب کے

انجان شراب پیجیے دن ہین شباب کے
قربان واعظونکے عذاب و ثواب کے

لای اگر فراق مین اوس آفتاب کے
ساقی کی سر سے توڑیے شیشے شراب کے

یہ نقش عشق دل مین پڑی تون ہے
نقشے پڑی ہین آج جہان خراب کے

نکلی جو روح جسم کے پردے سے تو کھلا
اپنے لیے ہم آپ تھی باعث حجاب کے

اللہ رے نحوست ایام ہجر یار
چھن چھڑی ہوئی ہین مہ و آفتاب کے

کعبہ بنایے کہ کلیسا بنایے
دل سا مکان حوالی کیا ہے جناب کے

تقدیر کے لکھے پہ ہے دل کا مدار کار
مطلب ہین حاشیے مین تمام اس کتاب کے

سوتا ہی چاندنی مین جو وہ آفتاب حسن
کیا بخت جاگتے ہین شب ماہتاب کے

جب دیکھو کوی یار ہی بس او رآپ ہے
یہ کون ڈھنگ ہین دل خانہ خراب کے

رندونکو کچھ غرض نہین اس سات پانچ سے
زاہد رہین شمار مین روز حساب کے

پیری کا موی سر کی سفیدی سبب ہوی
طالع سحر ہوئی نہ بغیر آفتاب کے

زخم جگر کو خوب ہی ای ترک دھو دیئے
دو گھونٹ اگر ملین تری جھوٹی شراب کے

کیا کیا خرابیان فلک پیر سے ہین
اللہ رہی وہ گولی مری عہد شباب کے

سیماب وار عشق مین ہم بیقرار ہین
قابو مین روح ہی نہ دل پر اضطراب کے

ہم بھی پرست مغ نہ ہونگے شراب بد
زردشت لا کہہ وصف کری آفتاب کے

مین ہاتھ جوڑتا ہون ترے آگے ہما
پیچھے پڑا ہی کیون دل خانہ خراب کے

ساقی بغیر موسم باران ہوا نصیب
آہون سے کیون دہوئین اڑا دین سحاب کے

بازار سرد ہے مہ کنعان کا ان دنون
سکی پڑی ہوئی ہین مری آفتاب کے

دریای حسن یار کا ہوتا ہے موج زن
لہراتی ہین ہوا سے جو گوشے نقاب کے

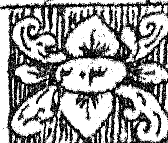
فوج خزان نے باغ کو تاراج کر دیا
لوٹی گئی کھلی ہوئی تختے گلاب کے

ہرگز نہ کوئی ملک عدم سے پھر آئیگا
عالم اگر یہی ہین جہان خراب کے

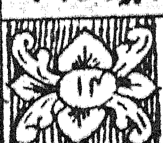
معشوق شب وصال ہین کھینچے جو تیغ آہ
ٹکڑے اڑا دیے سپر آفتاب کے

جوش فروش عالم پیری نے کھو دیا
ہی ہی کہان سے لاؤن دن شباب کے

مجھ سے فقیر مست کو ایسی شراب صاف
صدقے مین اپنے پیر مغان کی جناب کے



خط کیسا نامہ بر کے بھی پر کٹ گئے اور وہان
ہم ای صبا ہے مترصد جواب کے



طالب وصل سے تم آج بھی جھگڑ آئے
پھر وہی کل کیطرح وعدۂ فردا لائے

تپ الفت کا تدارہ جو مسیحا لائے
تاب نظارۂ خورشید نہ حربا لائے

ای صنم تجھکو جو منظور ہے معنی آرائش
سرمہ آنکھونکے لیے طور سے موسی لائے

بھیجو دو شیوہ وہ ابر بہار آ پہونچا
جلد لانا کوئی ساغر کوئی مینا لائے

یار کے ہاتھ مین پہونچا سو خط شوق
قاصد ایسا نہو پیغام اجل کا لائے

دل کی سودے مین ہوئی وحشت تو دی
سکہ داغ جنون قیس سے پڑ کیا لائے

وید گیسوے بتان مین خطر سودا ہے
اور کچھ سوانگ نہ ای دل یہہ تماشا لائے

تو نہ ہوتا تو نہ دنیا مین کوئی غم ہوتا
کیون عدم سی مجھے ساتھ ای دل شیدا لائے

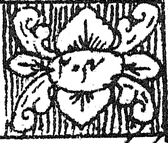
ہم وہ میکش ہین کہ ساغر جو ہمارا ٹوٹا
محتسب کے لیے قاضی کا پیالا لائے

ہاتھہ کو ہاتھہ نہ سوجھے شب غم مین تو بھی
گو کہ موسی بھی چراغ ید بیضا لائے

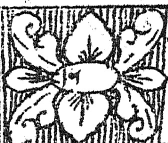
کسطرح ہجر صنم مین کوئی دلکو سمجھائے
یہہ کہان سی کوئی پتھر کا کلیجا لائے

ای شہ حسن یہ سودا ہے تری زلفونکا
بیڑیان ڈال کے یوسف کو زلیخا لائے

زہر لگتی ہین شب وصل مین شکر کی باتین
کچھہ تمھین خیر ہے لو اور بکھیڑا لائے



ای صبا زندۂ جاوید ہوئے ہم پس مرگ
خانہ گور مین تشریف جو مولا لائے



فلک تک بھی ہر چند جاتی ہی بجلی
مگر کوئی آہون کو پاتی ہی بجلی

وہ دہقان ہون جسکا لگتا ہون خرمن مین
وہین آکے چکر لگاتی ہی بجلی

مری آہ نے گھر گڑایا ہے جا کر
گری گی بہت لڑکھڑاتی ہی بجلی

دکھاؤ جو تم کھینچ کر آب خنجر
ابھی اپنا لوہا بجھاتی ہی بجلی

ہمین اور چشم غضب ہے تو دیکھین
یہہ تقدیر ہم پر گراتی ہی بجلی

وہ جھولے پہ جسوقت گاتی ہین ساون
بہت چرخ پہ حال لاتی ہی بجلی

یونہین ابر مین ہم پئین گے شرابین
کڑک کر کسی یان ڈراتی ہی بجلی

شب غم مین مینہ کا برسنا غضب ہے
کہ ہر بوند دل پر گراتی ہی بجلی

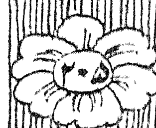
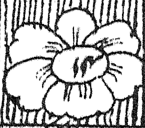
زہی ان نگاہون کے کشتونکا رتبہ
مزارون پہ سونا چڑھاتی ہی بجلی

وہ بادل ہی دود جگر جسکے آگے
ہوا بادلون کو بتاتی ہی بجلی

ہنسی ہوگی ہمسے جو کی بحث گریہ
عبث ابر کو گدگداتی ہی بجلی

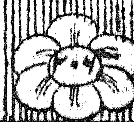
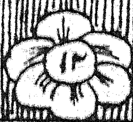
مری کشت پر جب برستی ہین بادل
فرشتون کو دورسے لگاتی ہی بجلی

ذرا تیغ قاتل کے آگے تو آئے | پتا دور سے ہی ہلاتی ہی بجلی
دکھاتی ہین ہم جو تڑپ آہ دل کی | تو رہ رہ کے کیا تلملاتی ہے بجلی
خیال اپنے ہین ہی جو اک برقوش کا | قیامت کے جلوی دکھاتی ہی بجلی

صبا آہ دل سے مگر ہمسری کے
تھپیڑے ہوا کی جو کھاتی ہی بجلی

یہہ ٹکرایا سر اپنا اونکے در سے | کہ سر پکڑے ہوئے نکلے وہ گھر سے
خدا یا حشر کو رسوا نکرنا | کہے رکھتا ہی بندہ پیشتر سے
یہہ شوق منزل مقصد ہوا ہے | بڑہے جاتے ہین کوسون آہ بر سے
امید و بیم مین رکھا ہے لاکر | بنا کر آدمی کو خیر و شر سے
ملائے خاک مین میری جوانی | خدا سمجھے بت بیداد گر سے
غضب کے ہین تری مژگان نکیلی | نہ کیونکر نوک کی لین نیشتر سے
ہی اک مدت سے شوق قتل ای ترک | ہمین جو رنگ کر تیغ دو سر سے
وہ مجرم ہون مرا جانا جو ہوگا | جلیگا خلد ای واعظ سقر سے
لب شیرین کا بوسہ لیکے ای یار | مرا منہہ بھر دیا تمنے شکر سے
ہم ای قاتل نہایت سخت جان ہین | چھری جاتی رہے گی بارہ پر سے
خرابی مزرع ہستی پر آئے | پڑا پالا جو اک بیداد گر سے
بشر غافل ہی دنیا مین اجل سے | اجل غافل نہین ہرگز بشر سے
بت خورشید رو پر جان دی ہے | حنوط اپنا ہوا کافور سحر سے

غم شہ مین صبا آنسو بہا کر
جہنم کو بجھا آب گہر سے

زاہد عبث نہ منتظر حور عین رہے — اچھا رہے جو محو بتان حسین رہے

دل کی صفا سے رونق بزم یقین رہے — آئینۂ جمال جہان آفرین رہے

مرنا جو دیکھ لے تری بیمار عشق کا — عیسی کو داغ تا نفس واپسین رہے

ای ترک تجھکو روز مبارک ہو قتل عام — کتنے تلک لہو مین بھرے آستین رہے

سرگشتگی وہ ہی کہ جو ہون دفن بعد مرگ — گردش مین آسمان کی برابر زمین رہے

دل کو لگا دیے لب شیرین یار سے — یہہ وہ مگس نہین کہ جو بی انگبین رہے

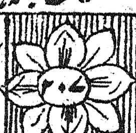
کہتے ہین لوگ نقش قدم اوسکا جسکو — اوس آستان پہ جڑا ہوا دل کا نگین رہے

نکلے جو روح خانۂ تن ہو گیا خراب — ممکن نہین مکان بحال بے مکین رہے

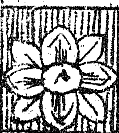
پروانون کا ہجوم تہا شمع حیات تک — احباب گرد تا نفس واپسین رہے

بوسے کے مانگنے پہ نہ یون منہ تھتھوہائیے — یہہ ناز جا کی اور ہی ای نازنین رہے

ای قیس پیرہن کو نہ یون چاک چاک کر — کچھہ تو حجاب لیلی پردہ نشین رہے



رکھیے نہ وس طرح کا لباس ای صبا کبھی — لاے کی طرح سے فقط اک پوستین رہے



ہم تو کعبے کیطرف صرف بنا جاتے ہے — کعبۂ دل مین نہان قبلۂ حاجات رہے

ان بتون سے نہ اگر چشم عنایات رہے — دل لگی حورون سے پر یون ہی ملاقات رہے

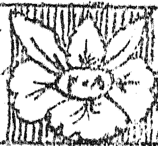
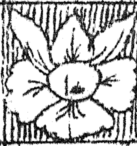
غیر ممکن ہے کہ صبح شب وقت تجھین — خاتمہ ہی کوئی دو چار گھڑی رات رہے

دل کی بیتابی سی نالہ ہم اگر کر بیٹھین — یہہ تو فرمائیے پھر آپ کی کیا بات رہے

رنج دنیا سبب راحت عقبی ٹھہرے — وہی اچھے ہے جو مورد آفات رہے

جھونک دی مجھسے بلا نوش کو خم کی خم مینے — بول بالا ترا ای پیر خرابات رہے

سات پردون مین نہ جب تک وہ چھپ بیٹھی — آنکھہ پھیرے ہوئے خورشید سی ذرات رہے

شیخ صاحب کبھی عقبیٰ کا بھی دھیان آتا ہے
کچھ تو یاں سے کبھی لیے کشف و کرامات سے

ہاتھ آگیا جو ساقی عالی مقام سے
سرمست آفتاب ہوا ایک جام سے

ہے خوف روی یار کو ماہ تمام سے
گیسو سیاہ ہیں شب یلدا کی شام سے

ہم بھی ضرور رکھتے کسی کام کے لیے
فرصت نہ آسمان کو ملی اپنی کام سے

مملو ہوا ہے بادۂ الفت سے ظرف دل
ساقی شراب دیکھ چھلکتی ہے جام سے

خود آئے کچھ غرض ہو اگر بادشاہ کو
اوٹھے گا یہ فقیر نہ اپنے مقام سے

کیسے اسیر لشکر اندوہ و غم ہوئے
غافل جو ملک دل کی ہوئے انتظام سے

اہل ہوس کی طائر جان کا نہ حال پوچھ
کھنچ قفس میں جائیگا چھٹا جو دام سے

ساقی خدا کرے رہے آباد میکدہ
خم سے سبو سے رطل سے شیشے سے جام سے

پیدا ہو کے یار نے کھویا فروغ حسن
تیغ نگہ خراب ہوئی قتل عام سے

اللہ رے جو لیلی محمل نشین نہ تھے
دل پک گیا ہے قیس کے سودائے خام سے

وہ عندلیب ہوں کہ مری حال زار پر
آنسو ٹپکتے ہیں ہر شبنم دام سے

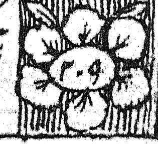
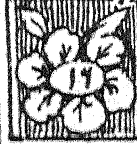
لعبت تھا بھی نہیں جو بھی فوج آرزو
اوٹھیں گے روز حشر ترے احتشام سے

پروانوں میں چراغ ہو نالی بیٹھتا بیٹھا
گھبرائے نہ عاشقوں کے اژدحام سے

غیروں نے آستان صنم سے اوٹھا دیا
ٹکرائیں جا کے سر در بیت الحرام سے

زاہد تری نماز تجھے سازوار ہو
درگذرے ہم رکوع و سجود و قیام سے

ہو جائے یار اب بھی محبت کا امتحان
موجود ہوں میں کھینچ تو تیغ نیام سے

ہم کیا ہیں ای صبا جو نہ ہوں ہم پہ آفتیں
محفوظ انبیا نہ رہے اتہام سے

ان بتونکو جذبۂ دل سی اتارا چاہیے
کافرونکو بیچ مین لا کر پچھاڑا چاہیے

سرو کو ای سرو خوش قد خوب جھاڑا چاہیے
قمریون کا گلشن ہستی اوجاڑا چاہیے

تنگ ہین بازیچۂ ہستی سی ہم الغرض
اس گھر دنیا کو کسی صورت بگاڑا چاہیے

فصل گل آئی ہی پھر دور ہو جام
پھر وہی جم جام ساقی کا اکھاڑا چاہیے

ہو چکی ہم قتل اوس سفاک غصہ ہو چکا
رحم کی جا ہی کہین لاش گاڑا چاہیے

زاہد و مجمع سی ہم رندونکی باتین گو بیا
جای کوثر پر یو نہین ہاتھ کیا دھاڑا چاہیے

خاک باقی قیس سہہ سکین کھینچنے والے ہین
ای جنون ابکی تو ایسا ہی اتارا چاہیے

آمد آمد لگ رہی ہی باغبان اوس سرو کی
باغبان شمشاد کو جڑ سے اوکھاڑا چاہیے

ساقیا اب کی بڑی زورون پہ ہین ہم بھی پیر
چلکے واعظ کو سر منبر اتارا چاہیے

تیرا دامن ای بت گل پیرہن اور ہم پھیر
دونون ہاتھون سے گریبان اپنا پھاڑا چاہیے

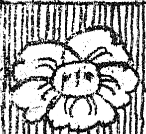
کم نہین ای دل متاع حسن سی جنس کمال
چشم یوسف سے خریدار اوسکو تاڑا چاہیے

آستان پر بیٹھکر ہم مر گئے ہین ای صنم
لاش اوٹھانیکو ترے کوچہ کا کوڑا چاہیے

چرخ سرکش زور سے کھینچتا ہی آہ
ہان مرے نالو ذرا اسکو اتارا چاہیے

خاک ایسی زندگی پر جو کدورت مین کٹی
گرد کلفت جام مستی سی جھاڑا چاہیے

تیری آگی جیب و دامن کی حقیقت ای جنون
دامن محشر بھی ہاتھ آئی تو پھاڑا چاہیے



ای صبا کچھ بس نہین چلتا ہمارا عذر سے
ایک گل مین بستر جای جاڑا چاہیے



آپ اپنی سیر تماشے دیکھیے
ہمسے اور ایسی برائی دیکھیے

بات پھر ہمسے بنا کر دیکھیے
پھر وہی تصویر آئی دیکھیے

آئینہ اوس بت کو دکھلا کر ذرا
اور صورت ہاتھ آئی دیکھیے

عرش کی زنجیر پر لرزہ ہوا — نالۂ دل کی رسائی دیکھیے

ہم اسیران طلسم خاک ہین — کیا ہوتا وقت رہائی دیکھیے

مار ڈالا منھہ چھپا کر آپ سے — موت کس پردے مین آئی دیکھیے

آمد آمد موسم گل کی ہوئی — پھر طبیعت گدگدائی دیکھیے

داغ دل تارا ہی چشم مہر کا — عشق کی جلوہ نمائی دیکھیے

میری جانب یون نظر کرنا نہ تھا — آپ نے بجلی گرائی دیکھیے

پھینکیے ہاتھون سے پہولونکی چھڑی — میری گل خوردہ کلائی دیکھیے

چشم پوشی اس قدر اچھی نہین — اب تو جان آنکھون مین آئی دیکھیے

ایک دن رو رو کے طوفان لائینگے — اس قدر نا آشنائی دیکھیے

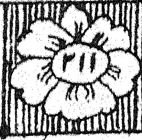
واہ رے سرمہ لگانا آپ کا — شاخ نرگس ہے سلائی دیکھیے

صاف ہے آئینہ اسکندر سے — اس مرے دل کی صفائی دیکھیے

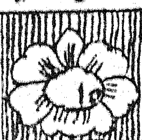
دیر ہوتی ہے ہمارے قتل مین — یہہ نہین اچھی ڈھلائی دیکھیے

لائیے بلوائیے جام شراب — دیکھیے بدلی وہ آئی دیکھیے

مر گئے لیکن نہ راز دل کھلا — آہ بھی لب تک نہ آئی دیکھیے



وہ نہ آتا تھا نہ آئے اے صبا
رفتہ رفتہ موت آئی دیکھیے



نفس نمرودی کیا ہوتا ہے — شرک موجود ہے کیا ہوتا ہے

کشف مقصود ہے کیا ہوتا ہے — حال مفقودی کیا ہوتا ہے

سجدے سے سوتے ہین کسے او غافل — کون معبود ہے کیا ہوتا ہے

چھوڑ دنیا سے دنی کا پیچھا — اس سے کیا سود ہے کیا ہوتا ہے

هست و بود تن خاکی اک دن
نیست نابود ہی کیا ہونا ہے

صاف ہو تا کہ ہوا از خود رفتہ
راہ مسدود ہے کیا ہونا ہے

دیکھیے حشر کو کیسے گذرے
روز مسعود ہے کیا ہونا ہے

چاہیے مسجد اقصے میں نماز
دیر مسجود ہے کیا ہونا ہے

من و سلوا جسے ہم سمجھے ہیں
زہر آلود ہے کیا ہونا ہے

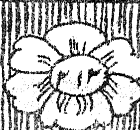
گرمی عشق و نہال ہستی
آتش و عود ہے کیا ہونا ہے

جو ہمہ روح تن خاکی ہیں
کیا گل اندود ہے کیا ہونا ہے

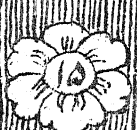
دولت فقر مقدر پر ہے
سعی بے سود ہی کیا ہونا ہے

جو کہ منصور کے پیش آیا تھا
وہی موجود ہے کیا ہونا ہے

خود پرستی کی بری ہی صورت
عبد معبود ہے کیا ہونا ہے



ای صبا دیکھیے وہ پردہ نشین
کس سے خوشنود ہے کیا ہونا ہے



دل پر داغ باغ کسکا ہے
دیدۂ تر ایاغ کسکا ہے

میکدہ صحن باغ کسکا ہے
ساغر گل ایاغ کسکا ہے

داغ چمکا چلی نسیم بہار
یہ ہوا میں چراغ کسکا ہے

کیوں کہیں زلف یار کو سنبل
یاں پریشان دماغ کسکا ہے

دل پر داغ کی یہی ہے بہار
نہ کھلے خانہ باغ کسکا ہے

ناصحا سنت کیوں پھراتا ہے
چل ترا سا دماغ کسکا ہے

چار عنصر کی سب تماشے ہیں
واہ یہ چار باغ کسکا ہے

عرش اعلی پہ فکر عالی ہے
ہمنے پایا سراغ کسکا ہے

کس کا مسکن ہاے سینہ عارف | دل روشن چراغ کسکا ہے
جیب گل کس پہ چاک رہتا ہے | دل مین لالیکی داغ کسکا ہے
دین و دنیا کو ترک کر بیٹھے | اور نام الفراغ کسکا ہے
ای جنون تیرے واسطے سب ہین | باغ کسکا ہی راغ کسکا ہے
یار اسد رسے تیرا عالم | ق | دیکھہ یہہ دل مین داغ کسکا ہے
ماہرو اور بھی ہین دنیا مین | یون فلک پر دماغ کسکا ہے

ای صبا اس زمین مین ایسی شعر
ایسا عالی دماغ کسکا ہے

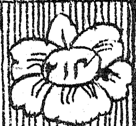
کبھو نہ قدر ہوئی یہہ ملال لیکے چلے | لحد مین ساتھہ ہم اپنا کمال لیکی چلے
دل حزین کرۂ خاک کا جواب تھا | تری گلی سی یہہ گرد ملال لیکے چلے
بھلا کی آپ نی خوب آبرو ہماری کی | جبین پہ عرق انفعال لیکے چلے
جواب محکمۂ حشر مین دہین پڑتا | مقدمات نہ ہی انفصال لیکی چلے
بیابان خار سی کیا جانی کیا ہوا آشفتہ | عدم کو باغ سی گل گوشمال لیکی چلے
عدم مین ہوم ہا اوٹھیکے وہ اندیشے پیچھے | جہان بھر سے یہہ گرد ملال لیکی چلے
طریق فقر مین نوبت نشان ای فقرا | عجیب صبح رتہ جاہ و جلال لیکی چلے
عدم کی راہ مین جانا پڑیگا خالی ہاتھ | یہہ وہ سفر نہین جسمین کہ مال لیکی چلے
ہماری پاس سی ہین تیغ تین گل اور چھ | یہہ اور داغ دم انتقال لیکی چلے
بنا دیا غم فرقت نی ضعف سی پرکاہ | جدہر کو چاہے ہوا و صال لیکی چلے
عدم سی خوب چلے صیدگاہ عالم کو | کہ نفس شوم سا گستا مہال لیکی چلے
جو مرسی جائین تو وہ راہ مرنہ اسکا | جنازہ چار قدم کیا مجال لیکی چلے

بلا سی عشق مین جهونکے نه یهه دل وحشی
کهین نه شهر کی منهه پر غزال لیکی چلے

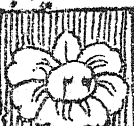
ضرور قمریون سی ہمسی بحث آپڑتی
نه سرو کی طرف اسے تو نہال لیکی چلے

بتون سی حشر کے دن خیر اب سمجهینگے
خدا گواه ہی اعمال کا جو حال لیکی چلے

بہار آئی ہوا ور دور رندون کا
شراب بیچنے شیشیان کلال لیکی چلے



صفائی دل کا **صبا** حال کہان کہیا دم نزع
یہہ آئنه تو عدیم المثال لیکے چلے



بہار آئی اگهی چمن پری ہو جائے
یہہ زرد زرد ہر اک شئی ہری ہری ہو جائے

کبوتر اوڑکے جو پہونچے وہان تو نہی ہو جائے
جو انکا سہہ جو لائی پیمبری ہو جائے

یہہ تفقد دل کہین پلٹ نه آئی پہ ہو جائے
پرکهه لیا تمهین کہوٹی ہو تم کہری ہو جائے

غزال دل ابهی اوڑنے لگے پری ہو جائے
اگر وه ساتر تری تیر کے سری ہو جائے

پڑی جو دیو پہ سایه ترا پری ہو جائے
فسون چشم سی گوساله سامری ہو جائے

کبهی نه آئنه دل کا تمهین دکهاونگا
تم ایک ہو کہین صورت نه دوسری ہو جائے

ہم اپنی صبر کا لو امتحان کرتے ہین
جو ہو وفی ہو وه اسی دم ستمگری ہو جائے

محیط عشق مین انسان مشت خاک تو کیا
پہاڑ ہو تو وه گهل گهل کی کنکری ہو جائے

کہان تلک کوئی ناقوس وار چلائے
بتو خدا کے لیے بنده پروری ہو جائے

مآل کا تجهے کچهه بهی ہی دهیان ای کش
نه ٹهوکرون سی کہین چور کهوپری ہو جائے

وه خود غلط ہون مرا نام اگر لکها جائے
تمام دفتر عالم کی ابتری ہو جائے

نہی ترقی دریای حسن عارض یار
حباب چشمه خورشید خاوری ہو جائے

گناه الفت چشم بتان ہی عالمگیر
تمام دہر نه کاجل کی کوٹهری ہو جائے

ہم ایکدم مین اوڑا دین دہوئین تیوگی
اگر ذرا مدد چرخ چنبری ہو جائے

غبار آئے نہ پائے دل مصفا پر — یہہ آئینہ ہے نہ سد سکندری ہو جائے

وہ سخت جان ہوں کہیں گر کری اسی — چٹانی سنگ سرا بادہ دردری ہو جائے

چمک رہی ہے تری زلف عنبرین ایسی — کہیں نہ مشک کو دعوای ہمسری ہو جائے

چھوئی جو وہ ہیرا می کو تو جان پڑ جائے — وہ منہ لگا سے تو بنت العنب پری ہو جائے

حلوی طبع جو دی اگر نکالوں سے — ملائکہ سی فلک پہ برادری ہو جائے

وہ موتیوں کو ملاتی ہیں اپنی دانتوں سے — غریق آب خجالت نہ جوہری ہو جائے

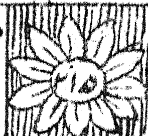
اگر یہی کمر یار کی نزاکت ہے — وبال جان نہ کہیں لف عنبری ہو جائے

وہ اشکبار ہیں اک کھل کر اگر رو دیں — زمانہ صورت سد سکندری ہو جائے

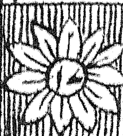
وہ بت نہیں ہیں اور آنکھوں میں جان آئی ہے — خدا دکھائے تو دیدار آخری ہو جائے

جنون ساختہ ہی غیر پیرہان پہنے — ہو یار سی بھی وہ زا جنگ زرگری ہو جائے

چڑھا جو دار پہ منصور یہ اشارہ تھا — قدم زمین پہ نہ رکھی جو خود سری ہو جائے



صبا تم ایک ہی آتش زبان ہو چپ ہی رہو
چراغ پا کہیں ستمگر نہ انوری ہو جائے



سر سے شیشے غم ساقی میں ہمارا سر توڑے — ہونٹھ دانتوں سے چبائے لب ساغر توڑے

دل ہمارا دل کا نہ کلیجہ میں ستمگر توڑے — ہاتھ ہوں خشک الٰہی جو گل تر توڑے

تیر یار کا ہر زخم ہرا دیتا ہے — چار دیوار عناصر میں عجب در توڑے

عشق کی معرکے سے جان کا چھٹکارا ہو — موت فوج الم و درد کا لشکر توڑے

ضعف سی فرقت ساقی میں معین — پتھروں سی کوئی یہہ شیشہ و ساغر توڑے

چل گیا جو مرا آ گئے وہ لیا ہے بین — غیر سے توڑ لیا انکو دکھا کر توڑے

آج کو رستم زستان مهوا دنیا میں — خوب ہی دست جنوں پاؤں کے لنگر توڑے

زہے کیا خوب کہتا نام حقیقت کی ہو تو
تنی چڑھ چڑھکی جو آئی واعظو منبر توڑے

سرو کو پہونکنی ہی شمشاد کو جڑ سی اکہاڑے
وہ سہی قد نہ نظر آئی کا صنوبر توڑے

محو صورت ہو معنی سی اگر واقف ہو
اپنے آئینے کو پتھر سے سکندر توڑے

عاشقونکے لیے شمشیر ادا کافی ہے
سخت جانونپہ عبث یار نے خنجر توڑے

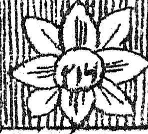
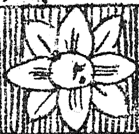
منزل گور مین منعم کی نہ زر کام آیا
لیگیا خاک نہ صندوق مین بھر کر توڑے

خاطر مین چاہیے تسمین بنا نو نگہ
پھری دل جو برادر کا برادر توڑے

آہین کرتا ہون تو کہتے ہین ...
یہہ ہوا کشتی گردون کا نہ لنگر توڑے

آتش حرص کہین ہی بت پندار کہین
آگ زردشت بجہائے صنم آزر توڑے

سختی دہر سے کیا خوف دل عاشق کو
یہہ وہ شیشہ ہی جو گرجائی تو پتھر توڑے

واعظا شہر کو روزے کے جلایا کیا کیا
روز رکھ رکھ کے صبا نے رمضان بھر توڑے

عکس پاؤنکو پری کا جو گمان ہوتا ہے
آئینہ دیکھکی کیا کیا خفقان ہوتا ہے

عشق رخ کا شف اسرار نہان ہوتا ہے
یہہ ورق لوح طلسم دو جہان ہوتا ہے

دود دل عشق کی خاکی سی عیان ہوتا ہے
ہیزم تر کو جلاؤ تو دھوان ہوتا ہے

روح مکلی تن خاکی سی تو معلوم ہوا
تجھسے خالی تری رہنی کا مکان ہوتا ہے

حسرت دیدہ نہ پوچھو شب تنہائی کی
دیکھتا تھا کہ دم آنکھونکے روان ہوتا ہے

تو وہ یوسف ہی جو چاہی تو زلیخا کی طرح
تنی سر سے فلک پیر جوان ہوتا ہے

رنگ لائے ہوئے مہندی یہ پڑے رستے مین
موسم گل مین ہمین ہوش کہان ہوتا ہے

عشق جانسوز سے بڑھکر نہ جہنم ہوگا
سب سے پہلے یہ گنہگار روان ہوتا ہے

آہین کرتا ہون تو گھبرا کے وہ فرماتے ہین
گھر کسی کا کہین جلتا ہی دہوان ہوتا ہے

میری وحشت کا جو دو رنگ آنکھوں میں آتا
نام سے موسم گل کی خفقان ہوتا ہے

بعد مرنے کے بھی ہم دشت نوردوں کا غبار
ہمرہ قافلہ ریگ رواں ہوتا ہے

زلف اوس عارض کی گلشن میں جو یاد آتی ہے
سنبلستان بھی رخ گل کا دھواں ہوتا ہے

شوق دیدار میں طاقت نہیں گویائی کی
حالت دل کا اشارہ ہی بیان ہوتا ہے

خاکساروں میں نہیں ہے عشق کی بو باقی
انہیں ویرانوں میں گنج نہاں ہوتا ہے

یار ہے سرخ شفق کی دیوانی میں
زلف سے چہرہ سیاہ ویسا خفقان ہوتا ہے

جام ہے ساغر خورشید سے جو نکلا
آسمان معتقد پیر مغان ہوتا ہے

عجب ہم عشق ترحم کا سزاوار نہیں
ہائے کس یاس سے ہر ہم نگران ہوتا ہے

واعظوں سے کوئی تعریف سنے حوروں کی
مسجدوں میں تو قیامت کا بیان ہوتا ہے

دوش احباب پہ جاتا ہے جنازہ جس کا
سینہ وہ تیر ہے کہ ناشنوں پہ گمان ہوتا ہے

۲۱
آہ میں بھرتے ہیں صہبا آپ خدا خیر کرے
اس ہوا سے چمن زیست خزاں ہوتا ہے
۲۶

نالوں کا اثر ہو دل مجبور کے لیے
ہو جائے حکم نفخ فی الصور کے لیے

آئینہ بھرے جو اس بت مغرور کے لیے
آندھی چلے چراغ سر طور کے لیے

گدڑی درست کی جو تری حور کے لیے
لی قبا قیصر و فغفور کے لیے

کہتے ہیں سب ترے رخ پر نور کے لیے
زیبا تھا یہ چراغ سر طور کے لیے

آنکھیں میں صہبا پڑے آپ بری اور تیغ کی تیر
افسردہ دل میں آتش منصور کے لیے

ملتا ہے مگر خون سے دل اس تیغ کی تیر
ہر پھول میں شہد ہے زنبور کے لیے

بھر جاتے وصل نماز میں پڑھا کئے
اللہ سے جھکے بت مغرور کے لیے

دنیا کی سب لباس ہیں اور تنگ دلے
جھگڑے بہشت کے ہیں تری حور کے لیے

کیا رنگ پر ہی اوس ست پرنور کا شباب
فصل بہار ہی شجر طور کی سے لیے

ہلتا ہی عرش نالہ بی اختیار سے
اتنی تو بات ہی دل مجبور کی سے لیے

کشتی پری خون کی وہ عاشق مزاج تھی
جنت میں جا کی لوٹ گئی حور کی لیے

سمجھے ہے ہم اوسکو قریب رگ گلو
کعبے کے سمت رخ نہ کیا دور کے لیے

ای ابر نو بہار ہو رندونکی آبرو
موتی کی آب چاہتی انگور کے کیے

ہو جی سے صوفیونکی ہمین حال کھل گیا
تا حشر جوش ہی مئی منصور کے لیے

منظور اوسکو بزم جہان کا فروغ تھا
روشن چراغ حسن کیا نور کی لیے

بنت العنب پری تھی توجہ نہ کی نگر
زاہد پہ جن سوار رہا حور کی لیے

جامہ دری عشق ہی بھر حجاب حسن
عریان ہی قیس لیلی مستور کے لیے

یہہ ہی جواب پرسش روز سوال کا
کیا اختیار بندۂ مجبور کی لیے

زاہد کی پیچ پانچ کا سب حال کھل گیا
سر پر عمامہ باندہ لیا زور کے لیے

راغب ہی صید دل پہ عقاب نگاہ یار
طیار شاہ باز ہی عصفور کی لیے

تازہ اس آب چاہ سے ہی آنکھونکی جوت
بہنا ضرور چاہیے ناسور کے لیے

کافور تیری کشتۂ الفت کا ای پری
غازہ ہوا خبان مین رخ حور کی لیے

دیکھا گیا نہ حال جو درد فراق کا
عیسی نے رو دیا تری رنجور کے لیے

کیفیت غرور نہین خاکسار مین
یہہ مجا ہی کاسۂ سر فغفور کی لیے

حسن صبیح یار پہ جھومکا ہوا ہی نم
ہا ہی دل ہی چشمۂ کافور کی لیے

۲۱۸

وہ تیرہ روز ہون دل صد چاک ای صبا
شانہ ہی گیسوی شب دیجور کے لیے

۲۲

یہہ داغ ہی خورشید لب بام نہین ہے
خون باری ہی عاشق شفق شام نہین ہے

جب تک جلون جان کو آرام نہین ہے ،
پروانہ ہون جلنے کی سوا کام نہین ہے

زاہد کو سر زلف یہ قائم نہین ہے
مومن ہی تو جہہ طرف شام نہین ہے

سیہ جان ہوا اب عاشق ناکام نہین ہے
جیتا رہا گر صبح تو کیا شام نہین ہے

انسان ہو زاہد تو پہنسے لف صنم مین
سیہ دام پی صید وہ دام نہین ہے

ہر فصل مین داغ غم الفت کا مزا ہے
اس نخل کا میوہ تو کبہی خام نہین ہے

بانہم ہو نہ رقیبونکی ہم و دین مر گئے
بندہ بہی ترا ایسا کوئی گمنام نہین ہے

آہستے ہین دشنام ترے وہ اغیار کوئی گر
کیا کہیے کہ کچہ کہنے کا ہنگام نہین ہے

میخانہ عالم مین غنیمت ہی دم دم
اتنا بہی کوئی رندی انجام نہین ہے

ظالم ہی وہ بیداد کے سینے غرض ہے
روے کوئی ترپے کوئی کچہ کام نہین ہے

کشتہ تری قامت کا ہون محشر ہوگا
دفتر مین قیامت کے مرا نام نہین ہے

بیچین وہ ہوتا جو لیتا ہے سواری
ای ابلق ایام تو خوش گام نہین ہے

عاشق ہون مجہے کوچہ جانان ہی غرض ہے
واعظ تری جنت سے مجہے کام نہین ہے

خاموش ہین یان شمع رہا کرتی ہین تریز
گویا کہ زبان ہے ہمین کچہ کام نہین ہے

عاشق ہون مین بیتابی دل کام ہی تیرا
جب تک نہ یہین تڑپون مجہے آرام نہین ہے

حال دل عاشق پہ تبسم کر ای یار
رونیکی ہی جا ہنسنے کا ہنگام نہین ہے

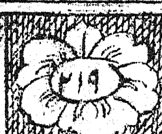
وہ بلبل نالان ہین کہ نالون ہمارے
کس دن چمن دہر مین کہرام نہین ہے

اوس نرگس فتان سی ہی بخشش کی امید
بیہوش نا تو ہوا دیدہ کہ بادام نہین ہے

خونریز ہوا ہے وہ صنم عاشق کشی سے +
جلاد کبہی مورد الزام نہین ہے

عریان ہوا گر کعبہ مقصد کا ہے سودا
اس حج کے لیے حاجت احرام نہین ہے

اللہ ری اوس ترک پریرو کی محبت
کچہ جان کا ہوش ای دل ناکام نہین ہے



شبنم کی طرح ہم ہین صبا باغ جہان مین
رو نکلے سوا اور ہمین کام نہین ہے



ای جنون ترک ہوا الفت مژگان ہمسے
نوک کی لین نہ کہین خار بیابان ہمسے

ای جنون تمنے کیا خوب ہی غارت ہمکو
رہ لیٹ سے کہلی دوست و ایمان ہمسے

رنگ دیکھے تو کوئی آکی بہار گل مین
کیا موافق ہی ہوای چمنستان ہمسے

آنکھ لڑتی ہی ہوئی آپ کی تیور میلے
دیکھیے کر گئی کھونکھ صف مژگان ہمسے

حفظ جان کیلیے ہم سورۂ والفجر پڑھین
لاگ رکھتی ہی بلای شب ہجران ہمسے

تیری گلشن کو فقط اک تف دل کافی ہی
راگ لانا نہ کہین بلبل نالان ہمسے

عرکہ پڑتی ہی او ٹھہ جلینگے غیرت گل [?]
جب سمجھنا ہو سمجھ لین سر میدان ہمسے

اوس پہ چاہے ہمارے نہ چراغ جان [?]
روبرو تیرے ہوگی ای شمع شبستان ہمسے

گوش گل کو نہ کہین باغمین [illegible]
بحث نالہ نکر ای بلبل نالان ہمسے

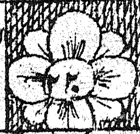
پھر اکہا جائینگے اوڑ جائینگے دل کو [?]
نہ چھپاؤ نہ چھپاو لب دندان ہمسے

گھر ہمارا ہمین دوزخ سی زیادہ ٹھہرا
قہر کالا ہے حرارہ تب ہجران ہمسے

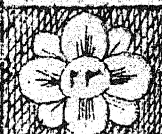
دیدۂ داغ جنون سی یہ چلی کیا [?]
چارہ آنکھین تو کرین غول بیابان ہمسے

گھر ملا کر ہمین غیرون سے نکالا آتی [?]
میزبان آپ سے ہوین او ہوین مہمان ہمسے

پھر چلے ہین صحرا کی طرف آئی بہار
پھر ہوا جوش جنون دست و گریبان ہمسے



ای صبا ہم ہی وہ آندہی ہین بقبل نا ج [?]
اوڑ کے جائیگا کہان تخت سلیمان ہمسے



رہنے والے تھے یہہ اوان کہ جانیوالے
خاک سمجھے نہ مکانونکے بنانیوالے

گل سراپا تیری چہلونکے ہین کہانیوالے
جامۂ تن کو ہین پہولونکے بنانیوالے

اوٹھکے پہلو سے بہی کہ لحد بیچ مین جا سونیوالے
جگر و دل مین تڑپ کر نکل آنیوالے

ایک اک سرو بہی شاہد چمن عالم کا
خاک مین مل گئی کیا کیا سر اوٹھانیوالے

کوئی غصے مین تری انکھونکی تیور دیکھے
شیر بنکر سے ہی آہو مین ڈرانیوالے

حال بیمارونکا قرآن کو لیکر دیکھین
اژدہا بنکے جب بیٹھے مین تھرانیوالے

شعلہ زا ہوگئے نالے تو قیامت آئی
دونون عالم مین ہین اک آگ لگانیوالے

مرگئی عاشق نالان تو کہا اوس بت نے
سوگئے فتنۂ محشر کے جگانیوالے

منہ تو تھا غنچے سے ترے دم مرا گھبراتا ہے
چپ ہو جا مری باتونکے بنانیوالے

شب غم مین مرے نالون سے لگی دل پر چوٹ
چھاتی کوٹا کیے گھریان بجانیوالے

دیکھیے تیوری چڑھائی تو ہی تقصیر معاف
گہ گدا کر ہی ہنسا تھے مین ہنسانیوالے

سکہ بٹھلائینگے بازار قیامت مین ضرور
دیتے ہم داغ محبت کی بجھانیوالے

حال دل کہیے تو کس طرح سے ہی وہ کہتے ہین
تم سلامت رہو الفت کی جتانیوالے

عاشقون سے کوئی دیکھے تو حسینونکا سلوک
یہی مرشد ہین فقیرونکی ستانیوالے

نشہ مے مین کبابونکا مزا کیا جانین
بدنفس لوگ غم حشر کے کھانیوالے

تہری بحر جہان مین در مقصد کی تلاش
تھر دوزخ مین ہین غوطے لگانیوالے

تری آئینہ رخسار کی مشتاق ہی دو
منہ نہین پھر قیامت کو دکھانیوالے

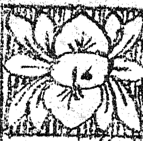
حال دل شب کو جو کہنے کو گئے فرمایا
لیجیے آتے مرے نیند اوڑانیوالے

مرگئے پر یہہ گناہونکی گران باری ہے
نیند سے جاتے مین جنازے کے اوٹھانیوالے

طائر دل کوئی اس دام سے چھٹ سکتا ہے
گیسو یا رب بلا کی ہین پھنسانیوالے

صبح محشر تری مشتاق تجھے دیکھینگے
ذرہ خاک [illegible] آنیوالے

کوچۂ عشق کی راہین کوئی ہم سے پوچھے
خضر کیا جانین غریب اگلی زمانیوالے



ای صبا حشر کو ہم رند یہ کہتے اوٹھے
المدد ساغر کوثر کے پلانیوالے



دل ہمارا کشتۂ نیرنگ ہے
آہ مین قوس قزح کا رنگ ہے

ہر جگہہ تیرا انداز ڈھنگ ہے
آب ہی گوہر مین گلین رنگ ہے

باغ ہی ہم ہین جنون کا ڈھنگ ہے
نکہت گلہاے رنگا رنگ ہے

چھیڑتا ہی کیون سمند عمر کو
عرصۂ ہستی نہایت تنگ ہے

خاک اوڑاتی پھرتی ہی باد خزان
آج کل ہی چمن کا رنگ ہے

رو رہے ہین کس صنم کی دہیان مین
آب گریہ آبروی گنگ ہے

پردہ دار الفت لیلے نہین
قیس عریان کس قدر بی ننگ ہے

جوشتا ہی بت کو کس پر دیکھو شیخ
سنگ اسود بہی تو آخر سنگ ہے

دیکھ لو صورت کدورت کی نہین
صاف دل آئینہ بی زنگ ہے

تفتہ دل پر پیچ آخر پڑ گیا
گیسوی جانان ہمارا سرہنگ ہے

جان لیکر خاک پہ پہونچین ہم غریب
شہر دل کا سیکڑون فرسنگ ہے

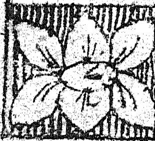
قطرہ زن ہی کاروان اشک غم
نالۂ دل مین صدای زنگ ہے

سرزمین کوچۂ دلدار پر
رات دن کی آسمان سی جنگ ہے

خط سبز اوس بی دہن کا دیکھکر
خضر اپنی زندگی سے تنگ ہے

شکر کر تھوڑا سا بھی گر ہو فراغ
آسمان پر دن بڑا دل تنگ ہے

جام جمشید ہی پلا دی ساقیا
اشتیاق عالم نیرنگ ہے



بلبلین گل پر فدا ہم یار پر
ای صبا یہہ اپنا اپنا رنگ ہے



شب غم اور بخت تیرہ ہے
ای فلک کون سیہ وطیرہ ہے

آدمی ہون گنہ وطیرہ ہے
گنہ صغیرہ ہی گنہ کبیرہ ہے

تو نہالان باغ حسن سی ہے
چمن خلد کا ذخیرہ ہے

لب شیرین یار کے آگے
قند گر ہے تو شہد شیرہ ہے

رنگ لایا ہے انتظار اون کا
آنکھہ کا تل سفینہ زیرہ ہے

دیکھہ کر آئینہ وہ کہتے ہین
چشم مہ جمال خیرہ ہے

٢٣ — ٥

بحر غم سے صبا نجات ملے
اس غزل کی زمین جزیرہ ہے

لڑگئی اپنی نظر اوسکی رخ پر نور سے
واہ ری تیور نہ چوکے آنکھہ پر تب طور سے

شمع مین سستی تو ہمیشہ تھا تعلق سے نجوم سے
پاس تو کیا تماشا دیکھتے ہو دور سے

ای جنون وحشت جو نہین ہوہری اتنی عزیز
باز آیا مین کفرجاہی عسل ... کا قصور سے

جب کہا مین کہ مجھسے غیر سے ہوگا وفا
بولی وہ ہم بھی تماشا دیکھینگی دور سے

٢٤ — ٦

ناز کرتا ہے مرے دل کو ملا کر خاک مین
ای صبا اتنا سمجھے اوس بت مغرور سے

دل لگانا عذاب ہوتا ہے
آدمی کیا خراب ہوتا ہے

خانۂ دل ترے تصور سے
لامکان کا جواب ہوتا ہے

دوری اونکے تبسم حالی مین
نالہ ماہتاب ہوتا ہے

ہونی ہوتی ہی جبکہ بربادی
عشق خانہ خراب ہوتا ہے

جلوۂ روے یار کے آگے
شپرہ آفتاب ہوتا ہے

مے پرستون کی دن جو پھرتے ہین
دور دور شراب ہوتا ہے

کیا مرا ساتھہ دیگا گردش مین
آسمان کیون خراب ہوتا ہے

خوب معلوم ہے حال دل ناشاد مجھے
دیکھہ جذبے مین نہ لا اے ستم ایجاد مجھے

رہنے دیگے نہ قفس مین مرے فریاد مجھے
ہار ڈالیگا گلا گھونٹ کی صیاد مجھے

اک پریزاد کی غم نے یہ کیا ہی لاغر
ڈھونڈھتا ہی نہین پایا مرا ہمزاد مجھے

ہای کیا بھول گئے یار عدم مین جاکر
کیا تماشا ہی کسی نے نہ کیا یاد مجھے

اور تو کیا ہی ابھی خط غلامی لکھہ دون
کھینچ دے یار کی تصویر جو بہزاد مجھے

کوئی صورت نہین بچنی کی جو آفت آئے
کس قیامت کی بلائی شب فرقت آئی

مر گئے ہجر مین جب یاد وہ قامت آئے
ناز کرتی ہوئی مرقد پہ قیامت آئی

یار کو حسن ملا بغض و حسد غیرون کو
قسمتون سی مرے حصے مین محبت آئی

ہم وہ مسکین تہی اوسی تعلق ہی بنا مجھے
ایک ہچکی سی جو ہمکو دم رحلت آئی

بات رکھہ لے دل ناکام نے مرتے مرتے
تالب گور زبان پر نہ شکایت آئی

پس از فنا مجھے موج ہوا کمند ہوئی
کہ خاک یار کی کوٹھی تلک بلند ہوئی

جو آج دیکھتا ہی تو وہ کل نہ دیکھی گا
کہلینگے حشر کو غافل جو آنکھہ بند ہوئی

نہ جا ہی آن مری دلکو سمجھے لشکر غم
شکست کہائینگے جو فوج قلعہ بند ہوئی

ہمیشہ جبر پہ بندیکا اختیار رہا
نہ کی وہ بات طبیعت کو جو پسند ہوئی

ولہ

ساغر لب خشک سے لگا دے
للہ شراب ساقیا دے

بوسہ دو ہمین بغیر مانگے
اتنی ہمت تمہین خدا دے

تیرے لب لعل گون کا بوسہ — وہ لی ای بت جسی خدا دے

اوسکا شوخ کو کھینچتا ہو اللہ — **وله** — ای جذبۂ دل اثر دکھا دے

ای تہہ آئی دم کا کسی اعتبار ہے — ناپائدار زندگی مستعار ہے

آنا تھا سیلد ہی پہ گیا کبھی کیطرف — پیل سحاب بھی شتری جہار ہے

جو حال دیکھتا ہی وہ کہتا پیام بر — آئین نہ آئین آگی نہ نہیں اختیار ہے

غافل نہ دیکھ زر کو محبت کی آنکھ سے — **وله** — جھپکے گی آنکھ پھر قیامت کی آنکھ سے

سوجھی نہ زاہدونکو برابر کی بات بے — دیکھے کوئی تو انکو حقیقت کی آنکھ سے

یارا مادہ شر روز رہا کرتا ہے — **وله** — سامنا موت کا ہر روز رہا کرتا ہے

پی یار منھ سے خاک نہ ساغر لگا کے — **وله** — شیشوں کو تاک تاک کی پتھر لگا کے

راحت کی جا کہیں بھی نہ پائی بجز عدم — **وله** — ہر سو برنگ برق تپیان ڈھونڈتی پھرے

منھ نہ لگنے دخت رز کی اپنی منھ پر جا بجا — **وله** — راز کھل جائیگا شیشے کا نہ منھ کھلوائیے

غم فراق سے دل کا یہ حال ہونا تھا — **وله** — جو کچھ ہوا شدنی تھا ملال ہونا تھا

کہیں سے ہی رہی رو ند ونکا مقدر سیدھا — **وله** — شیشہ اس دور میں اونہار ہی ساغر سیدھا

پیچ ہو جسکا طریقہ وہ ہو کیونکر سیدھا — کہیں اوڑتا ہی گرہ باز کبوتر سیدھا

رباعیات

کیون مجھسے فلک کی نہ ادا ای بدلے — معلوم ہوا نیکیون کی ہین بدلے

اک رنگ پہ ہین ہم تو برنگ خورشید — گرگٹ کی کیطرح رنگ زمانہ بدلے

ایضاً

سرسبز ہوا کبھی نہ باغ ہستی — سرجوش رہا دور ایاغ ہستی

جلنے جو لگی ہجوم غم کی جھونکے — خاموش ہوا صبا چراغ ہستی

کیا خوب غزاخ کا طریقہ سے راہ — ای بندہ نواز یہ تلون کیسا

ایضاً گہ خضر کہے رہزن گم کردہ راہ — لا حول ولا قوۃ الا باللہ

قطعہ تاریخ کتاب پنجۂ مہر تالیف مرزا حاتم علی مہر

پنجۂ مہر جو از مہر سرشتند — بہ جبینش دل من شیدا گشت

حبذا نسخہ کہ از ہر لفظش — حسن معنی بصفا پیدا گشت

عیسوی گفت صبا تاریخش — پنجۂ مہر ید بیضا گشت

قطعہ تاریخ مسجد

کرد حافظ علی بنا مسجد — معبدے خوب شد پے عباد

فکر تاریخ چون صبا کردم — گفت دل خانۂ خدا آباد

قطعہ تاریخ انتقال والدۂ شیخ مہدی حسن نظم

ام مہدی حسن نظم چو مرد — تاریخ گفت فردوس شدہ

از سر آہ صبا بنوشتم — مومنہ زینت فردوس شدہ

قطعہ تاریخ امام باڑہ نبی جان طوائف

عزا خانہ ہے ہر دوسرا کا — بنا ہی چوک میں با عز و اجلال

ہوئی ہیں اسکے نبی جان بانی — رہی ہمت خوشا طالع خوشحال

صبا نے نظم کی بنی کی تاریخ — زیارت گاہ یہ بنیا تھی اسسال

قطعات تاریخ وفات افصح الفصحا جناب میر وزیر علی صبا

قطعہ تاریخ طبع زاد شیخ فضل احمد صاحب متخلص بہ لطیف

صبا چون از جہان رخت سفر بست — شد از باد اجل برباد خاکش

خداوندا بفیض رحمت تو — نگردد در قیامت ہیچ باکش

چو از جیب گلشن برون جست باید — بدروزی از کرم دامان چاکش
اگر یک قطره از ابر تو بارد — برآید بادهٔ اطهر ز تاکش
بلوح دست تاریخ وصالش — نوشته از خون دل کیف جفاکش
خداوندا بیامرزی صبا را — هوای خلد سازی روح پاکش

۱۲۷۱ھ

ایضاً

چون صبا از جفای خار اجل — نقل کرده ز گلشن ایجاد
بهر تاریخ رحلتش اے کیف — بود در جستجو دل ناشاد
آمد از آسمان چنین آواز — بر زمین تاج شاعری افتاد

۱۲۷۱ھ

از شیخ امداد علی صاحب متخلص به بحر

کامل شعر و فن عالم اسرار کلام — بلبل باغ مضامین شگفته بنیاد
دوست یکرنگ و وفاکیش کثیر الاحباب — صاحب جمع و خوش اطوار و جوان نیک نهاد
بود بهر سفر خلد برین پا برکاب — زاسپ بگسسته عنان بر سر خاکش افتاد
مهلت یکشبه از قابض ارواح نیافت — رفت از دار فنا خسته و ناکام و ناشاد
بحر ازین مصرع جانسوز گل سال نوشت — چمن هستی موهوم صبا شد برباد

۱۲۷۱ھ

از خواجه عزیز الدین صاحب متخلص بعزیز

دوستی فریاد بگوشش آمد گفتم چه سبب — تا کمان بلبل دل نوحه کنان کرد ندا
ست از مرگ صبا این که جدا گشته عزیز — از چمن سبزه و گل از شبنم و از باغ صبا

۱۲۷۱ھ

از میر ولد حسن صاحب متخلص به فوق

جب گری گھوڑے سے وزیر علی — کان سے منہ سے خون بہنے لگا
حکما سے کہا سبھی جا کر حال — بولے وہ فصد لو تو ہوگی شفا

قضا کی لائی اوس گھڑی اونکی / کیا کہوں کیا ہو گیا آفت

نبضین ہاتھونکی ہوگئین ساقط / عالم تن تہ ہو گیا پیدا

غیر حالت جب اسطرحکی ہوئی / پنجشنبے کی شب کا تھا پہلا

بیست و ہفتم مہ صیام کی تھی / پہر اوس دن یہ سانحہ گذرا

روح نے کی مفارقت اوس دم / شور محشر بپا سبہون نے کیا

گردش آسمان کے ہاتھون سے / اک زمانہ ہوا تہ و بالا

آفتاب سخن ہوا پنہان / ہائے اللہ یہ ہوگیا کیا

فکر تاریخ اب کرو ای فوق / جو کہ قسمت مین ہونا تھا وہ ہوا

پھر کہی یہ وفات کی تاریخ / گئے باغ جہان سے آہ صبا

ایضا

چل بسی جبکہ بوی گل کی طرح / باغ عالم مین غم ہوا سب کو

فوق نے رو کی یہ کہی تاریخ / مٹ گئے داغ گیا صبا سب کو

از مرزا آغا حسن صاحب متخلص آغا

باغ عالم پر اوداسی چھا گئی / بلبل دل ہی مکدر ہے صبا

مصرع تاریخ آغا نے کہا / دل شگفتہ ہوئی کیونکر بے صبا

از مرزا حاتم علی صاحب متخلص بہ مہر

بزم عزا باغ جہان ہوگیا / پھولونکی بو پھولون کی نکہت مین ہے

ہای مرے دوست صبا ہای ہای / نالہ بہی جوشش رقت مین ہے

مصرع تاریخ سنو مہر سے / دور صبا گلشن جنت مین ہے

از میر عباس صاحب متخلص سلیم

پسندیده گلزار خلد برین — صبا شاعرے منتخب لاجواب
چو شد بے صبا بوستان سخن — بگویی صبا شد گلستان خراب
ھ ۱۲۹۸

از شاه مرزا صاحب متخلص به کاشف

صبا خوش فکر و خوش آیین خوش طبع — که شانش در ریاض دهر کم شد
سلیم الطبع و خوش خلق و خوش اطوار — ز دست چرخ مجبوس الم شد
چو سبزه گشته پامال از فرس آه — برنگ غنچه خون هر دل ز غم شد
چو بلبل گشته نالان جمله عالم — چو شبنم دیده احباب نم شد
شدای کاشف چنین سال وفاتش — صبا نازم به بستان ارم شد
ھ ۱۲۹۸

از محمد شمس الدین حسین صاحب متخلص به شمس

صبا آن عندلیب گلشن هند — چو قصد گلشن دار البقا کرد
دل بلبل بسوز رنج او سوخت — ز جوش ناله‌اش بپا کرد
لباس ماتمی پوشید هر نخل — ز پیچ و تاب سنبل طره وا کرد
نشستم غنچه سر افگنده از درد — چو تاریخش طلب طبع رسا کرد
شنیدم ناگهان از بلبل قدیس — صبا در گلشن فردوس جا کرد
ھ ۱۲۹۸

از مولوی محمد بخش صاحب متخلص به شهید

صبا از گلشن دنیا صد افسوس — چو دیدی گل برفت و چون صبا رفت
ستوے ملک بقا از ملک فانے — ز اسپ افتاد و بر اسپ قضا رفت
شهید از باغ دنیا جانب خلد — عجائب عندلیب خوش نوا رفت
چنان این حادثه رو داد ای وای — که سالے در حساب از هوش ما رفت
پی تاریخ پرسیدم ز هر گل — صبا از گلشن دنیا کجا رفت
ھ ۱۲۹۸

از میر هادی علیخان صاحب متخلص بمفتون

داغ فرقت داد چون گردید از مرکب جدا
کرد عزم گلشن جنت صبا مثل صبا

۱۲۸۵

برفراز نعش خاک سائش بود بعد از فاتحه
یافتم ایمای هاتف های ثابت آشنا

خاتمة الطبع

پس از ترانه سنجی عندلیب خامه بر اچین حمد محمودی که اوراق چار بیت اربع عناصر با وجود تخالف طبعی و تباین ظاهری در یک شیرازه بسته و اجزای پریشان عنصری را برشته امر کن منسلک ساخته خلعت توافق و جمعیت عطا فرمود و لسان انسان ضعیف البنیان را بحسن کلام ناطق ساخته قوت ممیزهٔ بلاغت و فصاحت ودیعت نمود وجود مصنوعات بر کمال قدرتش گواه وان الامر کله لله بر سلطنت قاهره‌اش انتباه و درود نامحدود سزاوار آن نور حدیقهٔ فصاحت بلاغت که مطلع قصیدهٔ نبوتش در صفحهٔ عالم جلوه ظهور یافته و از نوایمان باغی دنیا انبت المعمور اللهم صل علی محمد و آله و اصحابه اجمعین اما بعد بر رای انجلای شائقان نظم سخن و طالبان مضامین نو و کهن بشارتیست که درین ایام فرخنده فرجام کلام معجز نظام سر خیل نظام و سرمنشا فصحای عصر قلزم مضامین آبدار رنگین بیانی بحر مواج فقرات شیرین کلامی افصح الفصحا ابلغ البلغا جناب میر وزیر علی صاحب متخلص به صبا گل سرسبد گلشن لکهنو مسمی به غنچهٔ آرزو که در سنه ۱۲۷۲ هجری باهتمام اضعف العباد احقر الافراد از حلی علم و هنر عاری محمد یعقوب انصاری از حلیهٔ طبع آراسته شده بود حالا باز بخواستگاری شائقان بطرز مرغوب انداز خوش اسلوب به ماه صفر المظفر سنه ۱۲۸۶ هجری به مطبع کارنامه زینت طبع یافته مطبوع طبایع خاص و عام گردید

قطعه تاریخ ترتیب دیوان

کیا تر و تازه و خوش رنگ ہی دیوان صبا کا
جسکا ہر شعر ہے معنی کی سبب جان سخن

۱۲۸۶

بلبل طبع نی ای نطق عجب موسم مین
کہی تاریخ تمامی کی گلستان سخن

قطعہ تاریخ ترتیب دیوان صبا منظومہ جناب عبداللہ خان

صبا کا جمع ہوا چھپنے کے لیے دیوان ۔۔۔ ہر ایک بیت فقط شعر ہم کو اسی نسخہ سے ہے
ہر ایک بیت قصیدہ رشک بیان کی سی ہے ۔۔۔ ہر ایک شاہد معنی کو رشک حور کہو
بلند گو نہیں لیکن بیان دہر روشن ہے ۔۔۔ کہ اس زبان کو اسی مہر شمع طور کہو
بمقتضائے محبت یہ دل میں جب آیا ۔۔۔ کہ جیسے طرح سے ہو تاریخ تم ضرور کہو
سروش غیب نے فوراً ندا یہ پہنچائی ۔۔۔ بہار گلشن فکر صبا ہے نور کہو

۱۲۸۸ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان سن تاریخ فکر یادگار انوری جناب مولوی احمد علی صاحب مشہدی

جناب مولوی یعقوب خوشنو ۔۔۔ کہ باشد شہرتش از ہند تا روم
بہمت طبع دیوان صبا را ۔۔۔ ز اشعارش شدہ اغلاط معدوم
شنیدہ مشہدی تاریخ طبعش ۔۔۔ ز با لطف آب گوہر ہائے منظوم

۱۲۸۸ھ

کلام فصاحت انجام جناب نواب محمد صادق علیخان بہادر

در حسن و بہار جملہ فائق باشد ۔۔۔ پاک از ہمہ عیب از ہمہ لائق باشد
آوازہ رسید از فلک تا مطلع ۔۔۔ مطبوع طبائع خلائق باشد

۱۲۸۸ھ

ایضاً منہ

از کوشش مولوی محمد یعقوب ۔۔۔ سر چشمہ علم و خلق و بذل و احسان
کلکم بنوشت از پے سال مسیح ۔۔۔ ترتیب مسرت عجائب دیوان

۱۲۸۸ھ

کلام بلاغت توامان جناب مرزا احمد بیگ خان صاحب متخلص بہ

گشت در مطبع شاداب جناب یعقوب ۔۔۔ طبع دیوان صبا صاف چو طبع موزون
صفحہ ہر صفحہ تازہ ان موج صبا ۔۔۔ غیرت آرائی رخ یار صباحت مفتون
خاص مے جام الفت مدیر دو ثنا خوان سخن ۔۔۔ این کلامیست مگر ہمسر سحر و افسون

گفت فرمائش تاریخ پی خاتمہ اش … [illegible] … طبع سن گفت زبن باز جی رنگین مضمون

ایضاً ہجری و عیسوی

جناب مولوی یعقوب ذی جاہ … بہ اوقات سعید و حین نامید

نمودہ طبع دیوان صبا را … بجسن صحت و از دید و وا دید

ہر آنکس دید آن اوراق رنگین … برنگ غنچۂ صد برگ خندید

خیال سال ہجری چون بہ فکرش … فروغ عقل اول نکتہ فہمید

خیال عیسوی سالش چو آمد … فروغ با شرف تاریخ گرد

[illegible]

کلام بلاغت منشور جناب پیروز زید صاحب متخلص نور

نور جو دائرہ ہے دیوان کا … ہی گلگون کا ہے ایاغ یہی

بلبل دل نے سال طبع کہا … ہی صبا کا لطیف باغ یہی

[illegible]

ایضاً

گلشن فکر مین کلام صبا … گل گلزار شادمانی ہے

ہر غزل کا بہار یہ مصرع … ثمر یہ سرو بوستانی ہے

نور نے طبع کی کہی تاریخ … کیا چھپا غنچۂ معانی ہے

[illegible]

نتیجۂ فکر رسا جناب مولوی محمد فصیح اللہ صاحب متخلص وفا

چھپا کلام صبا کا دوبارہ تازہ رون … کہ جسکا مثل زمانے مین آ وفا کم ہے

خیال تھا لکھئے تاریخ کا کہ ہاتف نے … کہا کلام صبا دلپذیر عالم ہے

[illegible]

قطعہ تاریخ منظومہ جناب وارث علیخانصاحب متخلص فہم

گل سے ہر ایک لفظ غزل ہے اک چمن … پہولونکا ہر ورق یہ ہے تحفہ کہا ہے

دیوان کا یہ فہم نے رنگین سن لکھا … مطبوع لاجواب ریاض صبا ہوا

[illegible]

نتیجۂ فکر سلیم جناب منشی محمد انوار حسین صاحب تسلیم

ہوا مطبع پھر کلام صبا — برنگ گل تر مرا دل کھلا
دم فکر تاریخ دل نے کہا — لکھو غنچۂ آرزو اب چھپا ۱۲۸۶
چھپا جب یہ دیوان دل نے کہا — ابھی غنچۂ آرزو پھر چھپا ۱۲۸۶
وہیں سنیے بھی اسکی تاریخ سال — لکھے کیسا دلچسپ باغ صبا

ایضاً — ۱۲۸۶ھ

نظم مرغوب جناب منشی محمد فاخر حسین صاحب فاخر

چھپا دیوان پھر ان خوبیوں سے — صفائی پر نظر کو آگیا غش
لکھو تاریخ سال طبع فاخر — ادا سے جلوۂ تھا گرد آتش

۱۲۸۶ھ

کلام دلپسند جناب حکیم محمد عبد الرزاق صاحب خالص

دیوان صبا گشتہ مطبوع بصد خوبی — کاتب دم تحریرش گویا کہ گہر سفتہ
در فکر سن طبعش بودم کہ بمن خالص — این نسخہ زیبا شد مطبوع جہان گفتہ

۱۲۸۶ھ

نظم مطبوع اہل فن جناب حکیم مرزا محمد علی بیگ صاحب عاقل دہلوی

واہ واہ کیا خوب کیا اچھا چھپا — یہ کلام شاعر شیرین مقال
کہہ دے عاقل مصرعۂ تاریخ طبع — واہ چھپا یا خوب دیوان بیمثال

۱۲۸۶ھ

نتیجۂ فکر عفیف جناب شیخ محمد عبد اللطیف صاحب خلوص

بدیوان صبا از طبع افزودہ جہان رونق — کہ ہر فرد بشر آنرا بجان و دل پسندیدہ
خلوص از بہر سال طبع آن گفتہ بمن ہاتف — کہ با جان صبا گوئی چہ خوش مطبوع گردیدہ

۱۲۸۶ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان ۱۸۶۹ء

جو دیوان سید وزیر علی — شدہ طبع در مطبع لکھنؤ
پے سن طبعش صلائے کرم — بہر شش جہت شد روان سو بسو

ہو القوی

بخدمت

شائقان عالی قدر قدردان کی
و ہمپیشگان عطوفت قوامان گذارش ہے کہ
کلام نظم مطبوع طباع سخن سنجان نیک خو مسمی بغنچہ آرزو
نتیجہ فکر افصح الفصحا جناب میر وزیر علی مغفور متخلص بہ صبا حسب
نشان قانون بستم ۱۸۶۷ع داخل بہی رجسٹری ہوا ہے جن شائق کو
مطلوب ہو مطبع کارنامہ واقع گولہ گنج لکھنؤ سے طلب فرمائیں
علیحدہ چھاپنے کا خیال نہ لائیں ع
بر رسولان بلاغ باشد و بس

سنہ ۱۲۸۶ ہجری